انتساب

بنام نامی

علم دوست وعلم پرور - جواں ہمت - جواں دولت - جواں سال -

عالیجناب راجہ محمد امیر احمد خان بہادر

والی ریاست محمود آباد

والی ریاست محمود آباد

از مُصنّف

آئینۂ بدعت
محمد عسکری

مطبوعۃ

لکھنؤ : صدیق بک ڈپو، ۱۹۳۷ء

فہرست مضامین

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمہید

للہ الحمد کہ آج (بتاریخ ۸ نومبر ۱۹۳۶ء) کتاب "آئینۂ بلاغت" پوری ہوگئی۔ میری صحت اسطرف ایسی خراب ہوگئی تھی کہ میں اس کے اختتام سے مایوس ہوگیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ دعائے صحت اور دعائے اتمام کتاب ایک ساتھ پوری ہوئیں۔

قطع نظر عربی کتابوں کے فارسی اور اُردو دونوں زبانوں میں فن بلاغت پر اتنی کتابیں (بعض نہایت عمدہ و مشرح اور بعض نہایت ناقص و مختصر) موجود ہیں کہ اب اُن میں کسی نئی کتاب کا اضافہ فضول اور تحصیل حاصل معلوم ہوتا ہے مگر جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اب زمانہ بدل گیا۔ پیشتر کا سا شوق فارسی اور اُردو خاص کر فن شعر و بلاغت کی کتابیں پڑھنے کا لوگوں کے دلوں میں باقی نہیں رہا۔ طرز تعلیم کا طریقہ بدل گیا۔ کسی زمانے میں کتاب من اولہ الی آخرہ پڑھنا شوقین طلبہ کے لئے بہت ضروری تھا۔ اب یہ حال ہے کہ کتاب کے مختصر نوٹوں پر یا جو کچھ کہ اُستاد بتا دیں صرف اُتنے جزو پر اکتفا کی جاتی ہے۔ پس اگر اس تغیر مذاق پر نظر کیجائے اور زمانۂ حال کی ضرورتوں کا خیال رکھا جائے تو یقیناً ایک ایسی کتاب کی ضرورت ضرور محسوس ہوگی جو ایسے لوگوں کیلئے جن کے پاس زیادہ وقت تعلیم و تعلّم کا نہیں ہے۔ علی الخصوص طلبہ کے واسطے ایک مفید معلومات کا ذخیرہ اختصار کیساتھ نہایت صاف اور سلیس عبارت میں پیش کرے۔ اگر میرا یہ عذر قابل پذیرائی اور میری یہ دلیل قابل قبول ہے تو یقیناً یہ کتاب بھی مقبول ہونا چاہئے۔ اور جو اسلوب اس میں اختیار کیا گیا ہے وہ پسند ہونا چاہئیے۔

وہ جدید اسلوب یہ ہے کہ اب تک یہ دستور رہا ہے کہ صنائع بدائع اور علم عروض کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب ایک مسلسل بیان کی صورت میں اور ایک خاص طوالت کے ساتھ جو بعض موقعوں پر بالکل فضول اور غیر ضروری معلوم ہوتی ہے، اور امثلہ کی کثرت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس سے مصنف کی غرض غالبًا یہ ہوتی ہے کہ وہ بہترین طریقہ سے پڑھنے والے کے ذہن نشین ہو جائے مگر میرا تجربہ یہ ہے کہ اسکا اثر بالکل برعکس ہوتا ہے۔ بجائے ذہن نشین ہونے کے وہ پیچیدہ عبارت اور مثالوں کی کثرت اصل مطلب کو اور زیادہ الجھا دیتی ہے اور بجائے سمجھ میں آنے کے طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ مثالاً مولوی نجم الغنی صاحب مرحوم کی مشہور کتاب بحر الفصاحت کو لیجئے کہ انھوں نے جس محنت اور کاوش سے یہ کتاب تیار کی ہوگی اس کی داد نہ دینا سراسر ظلم ہے۔ یہ کتاب نہایت ضخیم تقریبًا بارہ تیرہ سو صفحات پر مشتمل ہے مگر ان خوبیوں کے ساتھ اس میں یہ خرابی بھی ہے کہ علاوہ قیمت کی زیادتی کے بیان کی طوالت، امثلہ کی کثرت اور ہر مسئلہ کو مکمل طور سے بیان کرنے کی ناکام کوشش، یہی سب باتیں اس کی بے لطفی اور بے کاری کا بھی باعث ہوگئی ہیں

دوسری جانب اکثر کتابیں جو غالبًا اس زمانہ کے طلبہ کے لئے تیار کی گئی ہوں گی نہایت مختصر اور اسقدر مختصر ہیں کہ بہت ضروری باتیں ان میں بیان کرنے سے رہ گئی ہیں۔ مثلاً چہار گلزار جو زبان فارسی میں اسی فن کا ایک رسالہ ہے یہ اس قدر مختصر ہے کہ اس کا اختصار باعث تکلیف ہے۔ میں نے اطناب اور اختصار کے درمیان کا راستہ اختیار کیا اور اس کے واسطے یہ ضروری سمجھا کہ بعض چیزیں جو اب تک مسلسل عبارت میں بیان کی گئی ہیں وہ نقشہ کی صورت میں بترتیب حروف تہجی مرتب کیجائیں۔ اس سے یہ فائدہ متصور ہے کہ طلبا جو عمومًا زمانہ امتحان کے قریب اس قسم کی کتابوں کا خلاصہ نوٹوں سے یاد کر لیتے ہیں یا وہ لوگ بھی جن کے پاس اتنا وقت نہیں کہ فن بلاغت کی کتابیں مکمل طور سے پڑھیں۔ ان نقشوں کو بہت مفید اور کارآمد پائیں گے۔ ان نقشوں میں سوائے اصل اصطلاح اور اس کی تعریف اور مثال کے زوائد سے مطلب نہیں رکھا گیا۔ مثالوں میں اس کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے کہ حتی الامکان فارسی اور اردو دونوں زبانوں کی مثالیں پیش کی جائیں۔ پہلا باب جو "اقسام و متعلقات نظم و نثر" کے متعلق ہے بالکل جدید ہے۔ اب تک یہ مصطلحات اور کتابوں میں علیحدہ علیحدہ بیان کئے گئے تھے یکجا کر دینے سے بصورت نقشہ انکی اہمیت بھی بڑھ گئی اور وہ جلد اور آسانی سے سمجھ میں آجائیں گے۔

فن عروض جو بلاغت کا نہایت مشکل اور بے مزہ مضمون ہے۔ دیگر کتب میں بیکار طوالت کے سبب سے بہت مشکل سے سمجھ میں آتا ہے اُس کی بحور اور علی الخصوص زحافات سے طبیعت اُکتا جاتی ہے میں نے ان کو بھی نقشوں کے ذریعہ سے اور اختصار سے کام لے کے اتنا آسان اور دلچسپ کر دیا ہے کہ اب امید ہے کہ طلبہ اور دیگر شائقین اس سے بہت لطف اندوز ہوں گے اور اکثر باتیں آسانی سے یاد کر لیں گے۔ اکثر کتابوں میں دوائر بحور جو دئے جاتے ہیں وہ میں نے عمداً ترک کر دئے کیونکہ استخراج بحور سے اب کس کو دلچسپی باقی ہے؟ تقطیع کے قواعد ایک خاص طریقہ سے خانہ وار سمجھائے گئے ہیں جس سے تقطیع کا اصول آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔ اتنا میں ضرور ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ مشکوک اور مختلف فیہ مسائل جن میں خود متقدمین میں سخت اختلاف ہے اور کوئی بات اب تک طے نہیں ہوئی وہ عمداً ترک کئے گئے۔ کیونکہ ان سے نہ کوئی فائدہ متصور ہے اور نہ اب اس قسم کی بال کی کھال نکالنے کا کسی کو شوق ہے۔

علم بیان میں تشبیہ، استعارہ، کنایہ وغیرہ کے اقسام کو نہایت اختصار کے ساتھ فارسی اور اُردو کی مثالوں سے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ سرقۂ شعری کے ذکر میں (جس پر عموماً کتب بلاغت کا خاتمہ ہوتا ہے) میں نے متداولہ رائے سے کسی قدر اختلاف کیا ہے۔ متداولہ رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شعر بجنسہ یا بتغیر الفاظ کسی دوسرے کے کلام میں پایا جائے تو اُس کو سرقہ سمجھنا چاہیئے میں نے اس پر اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ سرقہ اُس وقت سمجھا جائے گا اگر اُس دوسرے شاعر نے باوجود علم کے بدنیتی سے یعنی لوگوں پر یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہ میرا شعر ہے وہ شعر بجنسہ یا اُسکا مضمون بتغیر الفاظ چُرایا ہو۔ مثلاً ان اشعار کو لیجئے۔ غالب کا مطلع ہے سہ

دوست غمخواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ آئیں گے کیا

اور شاد لکھنوی کہتے ہیں سہ

کوئی دم راحت جنوں کے ہاتھ سے پائیں گے کیا
زخم بھر جائیں گے تو ناخن نہ بڑھ آئیں گے کیا

اس میں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ شاد کو غالب کے شعر سے آگاہی تھی تو یقیناً یہ سرقہ کی حد میں آتا ہے

دوسرا شعر غالب کا ہے ؎

بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرمائیں گے کیا

اور شاد کہتے ہیں ؎

حالِ عاشق اُن کو سُننے کا مزہ ہے اس قدر
ہم کہے جائیں گے جتنا وہ کہے جائیں گے کیا

یہ بھی بشرطِ مذکورۂ بالا سرقہ ہے بلکہ سرقۂ مذموم۔ کیونکہ لفظ حالِ دل جو غالب کے یہاں دوسرے مصرعہ میں ہے۔ اُس کو شاد نے پہلے مصرعہ میں ڈال دیا۔ غالبًا اس وجہ سے کہ شعر کی صورت بدل جائے۔

یہ دونوں شعر بھی اسی نوعیت کے ہیں ؎

تری تقلید سے کبک دری نے ٹھوکریں کھائیں
چلا جب جانور انساں کی چال اُسکا چلن بگڑا (آتش)

گئے طاؤس کے گھر موچ پائے کبک میں آئی
چلا جب اُس کی اٹکھیلی کی چال اُسکا چلن بگڑا (شاد)

اسمیں بھی دوسرا شعر سرقہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ آتش کی یہ مشہور غزل شاد نے ضرور سُنی ہوگی اور جب چلن کا قافیہ آیا تو آتش کا شعر ضرور اُنکے پیش نظر ہوگا۔ میں آتش کے شعر کو بہتر سمجھتا ہوں۔ اس وجہ سے کہ انھوں نے "انسان کی چال" کہہ کے شعر میں عمومیت پیدا کر دی اور جس مضمون میں عمومیت ہو وہ مخصوص و محدود مضمون سے بہتر اور لطیف تر ہوتا ہے

البتہ اس قاعدہ سے وہ اشعار مستثنیٰ ہیں جنہیں کوئی محاورہ یا مثل باندھی جائے۔ مثلاً سانپ نکل گیا اب لکیر پیٹا کرو ایک مثل ہے۔ جس سے یہ مطلب ہے کہ ایک زرّیں موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا اب اس کی کوشش بیکار ہے۔ اس مثل کو ان چار شاعروں نے باندھا ہے ؎

خیالِ زلف دوتا میں نصیر پیٹا کر
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر (شاہ نصیر دہلوی)

سانپ تو بھاگ گیا پیٹتے ہیں لوگ لکیر
خوب پوشیدہ کئے تم نے دکھا کر گیسو (تمنا)

سر دے دے مارو گیسوئے جاناں کی یاد میں
پیٹا کرو لکیر کو کالا نکل گیا (رند)

دکھلا کے مانگ گیسوؤں والا نکل گیا
پیٹا کرو لکیر کو کالا نکل گیا (شاد لکھنوی)

ان میں کوئی شعر کسی دوسرے شعر کا سرقہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ ہر شاعر نے ضرب المثل کو باندھا ہے مگر تعجب اور بڑا تعجب ہے کہ شاد ایسا استاد اور کہنہ مشق شاعر اس نے رند کا پورے کا پورا مصرعہ بلا کسی تغیر و تبدل کے اپنے کلام میں شامل کر لیا۔ ایک اعتراض میرے ایک دوست نے اس پر یہ بھی کیا ہے کہ شاہ نصیر، تمنا اور رند تینوں شاعروں نے زلف و گیسو کو سانپ سے تشبیہ دی ہے جو ایک مشہور تشبیہ ہے مگر شاد کے یہاں یا تو مانگ سے تشبیہ کہی جائے گی اور یا گیسوؤں والے سے اور یہ دونوں تشبیہیں ناجائز ہیں۔ اس لئے کہ مانگ کا رنگ سفید ہوتا ہے سیاہ نہیں ہوتا اور گیسوؤں والا یعنی معشوق بھی مار سیاہ نہیں کہا جا سکتا۔

سرقہ کی ایک یہ بھی صورت کہی جاتی ہے کہ دو شعروں کا مضمون ایک ہی ہو مگر اسلوب بیان الگ الگ ہو۔ اس کو اصطلاح میں سرقۂ معنوی کہتے ہیں۔ میں اس کا بھی قائل نہیں۔ اس لئے کہ اگر اتحاد مضامین کو سرقہ مانا جائے تو پھر شاعری کا تقریباً نصف حصہ سرقہ سمجھا جائے گا۔ اس لئے کہ ایک شاعر مضمون کے متعلق دوسرے کا ضرور ممنون احسان ہوتا ہے ہمیشہ چراغ سے چراغ جلتا چلا آیا ہے اور یکجا یعنی طبعزاد مضامین جو کسی دوسرے نے نہ کہے ہوں، چھوٹے تو کیا معنی بڑے بڑے شعرا کے یہاں بھی دو ایک فیصدی سے زیادہ نہ ملیں گے سرقۂ معنوی کی مثال میں یہ دو شعر پیش کئے جا سکتے ہیں ؎

ہم نے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف اے میر
پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

مصحفی ہم تو سمجھتے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل میں تو بڑا کام رفو کا نکلا

یہ دونوں شعر متحد المضامین ہیں۔ شاعر کا مطلب یہ ہے کہ عاشق کی دلی حالت اور شدّت شوق کا اندا ظاہر ہیں آنکھیں نہیں کرسکتیں۔ البتہ اگر غائر نظر سے دیکھا جائے تو اُس کا صحیح اندازہ ہوسکتا میر نے اس مضمون کو خط شوق کی تشبیل سے ادا کیا اور مصحفی نے زخم دل کی تمثیل سے۔ مطل دونوں کا ایک ہی ہے مگر ان کو سرقہ کون کہہ سکتا ہے

کتاب کے آخر میں اکثر مصطلحات ادب متعلق بہ شعر فارسی اور انگریزی دونوں زبانوں بصورت ضمیمہ دئے ہوئے ہیں۔ ان کی بھی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہے۔ مجھ کو اُمید کہ یہ فہرست اصطلاحات طلبا علی الخصوص اعلیٰ قابلیت کے طلبا کے لئے بہت مفید اور کا ثابت ہوگی۔

فارسی صنائع بدائع مثلاً مبالغہ، تجنیس، تلمیح وغیرہ کی انگریزی مثالیں میں نے عمدًا اس سے دی ہیں کہ لوگ دیکھیں کہ انگریزی میں بھی وہی چیزیں جن کے لئے بیچاری مشرقی زبانیں بدنام ہیں کسقدر کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

اکثر انگریزی داں اصحاب کو یہ کہتے سُنا ہے کہ اُردو فارسی شاعری میں سوائے تکلفا لایعنی اور جھوٹی موٹی مبالغہ آمیز باتوں کے اور کیا رکھا ہے۔ مجھ کو اُمید ہے کہ ایسے متشککین کا خیا انگریزی میں انھیں "تکلفات لایعنی" کی بہتات دیکھ کر کچھ حد تک تو ضرور بدل جائے گا۔

اس ضمیمہ کی ترتیب میں میں نے پروفیسر براؤن کی تاریخ ادبیات ایران، بین کی گرا اینڈ ریٹارک، وہٹیلی کی گرامر وغیرہ اور ان کے علاوہ اکثر انگریزی نظم کی کتابوں سے کام لیا لہٰذا ان کے مصنفین کا شکریہ یہاں ادا کیا جاتا ہے۔

اُمید ہے کہ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کا شعبۂ وضع اصطلاحات (دارالترجمہ) میری اس کوشش کو نظر استحسان سے دیکھے گا۔ اور اگر اس میں کسی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت ہو تو اُس سے مجھ کو مطلع کرے گا۔

خاکسار محمد عسکری عفی عنہ

لکھنؤ۔ مؤرخہ ۸ نومبر ۱۹۳۶ء



اقسام و متعلقات نظم و نثر

اصطلاح	تعریف	مثال
ایہام گوئی	اُردو شاعری کے ابتدائی دوروں میں شعراء کے کلام میں ذومعنیین الفاظ اور لفظی تلازمے (جو آجکل صنعت مراعات النظیر کہلاتے ہیں) بہت ہوتے تھے اسی کو ایہام گوئی کہتے ہیں [1]	لام نستعلیق کا ہے اُس بتِ خوشخط کی زُلف — ہم تو کافر ہوں اگر بندے نہ ہوں اسلام کے (اس لام) تو جو دریا کے پار جاتا ہے — دل مرا وار دار بہتا ہے نہ دیوے لے کے دل وہ جعد مشکیں — اگر باور نہیں تو مانگ دیکھو کنجی اس کی زبان شیریں ہے — دل مرا قفل ہے نباتے کا گندمی چہرہ کو اپنے زلف میں پنہاں نہ کر — ہندواں سنکر مبادا شور ڈالیں کال کا
بلینک ورس	(دیکھو نظم غیر مقفی)	
بند	مخمس، مسدس، ترجیع بند، ترکیب بند وغیرہ کا ایک جزو جو مخمس میں ۵ مصرع مسدس میں ۶ مصرع اور ترجیع بند و ترکیب بند میں مساوی تعداد کے مصرعوں کا ہوتا ہے۔	مثال کے لئے دیکھو مخمس، مسدس، ترجیع بند، ترکیب بند وغیرہ
بندش	شعر کے الفاظ کی نشست و ترتیب	(۱) ع بلبل کی گل نظر میں دلے خار ہی رہا (سودا) یعنی بلبل کی نظر میں گل الخ

[1] آبحیات میں ہے کہ شاہ حاتم نے بڑی کوشش کر کے ان رنگ آمیزیوں سے اُردو کو پاک کیا اور اگرچہ وہ انداز پہلے کی نسبت بالکل نہیں رہے پھر بھی جس قدر ہیں وہ ایسے زبان پر چڑھے ہوئے ہیں کہ جن مضامین کے ادا کرنے کی ہمیں آج کل ضرورت پڑتی ہے اس کے لئے خلل انداز ہوتے ہیں۔ ایہام گوئی کو اب صنعت ایہام و توریہ کہتے ہیں۔

(دیکھو صنائع و بدائع)

اصطلاح	تعریف	مثال
	جس سے شعر کے حسن و قبح پر بڑا اثر پڑتا ہے	(۲) ذبح وہ کرتا تو ہی پر چاہیے اے مرغ دل دل پھڑک جائے تڑپنا دیکھ کر صیاد کا (ناسخ) یعنی صیاد کا دل مرغ دل کا تڑپنا دیکھ کر پھڑک جائے۔ یہاں مضاف و مضاف الیہ کے بیچ میں ایک لفظ یا چند الفاظ آجانیکی وجہ سے تعقید ہوگئی جو بندش کی خرابی کی علامت ہے۔
بہاریہ	اشعار میں ایسے مضامین لانا جن سے موسم بہار کا سماں آنکھوں میں پھر جائے	بخششی ہی گل نورستہ کی رنگ آمیزی پوشش چھینٹ قلمکار بہر دشت وجبل عکس گلبن یہ زمین ہی کہ جس کے آگے کار نقاشی مانی ہے دوم وہ اول تار بارش میں پروتے ہیں گہر ہائے تگرگ ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل بابسے آب ڈال عکس ہجوم گل سے لوٹتے ہی سبزہ پر از بسکہ ہوا ہے بیکل شاخ میں گل کی نزاکت یہ بہم پہنچی ہی شمع ساں گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگھل (سودا) (نیز دیکھو ساقی نامہ مثال نمبر۲)
بیت [۱]	کوئی ایک شعر بیت کہا جا سکتا ہے خواہ اُس کے دونوں مصرع مقفیٰ ہوں یا غیر مقفیٰ اور خواہ وہ کسی صنف نظم سے تعلق رکھتا ہو	دونوں مصرع مقفیٰ سے دیوانہ پن ہمارا آخر کو رنگ لایا جو دیکھنے کو آیا ہاتھوں میں سنگ لایا (میر) غیر مقفیٰ سے مارا دیار غیر میں مجھ کو وطن سے دور رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم (غالب)
بیت الغزل	وہ شعر جو غزل میں سب سے بہتر ہو (مگر ایسے شعر کا انتخاب خود انتخاب کرنیوالے کے مذاق پر موقوف ہی جس کے لئے کوئی قاعدہ مقرر نہیں کیا جا سکتا)	

[۱] بیت عربی میں گھر کو کہتے ہیں۔ چونکہ قدیم عربوں کا گھر اُن کا خیمہ تھا جس کے قیام کے واسطے رسی ستون اور میخوں کی ضرورت ہوتی ہے اس واسطے شعر کے لئے بھی چند ارکان ضروری سمجھے گئے جو سبب وتد اور فاصلہ کہلاتے ہیں۔ سبب کے لغوی معنی عربی میں رسی کے ہیں وتد میخ کو کہتے ہیں اور فاصلہ ستون کو۔ اور جسطرح گھر کے دروازہ کے دو پٹ ہوتے ہیں اُسی طرح بیت کیلئے بھی دو مصرع ضروری ہیں۔ بیت اردو میں شعر کا مرادف سمجھا جاتا ہی مگر فارسی میں یہ لفظ اشعار مثنوی کیلئے خاص کر استعمال ہوتا ہے سے ابیات وقصیدہ وغزل را نہ فردوسی و انوری و سعدیست۔ ابیات (بیت کی جمع) سے یہاں مثنوی مراد ہے۔ بیت اور فرد کے فرق کے لئے دیکھو فٹ نوٹ متعلق فرد۔

اصطلاح	تعریف	مثال
تاریخ	الفاظ کے ذریعہ سے کسی واقعہ کا سن بحساب حروف ابجد نکالنا۔	
	(۱) ایک لفظ سے تاریخ	تاریخ معزولی حکیم مہدی از سرکار اودھ سے کاشو برائے پختن شلغم گریختہ (تاریخ) لفظ گریختہ سے تاریخ نکلتی ہے۔
	(۲) ایک فقرہ سے تاریخ	۱۲۳۵ تاریخ صحتیابی نواب اصغر علی خاں سے حساب اس سخن کا تو کرلیں جو لب نے — کہا اعتدال طبیعت مبارک ۱۲ ۶۰ (مومن)
	(۳) پورے مصرع سے	تاریخ وفات میاں کالے صاحب سے ہوئی جس دم وفات حضرت کی — مجھ کو تاریخ کا خیال آیا ہاتف غیب نے کہا ناگاہ — کالے صاحب کو سرخ رو پایا ۱۲ ۶۸ (مومن)
	(۴) کچھ الفاظ کے جوڑنے سے (تعمیہ)	تاریخ تصنیف تذکرہ گلشن بہار سے جو ترجمہ ایسے تذکرہ کا بھایا — مومن کو خیال سال تاریخ آیا مضمون کا ہجوم دیکھ کر فرمایا — کیا گلشن بہار پہ بادل چھایا الفاظ گلشن بہار اور بادل جوڑنے سے تاریخ نکلتی ہے۔
	(۵) کچھ الفاظ کے خارج کرنے سے (تخرجہ)	۱۲۱۳ + ۳۶ = ۱۲۵۰ تاریخ وفات حکیم غلام نبی خاں پدر حکیم مومن خاں سے جنازہ اٹھایا فرشتوں نے آ — تو قد قاذ فوق ذا عظیما کہا ۶۶ ۱۳۰۷ = ۱۲۴۱ (مومن)
	(۶) کسی خاص طریقے سے	تاریخ وفات حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے دست بیداد اجل سے بے سروپا ہوگئے — فقر و دیں فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل (مومن) الفاظ مصرع ثانی کے اول و آخر کے حروف نکالنے سے ق + ی + ض + ن + ط + ر + ل + م بچتے ہیں جنکے جوڑنے سے تاریخ نکلتی ہے۔ ۱۰۰ ۱۰ ۸۰۰ ۵۰ ۹ ۲۰۰ ۳۰ ۴۰ = ۱۲۳۹

ابجد کے حساب سے حروف تہجی کی قیمت اعداد میں حسب ذیل ہے۔ الف = ۱ - ب = ۲ - ج = ۳ - د = ۴ - ہ = ۵ - و = ۶ - ز = ۷ - ح = ۸ - ط = ۹ - ی = ۱۰ - ک = ۲۰ - ل = ۳۰ - م = ۴۰ - ن = ۵۰ - س = ۶۰ - ع = ۷۰ - ف = ۸۰ - ص = ۹۰ - ق = ۱۰۰ - ر = ۲۰۰ - ش = ۳۰۰ - ت = ۴۰۰ - ث = ۵۰۰ - خ = ۶۰۰ - ذ = ۷۰۰ - ض = ۸۰۰ - ظ = ۹۰۰ - غ = ۱۰۰۰ ـــ فارسی اور ہندی کے مخصوص حروف کی قیمت بھی عربی حروف کے سے ہے جن سے کہ وہ ہمشکل ہیں مثلاً چ = ج - گ = ک - ڈ = د - ڑ = ر - پ = ب - ٹ = ت -

اصطلاح	تعریف	مثال
	(۷) دوسرے طریقہ سے	تاریخ دربارۂ معزولی حکیم مہدی مذکورہ مثال نمبر ا سے از جائے حکیم ہشت بر گیر سہ مرتبہ نصف نصف کم کن (تاریخ) حرف ح کے آٹھ کا عدد لیکر تین دفعہ اس کا آدھا یعنی چار پھر اُس کا آدھا دو پھر اس کا آدھا ایک اس طرح لکھیں ۱۲۴۸ یہی تاریخ ہے
تخلص[۱]	وہ نام جو شاعر اپنے لئے اپنے اشعار میں تجویز کرے	کبھی یہ نام شاعر کے اصلی نام کا جزو ہوتا ہے جیسے حکیم مومن خاں کا تخلص مومن اور منشی امیر احمد مینائی کا امیر تھا اور کبھی کوئی دوسرا لفظ ہوتا ہے جیسے شیخ محمد ابراہیم دہلوی کا ذوق اور مرزا اسد اللہ خاں کا غالب۔
تخلیص (یا گریز یا مخلص)	قصیدہ میں وہ مقام جہاں سے شاعر تمہید یا تشبیب کو ختم کرکے اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہے	خدا کے واسطے باز آؤ اب ملنے سے خوباں کے نہیں ہو اُن سے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی نظر رکھے سو حاصل اُن کے چشم و زلف سے اوپر مگر بیمار ہووے صعب یا کھینچے پریشانی نکال اس کفر کو دل سے کہ اب وقت آیا ہے برہمن کو صنم کرتا ہے تکلیف مسلمانی نبی ہے دین محمد پیروی میں اُسکے جو ہووے رہے خاک قدم سے اُسکے چشم عرش نورانی (سودا) اس میں تیسرے شعر سے گریز یعنی نعتیہ مضامین شروع ہوتے ہیں (نیز دیکھو مثال قصیدہ)
تخمیس	اپنے یا کسی دوسرے کے شعر پر تین تین مصرع لگا کر مخمس کرنا	(مثال کے لئے دیکھو مخمس اور تضمین
تخیّل (یا تخییل)	(لغوی معنی خیال میں لانا یا خیال پیدا کرنا) اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ شاعر اپنی قوت فکری سے کوئی ایسا	(۱) زمانہ عہد میں اس کے ہے محو آرائش بنیں گے اور ستارے اب آسماں کیلئے (غالب) اس شعر میں آسمان کا نئے ستاروں سے مزین کیا جانا نہایت عمدہ تخیل ہے۔ جو معمولی ذہنوں میں نہیں آسکتا

[۱] بہتر یہ ہے کہ مقطع میں تخلص اس طرح لایا جائے کہ سامع کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ یہ شاعر کا تخلص ہے اور معنی سمجھنے میں کسی قسم کا التباس نہ واقع ہو۔ مثلاً مومن کے اس مقطع میں سے کہا اُس بُت سے جب مرتا ہے مومن ؂ کہا میں کیا کروں مرضی خدا کی۔ کوئی التباس نہیں مگر اس مقطع میں سے بُت خانہ چین ہو گر ترا گھر ؂ مومن ہیں تو پھر نہ آئیں گے ہم۔ لفظ مومن سے شک و التباس ہو سکتا ہے اسی طرح کوئی سکندر شاعر تھے اُن کا یہ مقطع ہے حیف عقبیٰ کے لئے کچھ نہ سکندر نے کیا ؂ آپ کے روز جیا کس لئے دارا مارا۔ موجب

اصطلاح	تعریف	مثال
	خیال پیدا کرے جس کو معمولی ذہن کے لوگ نہ پیدا کر سکیں [1]	(۲) کیونکر سب سے تجھے چھپا نہ رکھوں جان ہے دل سے دل کا اندر ہے (شاہ حاتم) دل کا اندر یعنی دل کے اندر ایک اور دل نہایت اچھوتا اور شاعرانہ خیال ہے۔
تذکرہ	ایسی کتاب جسمیں شعراء کے حالات اور اُن کا کلام جمع کیا جائے	آبحیات ۔ نکات الشعراء ۔ خمخانۂ جاوید وغیرہ ۔
ترانہ [2]	رباعی کا قدیم نام	مثال کے لئے دیکھو رباعی ۔
ترجیع بند [3]	چند بندوں کا مجموعہ جسمیں ہر بند کے آخر میں ایک ہی بیت لوٹ لوٹ کر آتا ہے ۔	ساقی مئے سُرخ رائگاں ہے خم بھر لے کہ چشم خونفشاں ہے لبریز ہوا ہے کاسۂ عمر کیا دور بلائے ناگہاں ہے جام مئے عشق سے چھلکا ہوں یہ زہر کشندہ نوش جاں ہے یک بار گی آگئی خموشی بدمستیِ شوق سرگراں ہے اُٹھے بھی نہ تھے کہ گر پڑے ہم کیا لغزش پا زباں زباں ہے کس پردہ نشیں نے تیز دیکھا اس جوش پہ رازِ دل نہاں ہے یوں غور سے پند گو کی باتیں سننے کا مرے سبب عیاں ہے یعنی وہی جان کر کروں میں جس بات میں جان کا زیاں ہے چُپ لگنے کا ماجرا نہ پوچھ آہ کب حرف یہ لائق بیاں ہے

[1] واقعات معمولہ سے علیحدہ ہونا تاکہ نفس کو زیادہ لذت حاصل ہو تخیل کی روح اور اصلی غرض ہے، نفس انسانی معمولی واقعات سے غیر مطمئن ہوکر اعلیٰ اور بہتر چیزوں کے محض خیال سے لطف اندوز ہوتا ہے، شاعر خاص کر اس کیفیت سے فائدہ اُٹھاتا اور خیالی تصویریں تیار کرتا ہے ۔ وہ اپنے تمام قوائے تخلیق و انتخاب و ترک و ترفع حالات کو کام میں لاکر اس دماغی تصویر کو ایک خاص شاعرانہ لباس سے آراستہ کرتا ہے اور چونکہ دماغ کی عارضی جولانی میں اس کو کوئی مزاحمت نہیں ہوتی اس لئے یہ تصویر اُس لباس میں بہت مکمل اور دلکش معلوم ہوتی ہے ۔

[2] آجکل قومی اور وطنی پرجوش نظمیں بھی ترانہ کے نام سے مشہور ہیں جیسے ڈاکٹر اقبال کا ترانہ ۔ چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

[3] اکثر مخمس اور مسدس بھی ترجیع بند اور ترکیب بند کی صورت کے ہوتے ہیں یعنی مخمس میں پانچواں مصرع اور مسدس میں آخری دو مصرعے ترجیع بند کی طرح لوٹ لوٹ کر آتے ہیں ۔ (دیکھو مخمس اور مسدس)

اصطلاح	تعریف	مثال
		اے ہمدم جاں نواز تجھ سے کیا دل کی کہوں کہ دل کہاں۔ آں شوخ چناں ربود از من گوئی کہ دلم نہ بود از من (مومن) یہی بیت راجع ہے۔
ترکیب بند	ایک صنف نظم جو چند بندوں پر مشتمل ہو اور ہر بند کے آخر میں مختلف بیت آئیں	کیا کہوں حال درد پنہانی وقت کوتاہ و قصہ طولانی عیش دنیا سے ہو گیا دل سرد دیکھ کر رنگ عالم فانی کچھ نہیں جز طلسم خواب و خیال گوشۂ فقر و بزم سلطانی ہے سراسر فریب وہم و گماں تاج فغفور و تخت خاقانی بے حقیقت ہے شکل موج سراب جام جمشید و راح ریحانی لفظ مہمل ہے نطق اعرابی حرف باطل ہے عقل یونانی ایک دھوکا ہے لحن داؤدی اک تماشا ہے حسن کنعانی نہ کروں تشنگی میں تر لب خشک چشمۂ خضر کا ہو گر پانی لوں نہ اک مشت خاک کے بدلے گر ملے خاتم سلیمانی بحر ہستی بجز سراب نہیں چشمۂ زندگی میں آب نہیں (حالی) یہ آخری بیت مختلف بندوں میں مختلف ہیں
تشبیب (یا تمہید)	قصیدہ میں تمہید کے طور پر شروع میں کچھ شعر ہوتے ہیں جن میں شاعر فخریہ یا بہاریہ یا عشقیہ یا بے ثباتی عالم یا اپنی حرماں نصیبی کا بیان نہایت رنگینی کے ساتھ کرتا ہے۔	سوائے خاک کھینچونگا منت ستار کہ سرنوشت لکھی ہو مری بخط غبار چمن زمانہ کا شبنم سے بھی ہے محروم اگر نہ رودے مرے دیدۂ گہربار شب تار کروں ہوں تیز میں دندان اشتہا ہر صبح زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہے نہار عجب نہیں ہے کہ جاتی رہی ہو دنیا سے زبس خوشی نے مرے دل سے اب کیا ہو کنار شراب خون جگر ہی مجھے گزک داغ خوش صدائے نالۂ دل ہو مجھے ترانۂ یار زمانہ دل کو مرے اور عہد یار کو اب شکست سے نہیں دیتا ہے ایک آن قرار

اصطلاح	تعریف	مثال
		ہیں حرف حق کو سنا ہوں نہ بانی منصور — کہ راست گو کو زمانہ میں کھینچتے ہیں دار (قصیدۂ سوداؔ در منقبت جناب امام حسینؑ) اس میں شاعر اپنی حرماں نصیبی کا بیان کرتا ہے۔
تضمین	اپنے یا کسی دوسرے کے مصرع یا شعر پر مصرع لگانا۔	
	(۱) ایک مصرع پر ایک مصرع	تا کجا شرح کروں میں کہ بقول عرفی — انگر از فیض ہوا سبز شود در منقل
	(۲) ایک بیت پر ایک مصرع یا ایک مصرع پر بیت لگا کے مثلث کرنا	ہیں خونفشانیاں عجب اے چشم اشکبار — گر کام دل بگریہ میسر شدے نیار صد سال می تواں بہ تمنا گریستن (مومن بر عرفی)
	(۳) مطلع پر مطلع لگانا	مشہور ہیں عالم میں تو کیا ہیں بھی کہیں ہم — القصہ نہ درپے ہو ہمارے کہ نہیں ہم عنقا سر و برگیم مپرس از نفر ایچ — عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ (مومن بر بیدل)
	(۴) بیت پر تین مصرع لگا کر مخمس کرنا۔	ہیجو داند ہیں کسی حرف زباں پر کر گوش — آج کہتا ہوا کہ ہے میکدۂ دل میں جوش پائے رفتن تو نہ تھے لیک مجھے تھا کچھ ہوش — سرخوش از کوئے خرابات گزر کردم دوش بطلبگاری ترسا بچۂ بادہ فروش (تبر بر عصمت بخاری)
	(۵) بیت پر چار مصرع لگا کر مسدس کرنا	نہ شکوۂ فلک بخت نارسا ہے مجھے — نہ کچھ شکایت دلدار بیوفا ہے مجھے غرض کسی سے نہ شکوہ نہ کچھ گلا ہے مجھے — اگر گلہ بھی ہے تو اپنے دل ہی کا ہے مجھے دل فریفتہ در دست تغافلے دارم ز دست دل بہ عذابم عجب دلے دارم (مومن بر منشی فضل عظیم)
	(۶) بیت پر متعدد ابیات لگا کے قطعہ بند کرنا۔	دیکھو مثال قطعہ
تقریظ	کسی رسالہ یا کتاب کے متعلق تعریف کے کلمات لکھنا	
تمہیدیہ	قصیدہ کی دو قسموں میں سے ایک قسم جسمیں شاعر مدح شروع کرنے سے پہلے کچھ شعر بطور تمہید یا تشبیب کے لکھتا ہو (دوسری قسم خطابیہ یا مجردیہ)	دیکھو مثال تشبیب

اصطلاح	تعریف	مثال
حُسن طلب	قصیدہ یا کسی دوسری نظم میں شاعر کا ممدوح سے اپنا مقصد خوبصورتی کے ساتھ بیان کرنا۔	(۱) دل مرا مجھ سے طلب کرتا ہے سو دینار سرخ میں یہ کہتا ہوں کہ مفلس پاس اتنا زر کہاں سُن کے کہتا ہے کہ تم کو شرم بھی آتی نہیں جھوٹ سے کیا فائدہ فرمائیے اے مہرباں آپ ہیں مداح ایسے کے کہ جس کے ہاتھ سے بحر کا کیسہ تہی ہے اور خالی جیب کان کس کو باور ہے کہ تم رکھتے نہیں ہو اند نوں اسقدر دولت کہ رکھتے تھے سلاطین کیاں (از دریائے لطافت) (۲) شاہا ادبے کن فلک بدخو را کو چشم رسانید رخ نیکو را گر گوئے خطا کرد بچوگانش زن ور اسپ خطا کرد بمن بخش اورا[1] (امیر معزی از تذکرۂ دولت شاہ)
حُسن مطلع (یا زیب مطلع)	غزل میں مطلع کے بعد دوسرا مطلع	ستائش گر ہے زاہد اسقدر جس باغ رضواں کا وہ اک گلدستہ ہے ہم بیخودوں کے طاق نسیاں کا بیاں کیا کیجے بیداد کاوش ہائے پنہاں کا کہ ہر اک قطرۂ خوں دانہ ہے تسبیح مرجاں کا (غالب) پہلا شعر مطلع اور دوسرا حُسن مطلع۔
حمد	اللہ تعالیٰ کی شان میں اشعار جو قدیم طرز کے موافق کتاب کے شروع میں ہوتے ہیں۔	کروں پہلے توحید یزداں رقم جھکا جس کے سجدے کو اول قلم سر لوح پر رکھ بیاض جبیں کہا دوسرا کوئی تجھ سا نہیں نہیں تیرا کوئی نہ ہوگا شریک تری ذات ہے وحدہٗ لاشریک پرستش کے قابل ہے تو اے کریم کہ ہے ذات تیری غفور الرحیم رہ حمد میں تیری عز و جل تجھے سجدہ کرنا چلوں سر کے بل وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہے قلم جو لکھے اس سے افزود ہے سبھوں کا وہی دین و ایمان ہے یہ ہیں دل تمام اور وہی جان ہے ترو تازہ ہے اس سے گلزار خلق وہ ابر کرم ہے ہوادار خلق اگرچہ وہ بے فکر و غیور ہے ولے پرورش سب کی منظور ہے (مثنوی میر حسن)

[1] یعنی اے بادشاہ فلک بدخو کو سزا دے جس نے تجھ کو نظر بد لگائی۔ اگر گیند نے خطا کی تو اس کو چوگان سے مار اور اگر گھوڑے نے خطا کی تو مجھ کو بخش دے۔ ایک دن سلطان معز الدین سنجر پولو کھیل رہا تھا۔ گھوڑے سے گر پڑا اور چوٹ آئی امیر معزی نے جو درباری شاعر تھا یہ رباعی پیش کی۔ آخری مصرع میں گھوڑے کی بخشش کا نہایت عمدہ حسن طلب ہے۔ بعض تذکروں میں یہ رباعی بجائے امیر معزی کے ملک الشعرا عنصری کی طرف منسوب ہے جس نے یہ سلطان محمود غزنوی کی خدمت میں پیش کی تھی۔

اصطلاح	تعریف	مثال
خطابیہ (یا مجددیہ)	ایسا قصیدہ جس میں شاعر بغیر کسی تمہید و تشبیب کے اصل مقصد یعنی مدح کی طرف رجوع کرے	طلوعِ روشنی جیسے نشانِ ہو شہ کی آمد کا ظہورِ حق کی حجت ہے جہاں میں نورِ احمدؐ کا دبستانِ ازل میں وہ معلّمِ عقلِ کل کا تھا نہ تھا نامؑ نشاں جن و ورد اس لوحِ زبرجد کا عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا عرب میں شور اُٹھا جس دم اُس کی آمد آمد کا چمن پیرائے کن اک فرش اُسکی بزمِ رنگیں کا بہارِ آفرینش ایک بوٹا اُس کی مسند کا شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اُس سے نہ تنہا فخرِ عالم فخر تھا اپنے اب و جد کا شبِ روز اُسکے صاحبزادوں کا گہوارہ جنباں تھا عجب ڈھب یا د تھا روح الامیں کو بھی خوشامد کا (شہیدی)
خمریات	شراب کی تعریف کے اشعار	پہونچ ساقی کہ اب دل کو نہیں صبر تری دوری مجھے اس وقت ہے جبر لگی ہے کرنے آکر سوئے گلشن چراغِ گل نسیم صبح روشن گھمنڈ آیا ہے ابر از غرب تا شرق مجھے بے کشتیِ مے تو نہ کر غرق تغافل کو نہ اب فرمائیو کام لپک لے کر بغل میں شیشہ و جام ستم ہے گر نہ ہو اب ساغر و جام عجب ہی لطف سے پھولی ہے یہ شام جھکا دے منہ میں ساقی شیشۂ مے مغنّی پھونک دے بھر خدا نے کہ آپہونچا ہے وقت بادہ نوشی نہیں مطرب یہ ہنگام خموشی (سودا)
خیال بندی (یا نازک خیالی)	کلام میں مشکل اور پیچیدہ استعاروں اور تشبیہوں کے ذریعہ سے معنی میں نزاکت اور دقت پیدا کرنا۔	کارگاہ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہو[51] برقِ خرمنِ راحت خونِ گرم دہقاں ہو غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم[52] باوجود دجمعی خوابِ گل پریشاں ہو (غالب)
دعائیہ	قصیدہ کے آخر میں ایسے اشعار جن میں	سودا کرے ہو ختم دعائیہ پہ سخن لائق تری ثنا کے نہیں ہے یہ گفتگو

سے[51] دنیا میں لالہ کا پھول اپنے اندر داغ کا ساماں رکھتا ہے (لالہ کے اندر جو قدرتی سیاہ دھبہ ہوتا ہے اُس کو داغ سے تشبیہ دی گئی ہے) اور جسقدر باغبان اپنے خون کو گرماتا یعنی محنت و مستعدی سے کام کرتا ہے اُسی قدر پھول بڑا اور عمدہ اور اس کے اندر کی سیاہی یعنی اسکا داغ بھی نمایاں ہوتا ہے (یعنی یہ عجیب بات ہے کہ مہربان باغبان کی محنت و مشقت بیچارہ لالہ کے جان کیلئے ایک عذاب ہے کیونکہ اس سے اُس کے دل کے سیاہ داغ کی ترقی ہوتی ہے) سے[52] کلی کو کھلنے کے زمانہ تک بھی دجمعی اور اطمینان نصیب نہیں ہے (گو کہ بظاہر اسکی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہے) اور وہ اُس حالت میں بھی پریشانی کے خواب دیکھا کرتی ہے۔ (یعنی یہ کہ ادھر کھلی اور اُدھر دنیا سے رخصت ہوئی)

اصطلاح	تعریف	مثال
	ممدوح کے لئے دعا کیجائے	تا زیرِ آسماں ہو زمانہ میں صبح و شام / اپنی ہے یہ جناب الٰہی سے آرزو روشن ہو تیرے دوست کا ہر شب چراغِ عیش / بدخواہ کے نصیب نہ ہو روزِ خوش کبھو
دوبیتی	(دیکھو رباعی)	
دولخت	ایسا شعر جس کے دونوں مصرعوں میں ربط نہ ہو	بعض لوگ گلزارِ نسیم کے اس شعر کو دولخت کہتے ہیں ؎ ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری / ثمرہ ہے قلم کا حمدِ باری
ذم کا پہلو	ایسا مضمون شعر میں باندھنا یا الفاظ کی ایسی ترتیب جس سے کوئی شرمناک مضمون پیدا ہو۔	(۱) مثلاً اگر "اے تاج دولت بر سرت" کی تقطیع کی جائے تو "تت بر سرت" ایک رکن ہوتا ہے جو ذم کا پہلو ہے۔ (۲) حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کے انتقال کی تاریخ کسی نے نکالی تھی ع چوں قضا آید طبیب ابلہ شود۔ اس میں لفظ ابلہ سے ذم کا پہلو نکلتا ہے۔
ذوالمطالع	ایسا قصیدہ جس میں متعدد مطلع ہوں	مثلاً ذوق کا وہ قصیدہ جس کا مطلع ہے ؎ شب کو میں اپنے سرِ بسترِ خوابِ راحت / نشۂ علم میں سرمستِ غرور و نخوت
رباعی (یا دوبیتی)	اوزانِ مخصوص میں ایسے چار مصرع جن میں کوئی ایک مضمون تمام کر دیا جائے۔ پہلے دو مصرع مقفٰی تیسرا کبھی مقفی کبھی غیر مقفی اور چوتھا مصرع پہلے دو مصرعوں کا تابع ہوتا ہے۔	(۱) دنیا بھی عجب بزمِ فانی دیکھی / ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا / جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی (انیس) (۲) طوفان میں ہو جب جہاز چکر کھاتا / جب قافلہ وادی میں ہو سر ٹکراتا اسباب کا آسرا ہے جب اٹھ جاتا / واں تیرے سوا کوئی نہیں یاد آتا (حالی)
رکیک	(دیکھو سوقیانہ)	
روزمرہ	(دیکھو نثر عاری)	
ریختہ	نظمِ اردو کا قدیم نام	ابھی آؤ میر صاحب! تم تو عید کا چاند ہو گئے۔ دلی میں آتے تھے دو دو پہر رات تک بیٹھتے تھے اور ریختے پڑھتے تھے (دریائے لطافت) مظہر کا شعر فارسی اور ریختہ کے بیچ / سودا یقین جان کہ روڑا ہے باٹ کا

اصطلاح	تعریف	مثال
ریختی [1]	زبانِ اُردو کے ایسے اشعار جن میں عورتوں کی زبان اور محاورات بولے جائیں	نہ دیکھ دولہا کو ساس نندوں کے آگے گھونگھٹ اُٹھا اُٹھا کر نئی نویلی دلہن ہے بجی ابھی تو دو چار دن حیا کر (جان صاحب)
زمینِ غزل (یا طرح)	غزل کی بحر اور ردیف قافیہ کا مجموعی نام	
ساقی نامہ	ایسے اشعار جن میں ساقی سے خطاب کر کے شراب طلب کی جائے اور شراب کی تعریف کی جائے	(۱) صدقے آنکھوں کے تیرے ساقی — ہے مجھ کو ہوس ابھی تو باقی ایسی ہی شراب دے تو ڈھال جا — بڑھ جائے کہ جس سے سُکر کا تار اطرافِ حبش میں جو بنی ہو — انگورِ سیاہ کی جنی ہو تیزی میں سیاہ مرچ سی ہو — جھونک اُسکی نکیلی کرچ سی ہو وہ جس کے بڑے بڑے ہوں جوہر — صدقے جن پر ہوں لعل و گوہر لا بادہ بطرح حور طناز — جس سے کہ چمن چمن اُگیں ناز دارو ایسی کہ ہو اولو العزم — جس سے چمک اُٹھے صورِ بزم تو میرے حوالے دفعتاً کر — پھر قول کی مجھ سے پختگی کر (انشاؔ) (۲) ساقی نامہ بہاریہ ساقی جو کہ دل میں ہے ادائی — معذور رکھو اب بہار آئی گل بادِ صبا کے تا کمر ہے — دامان بلند ابرِ تر ہے غنچے کی گلابیاں بھری ہیں — تکلیف کی منتظر دھری ہیں ظالم مئے ناب دے ہوا ہے — اِک جرعۂ شراب اسے ہوا ہے اطرافِ چمن کھلا ہے لالہ — ہر پھول شراب کا ہے پیالہ تحریکِ نسیم دمبدم ہے — تکلیفِ ہوائے گل ستم ہے ابروں نے بھی کی ہے مے پرستی — اُٹھے ہیں بصد سیاہ مستی بوندوں کا جو لگ رہا ہے جھمکا — رنگِ گل و لالہ زرد چمکا

[1] ریختی کے موجد سعادت یار خاں رنگین سمجھے جاتے ہیں اور ان کے دوست انشاؔ اور متاخرین میں جان صاحب نے اس فن کو بڑی ترقی دی۔

اصطلاح	تعریف	مثال
		ہر شاخ ہے شور رجام در دست نرگس ہے کسو کی نرگس مست ہے رنگ ہوا کا آفتابی جھومے ہیں نہال جوں شرابی ہے سرو جواں نشہ در سر لوٹے ہے روش پہ سبزۂ تر چشمک کرے ہے حباب جو کا یعنی کہ ہے دور اب سبو کا ساقی قدحے کہ دور گل ہے مطرب غزلے کہ فصل گل ہے شب وہ جو پیئے شراب نکلا جانا یہ کہ آفتاب نکلا قربان پیالۂ مے ناب جس سے کہ ترا حجاب نکلا مستی میں شراب کی جو دیکھا عالم یہ تمام خواب نکلا شیخ آنے کو میکدے میں آیا پر ہو کے بہت خراب نکلا یک جرعہ شراب ہی میں واعظ پر سحر گی کا باب نکلا تھا غیرت بادہ عکس گل میر جس جوئے چمن سے آب نکلا
سراپا	ایسے اشعار جن میں معشوق کے سر سے پاؤں تک اعضا، سج دھج، قد و قامت اور لباس وغیرہ کے حسن کی تعریف کی جائے۔	پھر ہوتے جو گئی آج مری آنکھ جھپک دی وہیں آ کے خوشی نے دل پر دستک پوچھا میں کون ہے بولی کہ ہیں وہ ہوں غافل نہ لگے شوق میں جسکے کبھو شائق کی پلک .... آنکھیں ملکر کے جو دیکھوں تو ہوں اک یاد لہ پوش سر سے لے غرق جواہر میں وہ ہے پاؤں تلک حسن ایسا کہ جسے ماہ شب چار دہم یک بیک دیکھے تو کچھ بند ہی رہ جائے جھپک چہرہ میں ایسی ہے گرمی کہ شب ماہ جسے یاد کرتی رہے بھر دامن مژگاں کی جھلک زلفیں یوں چہرے پہ بکھری ہوئی ناگنیں تھیں دل جس طرح ایک کھلونے پہ شیشن دیا لک .... جبیں ایسی کہ جگر ماہ کا ہو جائے داغ اسکی تشبیہ سے جب اسکو تجاوز ہے فلک ....

اصطلاح	تعریف	مثال
سراپا		ڈھیٹ وہ تیر کہ عالم میں نہیں جس کی پناہ / چشم وہ ترک کہ ہو قوم جنھوں کا اُزبک . . . . نظر آیا نہ دہن بینی کو تنگی کے سبب / منخرین اپنے سے گو اُن نے تراشی عینک . . . . سلک گوہر کی صفا دام لیے اُن دانتوں سے / برق دریوزہ کرے موج تبسم کی چمک دونوں عارض گویا شیشے ہیں مئے گلگوں کے / سرخ اُن دونوں میں تل جیسے نمکدانِ گزک . . . . ساعدِ دستِ حنابستہ کی ایسی حرکات / شاخ میں گل کی پون لگنے سے جوں آئے لچک . . . . کمر اُس کی ہیں نہ دیکھی کہ کروں اُس کا وصف / تھی وہ اک آہوئے دل کیلئے چیتے کی لپک . . . . بس میں زانو کو کہوں کیا کہ وہ ہیں آئینہ / اُس سے کبھی چھوٹے نہ آنکھ ان سے اگر جائے اٹک آوے جس نظم میں اُس ساقِ بلوری کا ذکر / جلوۂ شمع کا پامال حسد ہووے نمک پشت پا چھینے لوٹے لیلیٰ سے مجنوں کا دل / خون فرہاد سدا شیریں سے چاہے وہ کفک . . . . قامت ایسا ہے کہ ہنگام خرام اُسکے اگر / آگئے آجائے قیامت تو یہ بولے کہ سرک
سلام[۵]	ایسی غزل جس میں معرکۂ کربلا کے واقعات اور شہدائے کربلا کے فضائل کے ساتھ کچھ اخلاقی مضامین بھی ہوتے ہیں۔	گزر گئے کئی دن سے گھر میں آب نہ تھا / مگر حسینؓ سے صابر کو اضطراب نہ تھا (سودا) نمود بود بشر کیا محیطِ عالم میں / ہوا کا جب کوئی جھونکا چلا حباب نہ تھا اگر بہشت میں ہوتے نہ کوثر و تسنیم / تو رونے والوں کی آنکھوں کا پھر جواب نہ تھا

[۵] کبھی نعتیہ نظمیں بھی (جن میں لفظ سلام آتا ہے) "سلام" کہی جاتی ہیں مثلاً ؎

سلام علیک اے نبی مکرم — مکرم تر از آدم و نسل آدم (جامی)

السلام اے آفتاب داد و دین — السلام اے انتخاب اولیں (غلام امام شہید)

اصطلاح	تعریف	مثال
		نہ جانے برق کی چشمک تھی یا شرر کی لپک ذرا جو آنکھ جھپک کر کھلی شباب حسینؓ اور طلب آب اے معاذ اللہ تمام کرتی تھی حجت، سوال آب نہ ہر اک کے ساتھ ہے روشن تو اطلوع غروب سحر کو چاند نہ تھا شب کو آفتاب نہ انیس عمر بسر کر دو خاکساری میں کہیں نہ یہ کہ غلام ابو ترابؓ نہ
سوقیانہ	ایسے اشعار جن میں متانت سے گرے ہوئے بازاری الفاظ یا خیالات باندھے جائیں (سوق یعنی بازار)	تم مسی مل کر نہ غرفہ سے نکالا منہ کرو اور نہیں گر مانتے تو جاؤ کالا منہ کرو (ذوق) بوسہ جو مانگتا ہوں تو انداز و ناز سے مجھ کو دکھاتے ہیں وہ انگوٹھا ہلا کے اے جنوں استاد بس خم ٹھونک کر آجائیے ہاں خلیفہ ہم بھی دیکھیں پہلوانی آپ (آتش)
شرطیہ (یا شرط و جزا)	قصیدہ میں اگر ممدوح کے واسطے دعا اس طرح مانگی جائے کہ جب تک زمین و آسمان قائم ہے یا رات و دن ہوتے رہیں وغیرہ وغیرہ (یعنی جبتک واقعات مستمرہ کا وجود ہے) اس وقت تک تو سلامت رہے یا تیرا اقبال قائم رہے تو اس طریقہ دعا کو شرطیہ یا شرط و جزا کہتے ہیں۔	بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر میں پانی رواں پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغ زمیں میں تا ہو کان اور کان میں ہو جوہر کانی پئے جوہر ہو قیمت اور قیمت کو فراوا تری شمشیر جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو ترے قبضہ میں گنج پُر گہر ہو کان پُر زر ہو
شطحیات	(۱) اصطلاح تصوف میں ایسے الفاظ جو غلبۂ سرور و مستی میں صوفیائے کرام کی زبان سے نکل گئے ہیں جن سے شرع ظاہر کی بیحرمتی متصور ہے۔	مثلاً انا الحق سبحانی ما اعظم شانی
	(۲) ایسے الفاظ یا خیالات جو معتقدات اسلامی کے قطعاً منافی اور جن سے قائل کا ارادہ استہزا یا توہین مذہب کا ہو۔	اَمُوتُ ثُمَّ اُبعَثُ ثُمَّ نُشرُ حدیث خرافات یا ام (کیا مرنیکے بعد حشر و نشر بھی ہوگا؟ اے بڑی بی ام عمرو یہ سب تمھاری حماقت کی باتیں (۲) واہ جی اللہ میاں آپ نے بھی کس احمق کو رضوان بنایا۔ اس بے

اصطلاح	تعریف	مثال
	(۳) ایسی شوخی آمیز دریدہ دہنی جو شعراء کے کلام میں کبھی کبھی پائی جاتی ہے	مردہ کو دوزخ میں بھیجدیجئے، اور ہمیشہ کے لئے نہ سہی تو صرف چند دن کے لئے امتحاناً یہ منصب میرے سپرد کردے، پھر دیکھ کہ تیری جنت کو کیا چیز بنائے دیتا ہوں۔ اگر دن دہاڑے سب کے سامنے یہیں حوروں کے لئے باہم جنتیوں میں چھریاں چلوادی ہوں تو سہی' (منتخبات رسالہ نگار از اخبار سچ) (۱) ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن — دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے (۲) جام مے و ساقی و سبو برلب کشت — ایں جملہ مرا نقد و ترا نسیہ بہشت مشنو سخن بہشت و دوزخ از کس — کہ رفت بدوزخ و کہ آمد ز بہشت! (عمر خیام) (۳) جسمیں لاکھوں برس کی حوریں ہوں — ایسی جنت کو کیا کرے کوئی'
شعر	(لغوی معنی جاننا) عروضیوں کی اصطلاح میں کلام موزوں و مقفی جس کا مقابل نثر ہے، منطقیوں کی اصطلاح میں کلام مخیل جس کا مقابل سائنس یا حکمت ہی جو حکما کے نزدیک کلام مصدق کہلاتا ہے [۱]	
شہر آشوب	ایسی نظم جس میں زمانہ بدل جانے، لوگوں کے اخلاق و عادات بگڑ جانے، معاملات کے درہم برہم ہو جانے، شرفا کی خواری، ذلیلوں کی گرم بازاری	کہا میں آج یہ سودا کو کیوں تو ڈانواڈول — پھرے ہے جا کہیں نوکر ہو لیکے گھوڑا مول لگا وہ کہنے یہ اسکے جواب میں دو بول — جو میں کہوں گا تو سمجھے گا تو کہ یہ ٹھٹھول بتا کہ نوکری بکتی ہے ڈھیریوں یا تول امیر جو کہ ہیں انا انھوں کی ہو یہ چال — ہوئے ہیں خانہ نشیں دیکھ کر زمانہ کا حال

[۱] شعریت اسوقت شروع ہوتی ہے جب واقعیت یا حکمت ختم ہوتی ہے اُسوقت ایک نئی صداقت معلوم ہونے لگتی ہے یعنی شعریت کا تعلق دنیائے جذبات سے ہوجاتا ہو اور ہمارے دل میں ایک خاص مسرت اُس سے پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ایک پھول کی نسبت ایک باغبان سو پوچھا جائے کہ یہ کونسا پھول ہو اور وہ جواب دے "لِلی" (کنول کا پھول) تو یہ واقعیت ہو اور اگر کسی عالم علم نباتات سے اُس کی نسبت دریافت کیا جائے اور وہ کہے کہ یہ ہیکسنڈریا نوجینیا ( ) کی ایک قسم ہے تو یہ سائنس ہے اور شاعر اس کو باغ کی ملکہ یا نور کا

(دیکھو صفحہ آئندہ)

اصطلاح	تعریف	مثال
	وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔	حضور بیٹھے ہیں اک دو ندیم اہل کمال بچھی ہے سوزنی خوجا کھڑا جھلے ہے رومال دھری ہے سامنے اک پیکدان و اک تنبول خوش دماغ اپنا کر سے اس یہ ملے جو کوئی ملنے کو اُن کے اُنھوں کے گھر آیا انھوں نے پھیر کے ادھر سے منہ یہ جو ذکر سلطنت اسمیں وہ درمیاں لایا خدا کے واسطے بھائی کچھ اور باتیں بول[۱] (سودا)
طرح	دیکھو زمین غزل	
طنزیات	مذاق آمیز طنزیہ اشعار۔ طنز سے یہ مطلب ہے کہ کسی شخص یا جماعت کے	سجدۂ ایک اُس تیغ تلے کا تم سے ہو تو شیخ کھڑے محراب حرم میں پہروں دوگانہ پڑھتے ہو شیخ ہمارا خوب ہے پیر بھی ہو گر دلی در میں محویت بھی ہے وعظ میں قبلہ دہی ہو

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) پھول کہتا ہے یہ شعر ہے (لے ہنٹ) تعریف مذکورہ بالا اور اس نوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر کیلئے تخیل کا ہونا ضروری ہو اگر نہ ہوگا تو اسپر شعر کا اطلاق نہیں ہو سکتا البتہ وہ نظم کہا جاسکتا ہو۔ مثلاً ذیل کے ابیات جن میں تخیل مطلق نہیں معلوم ہوتی ؎

کی خدا نے جو یہ زبان عطا ہے بلاشک عطیۂ عظمےٰ
اس سے ہو مختلف مزہ کی تمیز اس سے پاتے ہیں لذت ہر چیز
کوئی کڑوی ہو کوئی ہے میٹھی نمکین کوئی کوئی کھٹ میٹھی
کوئی اچھی ہو کوئی زشت و زبوں مزے سب چیزوں کے ہیں گوناگوں
جو نہ ہو یہ تو کچھ نہ ہو معلوم نہ ہو کوئی مزہ کبھی مفہوم
اور بھی ہوتے ہیں زبان سے کام ہو مدد وقت بلع آب و طعام
اس سے احکام ہر دنداں ہے قوت تام ہر دنداں ہے (ناسخ)

[۱] غالباً یہ شہر آشوب سودا نے اس شہر آشوب کے طرز پر اور اُسی زمین میں (بہ تبدیل قافیہ) لکھا ہے جو سید محمد شاکر ناجی نے نادر شاہ کے حملہ دہلی اور شہر دہلی کی تباہی اور زمانہ کا ورق پلٹ جانے پر لکھا تھا اس کے صرف یہ دو بند تذکرۂ آبحیات میں دئے ہیں۔ ؎

لڑے ہوئے تو برس بیس انکو بیتے تھے دعا کے زور پہ دائی دوا کے جیتے تھے
شرابیں گھر کی نکالے مزے سے پیتے تھے نگار و نقش میں ظاہر گویا کہ چیتے تھے
گلے میں ہنسلیاں بازو اوپر طلا کے نال

قضا سے بچ گیا۔ مرا نہیں تو تھانا تھا کہ میں نشان کے ہاتھی اوپر نشانا تھا
نہ پانی پینے کو پایا وہاں نہ کھانا تھا ملے تھے وہاں پہ جو لشکر تمام چھانا تھا
نہ ظرف و مطبخ و دوکان نہ غلہ و بقال

اصطلاح	تعریف	مثال
	نقائص کا اظہار اس طریقہ سے کیا جائے کہ اُس شخص یا جماعت کی تکلیف کا باعث ہو اور خود طنز کرنیوالے کو اُس سے مسرت حاصل ہو۔	قلتِ نفیس، سڑک خوشنما، ڈنر سرِ شب ۔۔۔ یہ لطفت چھوڑ کے حج کا سفر یہ خوب کہی (اکبر) گذر اُن کا ہوا کب عالم اللہ اکبر میں ۔۔۔ پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں (اکبر) ہم کیا کہیں احباب کیا کارِ نمایاں کر گئے ۔۔۔ بی۔ اے ہوئے نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے (اکبر) اسلام کی رونق کا کیا حال کہیں تم سے ۔۔۔ کونسل میں بہت سیّد مسجد میں فقط جمّن (اکبر)
غزل	چند ہموزن وہمقافیہ اشعار جن کی پہلی بیت کے دونوں مصرع مقفیٰ ہوں اور باقی ابیات میں صرف مصرع ثانی پہلی بیت کا ہم قافیہ ہو، پہلی بیت کو مطلع آخری بیت کو جسمیں شاعر کا تخلص بھی ہوتا ہے مقطع کہتے ہیں۔ غزل کی دو قسمیں ہیں (۱) مقفیٰ یعنی بیت کا آخری لفظ ہمقافیہ ہو (۲) مردف یعنی علاوہ قافیہ کے ایک یا زیادہ لفظ بطور ردیف کے آئیں [1]	غزل مردف ۔ شے ۔ مے قافیہ ۔ نہیں ہے ردیف فریاد کی کوئی لے نہیں ہے ۔۔۔ نالہ پابندِ نے نہیں ہے کیوں بوتے ہیں باغبان تونبی ۔۔۔ گر باغ گدائے مے نہیں ہے ہر چند ہر ایک شے میں تو ہے ۔۔۔ پر تجھ سی تو کوئی شے نہیں ہے کیوں ردِ قدح کرے ہے زاہد ۔۔۔ مے ہے یہ مگس کی قے نہیں ہے ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالبؔ ۔۔۔ آخر تو کیا ہے اے نہیں ہے غزل مقفٰے یعنی جس میں صرف قافیے ہوں۔ خدا جانے ہو وے گی کیا نہایت ۔۔۔ اجل تو ہے دل کے مرض کی بدایت سخن غم سے آغشتۂ خون ہے لیکن ۔۔۔ نہیں لب مرے آشنائے شکایت نہیں یہ گنہگار ملنے کے قابل ۔۔۔ کرم کریے تو مہربانی عنایت گیا آسمان پر جو نالہ تو کیا ہے ۔۔۔ نہیں یار کے دل میں کرتا سرایت ہمیں عشق میں اب چپ لگ گئی ہے ۔۔۔ نہ شکر و شکایت نہ حرف و حکایت
غزل مسلسل (یا غزل مضمون واحد)	ایسی غزل جس کے اشعار میں اول سے آخر تک ایک باہمی تعلق ہو [2]	ایکی یہ سردی پڑی ہر ایک تار اجم گیا ۔۔۔ کاسۂ چرخ بریں سارے کا سارا جم گیا چاند سے کھڑے کو اُسکے دیکھ گرد اگرد سے ۔۔۔ چار چار انگشت سو برج کا کنارا جم گیا

[1] اشعار غزل کی تعداد کے متعلق اختلاف ہے۔ محققین کے نزدیک غزل کے اشعار پانچ سے کم اور گیارہ سے زیادہ نہ ہونا چاہئے۔ مگر اس زمانہ میں اس کی پیروی نہیں کی جاتی اور کوئی تعداد متعین نہیں ہے۔ ابیات تو ابیات بعض حضرات بیس بیس پچیس پچیس ساٹھ کہنے پر بھی خوش اور مطمئن نہیں ہوتے، برخلاف اس کے قدما کے یہاں سوائے ایک کے دوسرا مطلع بھی شاذ و نادر ہوتا ہے۔

[2] اس قسم کی غزلیں فارسی میں بہت ہیں۔ مگر اُردو میں کم مروج ہیں۔

اصطلاح	تعریف	مثال
	(غزل مسلسل اور قطعہ کے فرق کیلئے دیکھو فٹ نوٹ متعلق قطعہ)	کیمیا کا شوق تھا جن کو اکڑ کے بُت ہوئے — تھا جہاں تک شہر میں موجود پارا جم گیا سرد مہری سے زمانہ کے نہ پوچھو حال کچھ — اُنہیں جو جو آہ سے نکلا شرار اجم گیا آ بچو سے برف کے انشار کو کھیجے آپنے — اس سے یہ مطلب ہے لو نقشہ تھا را جم گیا اس غزل میں اول سے آخر تک سردی کی زیادتی کا بیان ہے ۔ (نیز دیکھو مثال سراپا نمبر (۲))
فخریہ	ایسے اشعار جن میں شاعر اپنی ذات اور اپنے کمال پر فخر کرے	مثال کیلئے دیکھو قصیدہ کی مثال کے ابتدائی شعر (تشبیب)
فراقیہ	ایسے اشعار جن میں معشوق سے فراق وجدائی کا بیان مؤثر الفاظ میں کیا جائے	مثال کیلئے دیکھو مثال مخمس (۲)
فرد	کوئی ایک شعر معہ قافیہ یا بلا قافیہ جو کسی غزل سے تعلق نہ رکھتا ہو سلہ	دونوں مصرع مقفےٰ کل جو بیٹھا پاس یکجا میں تیرے ہمنام کے — رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے دونوں مصرع غیر مقفےٰ عشق خال بتاں سے ہو گی نجات — کیونکہ نکتہ نواز ہے اللہ
فی البدیہہ (یا مرتجل)	ایسے اشعار جو کسی خاص موقع پر فوراً بغیر غور و فکر کے کہے جائیں ۔	اسے نیّر برج آسمان اقبال — ان رنگتروں پر غور سے کیجیگا خیال یہ نذر حقیر ہو قبول خاطر — پردہ میں شفق کے ہیں گرہ بند ہلال (شاہ نصیر کی رباعی فی البدیہہ رنگتروں کی تعریف میں)
قسمیہ	ایسے اشعار جن میں "بائے قسمیہ" یا لفظ "قسم" بار بار اظہار قسم یا واسطہ دلانے کے واسطے آتا ہے ۔	(۱) بصانعے کہ یہ نقاشیاں ہیں سب اسکی — زمیں ہو یا ہو فلک یا حجر ہوں یا اشجار باحمدے کہ نبوت ہوئی ہے اُسپر ختم — بفاطمہ کہ وہ ہے بنت سید مختار بمرتضیٰ کہ ولایت مسخر اُن سے کی — بہا دری ہے غلاموں کا جسکی فن شعار بآں امام کہ کشتہ ہے زہر قاتل کا — گیے ہیں لخت دل اُسکے زمیں پہ کتنے بار

سلہ فرد اور بیت میں یہ فرق ہے کہ فرد کسی سے تعلق نہیں رکھتا۔ ایک تنہا شعر ہوتا ہے اور بیت کسی غزل۔ قصیدہ مثنوی وغیرہ کے ہر شعر کو کہہ سکتے ہیں۔ لہذا بیت عام ہے اور فرد خاص۔

اصطلاح	تعریف	مثال
		بآں شہید کہ تشنہ لب و شکستہ دل ہوا ہے دشت بلا میں بہ ابتلائے تتار (دبیر) (۲) یہ بات جھوٹ نہیں صدق کی صفائی قسم تمہارے ہی لطف کا وابستہ ہوں وفا کی قسم عبث جو قسمیں ہی دیوے تو مصطفیٰ کی قسم جناب پاک بتول شہ ولا کی قسم قسم حسن کی حسین ابن مرتضیٰ کی قسم ترا ہوں خوار تری شان کی مجھے سوگند مروں ہوں تجھ پہ تری جان کی مجھے سوگند تجھی کو جپتا ہوں ایمان کی مجھے سوگند یہی وظیفہ ہے قرآن کی مجھے سوگند تجھی سے بندگی رکھتا ہوں میں خدا کی قسم (دبیر)
قصیدہ	ایسے اشعار کا مجموعہ جن میں کسی کی مدح یا ہجو یا حکمت و موعظت وغیرہ کا مضمون طول دے کر بیان کیا جائے اس کی دو قسمیں ہیں۔ تمہیدیہ اور خطابیہ اور اس کے اجزا حسب ذیل ہیں۔ (۱) تشبیب (۲) گریز یا مخلص (۳) مدح (۴) عرض حال (۵) دعائیہ۔[1]	(تشبیب فخریہ) میں بھی ہوں حسن طبع پر مغرور مجھ سے اٹھیں گے انکے ناز ضرور خاک ہوں اور عرش پر ہے دماغ مجھ سے برتر ہے میری طبع غیور خاکساری پہ میری کوئی نہ جائے میرے دل میں بھرا ہوا ہے غرور نہ گنو اہل عصر میں مجھ کو میں بہت کھینچتا ہوں آپ کو دور چشمۂ آب خضر کے مانند چشم اہل جہاں سے ہوں مستور .... جو نہ سمجھے مجھے کہ کیا ہوں میں اس سے شکوہ نہیں کہ ہے معذور لذت مے سے جو نہ ہو آگاہ اس کو کیا قدر خوشۂ انگور جس کے آنکھیں نہ ہوں وہ کیا جانے روز روشن ہے یا شب دیجور

[1] مثل غزل کے قصیدہ کے اشعار کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ کم سے کم اشعار بعض کے نزدیک سات۔ بعض کے نزدیک پندرہ اور بعض کے نزدیک اکیس ہونا ضروری ہیں اور زیادہ سے زیادہ اشعار کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ بعض قصیدے بہت طویل سیکڑوں اشعار کے لکھے ہیں اور بعض مختصر تیس چالیس ہی اشعار کے۔ اکثر قصیدے مصرع ثانی کے حروف آخر کے نام سے مشہور ہیں۔ مثلاً تائیہ۔ کافیہ۔ لامیہ وغیرہ اور بعض اپنے مضامین کے اعتبار سے یا کسی خاص صنعت کے لحاظ سے خاص ناموں سے موسوم ہیں۔ جیسے فخریہ۔ بہاریہ۔ طور الکلام (انشاء کا قصیدہ غیر منقوطہ) تضحیک روزگار (سودا کا قصیدہ گھوڑے کی ہجو میں)

اصطلاح	تعریف	مثال
قصیدہ۔		.... کاش اُس عہد میں مجھے پاتے تھا سخن جب کہ قبلۂ جمہور کاش وہاں دیکھتے مجھے کہ جہاں متنبی تھا ادح کا نور کون سمجھے مجھے کہ ہوں کیا چیز انوری ہے نہ عرفی و شاپور کون دیکھے مرے چمن کی بہار مرگیا عندلیب نیشاپور (یعنی نظیری نیشاپوری) (گریز) کرنے جاؤں جو حق سے عذر گناہ لے کے آؤں نوید عفو قصور لوں ملائک سے داد حسن کلام گر لکھوں نعت سرورِ جمہور (مدح) وہ شہنشاہ اُمتی جس کا یہاں گنہگار اور وہاں مغفور وہ خداوند۔ خدمتی جس کا یہاں سبکسار اور وہاں ماجور مژدہ اے امت ضعیف کہ یہاں سعی ہوتی ہے بے کئے مشکور لب شیریں کلام سے اُس کے دوست بھی شاد غیر بھی مسرور اثرِ فیض عام سے اُس کے کعبہ آباد میکدہ معمور چرخ کو دے اگر وہ حکم سکوں ہو غلط نسخۂ سنین و شہور .... (عرض حال) میں ترے در پہ سُن کے آیا ہوں نام تیرا شفیع روزِ نشور کچھ نہیں زاد راہ پاس اپنے مگر اُمید عفو رب غفور طبع غالب ہے اور میں مغلوب نفس قاہر ہے اور میں مقہور بحر غفلت میں ہوں سراسر غرق نشۂ کبر میں ہوں بالکل چور چھوڑتی ہی نہیں خودی دامن ہوں بہت اپنے ہاتھ سے مجبور

اصطلاح	تعریف	مثال
قصیدہ—		(دعا) اب دعا یہ ہے اے شفیعِ اُمم بسکہ بے تاب ہے دلِ رنجور جا لگے تیرے در پہ کشتیٔ عمر جب کہ دل بحرِ زندگی سے عبور جیتے جی دل میں یاد ہو تیری مرتے دم لب پہ ہو ترا مذکور (حالی)
قطعہ ○	(لغوی معنی ٹکڑا) ایسے چند اشعار کا مجموعہ جو مضمون واحد پر مشتمل ہوں یعنی ایک بیت کا تعلق دوسری بیت سے ہو۔ قطعہ میں برخلاف غزل اور قصیدہ کے مطلع نہیں ہوتا اور اس کے اشعار کی تعداد بھی غیر معین ہے مگر کم سے کم دو شعر ہونا ضروری ہے [1]	(دو بیت کا قطعہ) سودا قمارِ عشق میں شیریں سے کوہکن بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز خانہ خراب تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا (دو سے زیادہ ابیات کا قطعہ) قدیم وضع پر قائم رہوں اگر اکبر تو صاف کہتے ہیں سید یہ رنگ ہے میلا جدید طرز اگر اختیار کرتا ہوں خود اپنی قوم مچاتی ہے شور و واویلا جو اعتدال کی کہیے تو وہ ادھر نہ اُدھر زیادہ حد سے دیے پاؤں سب نے ہیں پھیلا ادھر یہ ضد ہے کہ لمنڈ بھی چھو نہیں سکتے اُدھر یہ دھن ہے کہ ساقی صراحیٔ مے لا ادھر ہے دفتر تدبیر و مصلحت ناپاک اُدھر ہے وحی ولایت کی ڈاک کا تھیلا غرض دوگونہ عذاب است جانِ مجنوں را بلائے صحبتِ لیلیٰ و فرقتِ لیلےٰ
گریز	(دیکھو تخلیص)	
مبتذل	(دیکھو سوقیانہ)	
مُتسّع	(تسعہ عربی میں نو کو کہتے ہیں) نو نو مصرعوں کا بند جن میں آٹھ ہمقافیہ اور نواں خلاف قافیہ ہوتا ہے۔	(اس کی کوئی مثال نظر سے نہیں گزری)
مثلث	تین تین مصرع جن میں دو ہمقافیہ اور	(۱) کل تک تو فریبندہ ملاقات تھی پہلی امروز یقین شد کہ نداری سرِ ایلی

[1] قطعہ اور غزلِ مسلسل میں یہ فرق ہے کہ قطعہ میں مطلع نہیں ہوتا اور غزلِ مسلسل میں ہوتا ہے اور غزلِ مسلسل میں ہر بیت کا مضمون پورا ہو جاتا ہے اور تکمیل معنی کے واسطے وہ دوسری بیت کا محتاج نہیں ہوتا برخلاف قطعہ کے کہ اس میں سب بیتوں کو ملا کر مضمون پورا ہوتا ہے۔

اصطلاح	تعریف	مثال
	تیسرا اختلاف قافیہ ہوتا ہے	بیچارہ بلطف تو غلط داشت لگا تھا (۲) نہیں عمر اتنا بھی ناداں بھلا میں لئے ناصح (دیکھ) سمجھ کے اور ہی کچھ مر چلا میں لئے ناصح کہا جو تو نے نہیں جان جا کے آنے کی (مومن)
مثمن[۵]	آٹھ آٹھ مصرعوں کا بند جن میں چھ ہم قافیہ اور دو مخالف قافیہ ہوتے ہیں	اے چارہ گر آ جلد کہ دم چارہ گری ہے — میں جان سے جاتا ہوں تجھے بیخبری ہے کیوں پہلے ہی درماں سے یقیں اٹھری ہے — اپنی سی تو کر دیکھ عبث نسخہ دری ہے ہو جاؤں میں جانبر تو تری ناموری ہے — یوں دعویٰ بے صرفہ تو بیہودہ سری ہے گر ہم سے مریضوں کی دوا ہوئے تو جانیں بیمار محبت کو شفا ہوئے تو جانیں (مومن)
مثنوی[۵]	مختلف القوافی ابیات کی طویل نظم جسمیں تاریخی واقعات یا کوئی قصہ یا حکایات دلچسپ اور نتیجہ خیز طریقہ پر بیان کئے جائیں اس کے اوزان مختلف ہوتے ہیں مگر عام طور پر سات وزن مروج ہیں۔	مثلاً شاہنامہ۔ مثنوی مولانا روم۔ بوستان۔ مثنوی میر حسن۔ گلزار نسیم وغیرہ۔ چند اشعار بطور نمونہ از مثنوی معاملات عشق میر تقی میر کچھ حقیقت نہ پوچھو کیا ہے عشق — حق اگر سمجھو تو خدا ہے عشق عشق ہی عشق ہے نہیں ہے کچھ — عشق بن تم کہو کہیں ہے کچھ عشق تھا جو رسول ہو آیا — اُن نے پیغام عشق پہونچایا عشق حق ہے کہیں نبی ہے کہیں — ہے محمد کہیں علیؓ ہے کہیں عشق عالی جناب رکھتا ہے — جبرئیل و کتاب رکھتا ہے عشق حاضر ہے عشق غائب ہے — عشق ہی مظہر عجائب ہے عشق کیا کیا مصیبتیں لایا — روز کو رات کرکے دکھلایا عشق میں لوگ زہر کھاتے ہیں — عشق سے رنگ سبز لاتے ہیں عشق سر تا قدم امید ہوا — زیر تیغ ستم شہید ہوا
محاکات	کسی منظر کا مرقع الفاظ کے ذریعہ سے کھینچنا جسکی تصویر کوئی مصور نہ کھینچ سکے	نرمک نرمک نسیم زیر گلاں می خزد — غبغب ایں می مکد عارض آں می مزد[۵ل] (قاآنی)

۵ل یعنی ہوا آہستہ آہستہ پھولوں میں چل رہی ہے کبھی اسکا غبغب چوم لیتی ہے۔ کبھی اس کے رخسار کو پیار کر لیتی ہے۔

اصطلاح	تعریف	مثال
مخلص	(دیکھو تخلص یا گریز)	
مخمس ۵	پانچ پانچ مصرعوں کا بند جن میں چار ہم قافیہ اور پانچواں خلاف قافیہ ہو	قابل ہے میری سیر کے افسوس دل فگار — چالیس عجب طرح کی چلنے ہی یہ بد شعار کرتا ہے بد سلوکی سبھوں سے یہ بے مدار — لاتا ہے روز فتنۂ تازہ وہ بروئے کار دل داغ داغ رہتے ہیں اس سے جگر فگار حالت تو یہ کہ مجھکو غموں سے نہیں فراغ — دل سوزشِ درونی سے جلتا ہے جوں چراغ سینہ تمام چاک ہے سارا جگر ہے داغ — ہے نام مجلسوں میں مرا میر بے دماغ از بسکہ کم دماغی نے پایا ہے اشتہار
	کبھی ہر بند کا پانچواں مصرع مکرر آتا ہے	جب سے لے راحت جاں تجھ سے جدا رہتا ہوں — کیا کہوں سخت مصیبت میں پھنسا رہتا ہوں مضطر و ششدر و حیران خفا رہتا ہوں — کسی چرچے میں تو مشغول بھی کیا رہتا ہوں منھ لپیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہوں کیا بیاں اپنی جوانی کا کروں میں غمگین — طاقت اب بستر راندہ پہ ہلنے کی نہیں نہ تو بیٹھوں ہوں نہ اٹھتا ہوں نہ جاتا ہوں کہیں — یاد کرکے تری صحبت کو بس اے پردہ نشیں منھ لپیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہوں (مومن)
مدح	ایسے اشعار جن میں کسی کی تعریف کی جائے۔	(در مدح بادشاہ عالی گہر) یعنی وہ شاہ عالم و فخر جہانیاں — عالی گہر خجستہ سیر معدلت ہمم خورشید آسمان ظہور فلک جناب — عالم ہے جس کی ذات سے جوں ذرہ منتظم شاہ نجف نے قبضہ میں دی ہے جسکے ذوالفقار — دو ٹکڑے ہے جس سے ہووے عدو بیش ہو نہ کم ہو لاسئے نہی و نفی مخالف کیواسطے — ایجاب کرکے گر نہ وہ بولیں کہیں نعم جو حسن خلق اسمیں ہے خلق میں کہاں — ذات ستودہ الغرض اسکی ہے مغتنم جس کے رکاب میں ہیں سلاطین زرنگار — گردن کشان و ہر کے جھکے کو سر قدم (انشا) (نیز دیکھو مثال قصیدہ (مدح))
مذاقیہ	ایسے اشعار جن میں شیخ، ناصح، واعظ	جی چاہتا ہے شیخ کی پگڑی اتار لیجے (۱) — اور مار کر تپانچ سی ایک دھول لیجیے

اصطلاح	تعریف	مثال	
	وغیرہ کے متعلق یا اس کے علاوہ عام طور پر مذاق کی باتیں کیجائیں	سوتوں کو پچھلے پہرے بھلا کیوں پکارئیے (۲) ٹک دیکھئے گا جبۂ و عمامۂ زاہد ہے شیخ سیہ چہرہ جو مجلس میں پھدکتا (۳) گریۂ فرقت میں آنکھیں تھک کے ہیں کس کام کی دل کی حالت کیا بتاؤں خلفشار عشق میں درد سر عشق بت مغرب میں بڑھتا ہی گیا صدقے اس موسم کے مجھ کو پپیتا یاد آگیا	دروازہ کھلنے کا نہیں گھر کو سدھارئیے ہو اسپہ مجھے بلغم باعور کی سوجھی یاروں کو یہاں روئی کے لنگور کی سوجھی (از انشا) رہ گیا بادام غائب ہو گری بادام کی جیسے اک چوسی ہوئی گٹھلی ہو تخمی آم کی سر کچلے۔ ہرچند مالش اور ہیٹل بام کی شیر مادر بن گئی لذت رسیلے آم کی (از اودھ پنچ)
مربع	چار چار مصرعوں کا بند جن کے تین مصرع ہمقافیہ اور چوتھا خلاف قافیہ ہو۔ [5]	(۱) کیا صل علیٰ روئے رسولؐ دوسرا ہے وہ لوح جبیں مرآۃ انوار خدا ہے عارض پہ فدا شمس و قمر ہیں تو بجا ہے اُس چہرۂ پرنور کا عالم ہی جدا ہے	(۲) گو دل ہو سراپا کے تصور میں عرقناک پھر ہو دے رقم کیونکہ شبیہ شہ لولاک سب نور سے معمور ہے اُسکا جسد پاک وہ مطلع انوار خدا شمس ضحیٰ ہے (از بحر الفصاحت)
	کبھی چاروں مصرعے ہمقافیہ ہوتے ہیں۔	سر میں شوق کا سودا دیکھا جو کچھ دیکھا۔ اچھا دیکھا	دہلی کو ہم نے جا دیکھا کیا بتلائیں کیا کیا دیکھا (جلوۂ دربار دہلی۔ اکبر الہ آبادی)
مرثیہ	ایسی نظم جسمیں کسی عزیز یا دوست یا کسی بادشاہ یا رئیس کی موت پر حزن و ملال کا اظہار کیا جائے۔ بالفعل اُردو میں یہ صنف خاص کر حضرت امام حسین علیہ السلام اور دیگر شہدائے کربلا کی شہادت اور مصائب بیان کرنے اور اُن پر اپنا	مربع مرثیہ کی مثال یارو سنو تو خالق اکبر کے واسطے انصاف سے جواب دو حیدر کے واسطے وہ بوسہ گہہ بنی تھی پیمبر کے واسطے یا ظالموں کی برش خنجر کے واسطے وہ تازگی کو رو رہے اپنی گیہ ہوا تھا حلق یا اس لئے کہ ذبح کریں اسکو تشنہ حلق	مسدس مرثیہ کی مثال جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے جلوہ کیا سحر کے رخ بے حجاب نے دیکھا سوئے فلک شہ گردوں رکاب نے مڑ کر صدا رفیقوں کو دی اُس جناب نے آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو اُٹھو فریضۂ سحری کو ادا کرو

[5] مربع اور رباعی میں یہ فرق ہے کہ رباعی کا عموماً تیسرا اور مربع کا چوتھا مصرع مختلف القافیہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مربع کا کوئی خاص وزن مقرر نہیں اور رباعی کے اوزان مقرر ہیں۔

اصطلاح	تعریف	مثال
	رنج والم ظاہر کرنے کے لئے مخصوص ہے۔ سا	جس سینہ پر نگس ہو تو ہو فاطمہ کو قلق واں بیٹھے شمر کاٹنے کو سر کے واسطے شمشیر ہے تو دشمن دیں کے پئے قتال یا اس لئے کہ قتل ہوا اُس سے نبی کی آل نیزے کی ہے سینۂ اعدا ہی تھی بھال یا اُنکے سر دکھانے کو گھر گھر کے واسطے (سودا) ہاں غازیو یہ دن ہی جدال وقتال کا یاں خون بہے گا آج محمدؐ کی آل کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو زہرا کی لال کا گزری شب فراق دن آیا وصال کا ہم وہ ہیں غم کریں گے ملک جن کے واسطے راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے (انیس) (دیکھو مرقع نگاری مثال ۲ و ۳) (نیز دیکھو مثال ترکیب بند جو غالب کا مرثیہ ہے)
رصع نگاری	ایسے اشعار جن میں ایک مصرع کا ہر لفظ دوسرے مصرع کے مقابل الفاظ کا ہموزن ہو۔	اے شہنشاہ فلک منظر بیمثل و نظیر پاؤں سے تیرے ملے فرق ارادت اورنگ تیرا انداز سخن شانہ زلف الہام تیرا اقبال ترحم مرے جینے کی نوید پیچھے ڈالے ہو سر رشتہ اوقات میں گانٹھ اے جہاندار کرم شیوہ بے شبہ و عدیل فرق سے تیرے کرے کسب سعادت اکلیل تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل تیرا انداز تغافل مرے مرنے کی دلیل پہلے ٹھونکے ہو بُن ناخن تدبیر میں کیل (سارا قصیدہ اسی انداز کا ہے ہموزن الفاظ پر نمبر دیدئے گئے ہیں)
نگاری	ایسی نثر یا نظم جس میں کسی قدرتی منظر (آبشار، دریا، پہاڑ، جنگل) یا صبح، شام، معرکۂ جنگ وغیرہ کی تصویر الفاظ میں من وعن کھینچی جائے۔	(۱) قدرتی مناظر درحقیقت ہی عجب لطف سیر کوہسار ایستادہ ہیں کرو روں اکطرف ساکھو کے پیڑ دیکھتا کیا ہوں کہ صدہا چشمہ لئے کوثری اکطرف سر آسماں کھا رہی ہیں صدہا چوٹیاں تحت کوہی کی طرف دیکھو کہ کس انداز سے نرم نازک ڈالیوں پر انسے بھی نازک ہیں رنگ جسکے ہر نظارے پر صد ذوق جنت نثار گر رہے ہیں دوسری جانب ہزاروں آبشار سنگلاخوں پہ ہیں کرتے اپنی ہستی کو نثار دوسری جانب نظر آتے ہیں دہشتناک غار باغباں قدرت کا دکھلاتا ہے پھولوں کی بہار اور ان پتوں کی نوکیں کسطرح ہیں قطرہ بار

ہ زمانہ میں مرثیہ عموماً مربع کی صورت میں ہوتا تھا جیسا کہ مربع کی مثال (۱) سے ظاہر ہے مگر اب شہدائے کربلا کے تمام مراثی مسدس کی صورت میں ہیں۔ البتہ دیگر مراثی کبھی ترکیب بند یا ترجیع بند کے طریقہ پر بھی لکھے جاتے ہیں۔

اصطلاح	تعریف	مثال
مرقع نگاری		کس قدر دلچسپ تھا نظارۂ ہنگام سفر — اونچی اونچی چوٹیوں پر لہلہاتے مرغزار ایک جانب اُٹھ رہا ہے قلۂ کوہ سے — کس قدر آہستہ آہستہ یہ نورانی غبار رفتہ رفتہ چھا گیا اطرافِ وادی میں دھواں — اور پھر پڑنے لگی چاروں طرف ہلکی پھوار اس کو منجانب حق دھواں کہتا ہوں تو اصل میں — کوثر تموّج ہے یا جوئے شیریں کی بہار (از بحر القصائد) (۲) صبح طے کر چکا جو منزلِ شب کاروانِ صبح — ہونے لگا افق سے ہویدا نشانِ صبح گردوں سے کوچ کرنے لگے اخترانِ صبح — ہر سو ہوئی بلند صدائے اذانِ صبح پنہاں نظر سے روئے شبِ تار ہو گیا عالم تمام مطلعِ انوار ہو گیا چھپنا وہ ماہتاب کا وہ صبح کا ظہور — یادِ خدا میں زمزمہ پردازی طیور وہ رونق اور وہ سرد ہوا وہ فضا وہ نور — خنکی ہو جس سے چشم کو اور قلب کو سرور انساں زمیں پہ محو ملک آسمان پر جاری تھا ذکرِ قدرتِ حق ہر زبان پر وہ سرخیِ شفق کی ادھر چرخ پر بہار — وہ باد وہ درخت وہ صحرا وہ سبزہ زار شبنم کے وہ گلوں پہ گہر ہائے آبدار — پھولوں سے سب بھرا ہوا دامان کوہسار نافے کھلے ہوئے وہ گلوں کی شمیم کے آتے تھے سرد سرد وہ جھونکے نسیم کے (انیس) (۳) ہنگامۂ جنگ نقارۂ وغا پہ لگی چوب یک بیک — اُٹھا غریو کوس کہ ہلنے لگا فلک شیپور کی صدا سے ہراساں ہوئے ملک — قرنا پھنکی کہ گونج اُٹھا دشت دور تک شورِ دُہل تھا حشر تھا افلاک کے تلے مُردے بھی ڈر کے چونک پڑے خاک کے تلے

اصطلاح	تعریف	مثال
مرقع نگاری		کانپے طبق زمین کے ہلا چرخ لاجورد ۔ مانند کہربا ہوا مٹی کا رنگ زرد اُٹھ کر زمین سے بیٹھ گئی زلزلہ میں گرد ۔ تیغوں کی آنچ دیکھ کے بھاگی ہوائے سرد گرمی سے رن کی ہوش اُڑے جش وطیر کے شیر اُس طرف اُتر گئے دریا کو پیر کے تھرا رہا تھا خوف سے مینائے لاجورد ۔ ہلتے تھے کوہ کانپتا تھا وادی نبرد تھا دن کبھی زرد دھوپ کبھی زرد اور میں کبھی زرد ۔ خورشید چھپ گیا یہ اُٹھی کربلا کی گرد اک تیرگی غبار سے تھی چشم مہر میں ٹاپو پڑے ہوئے تھے محیطِ سپہر میں (انیس)
مسبّع	سات مصرعوں کا بند جس میں چھ ہمقافیہ اور ساتواں خلاف قافیہ ہو	(مثال نظر سے نہیں گزری)
مستزاد (یا مزید علیہ)	ایسی نظم جس کے ہر مصرع کے آخر میں ایک فقرہ رباعی کے وزن کا اضافہ کیا جائے اسکی دو قسمیں ہیں مستزاد عارض اور مستزاد لازم ۔ اول وہ ہے کہ جو فقرہ زیادہ کیا جائے وہ مضمون شعر سے متعلق ہو ۔ اور دوسری وہ ہے کہ جو فقرہ زیادہ کیا جائے وہ مضمون شعر کیلئے ضروری ہو ۔ مستزاد کی کئی صورتیں ہیں ۔ کبھی ایک فقرہ اور کبھی دو یا زیادہ فقرے مصرع کے آخر میں اضافہ کئے جاتے ہیں ۔	(۱) ایک فقرہ کا مستزاد میں ہوں عاشق مجھے غم کھانے سے انکار نہیں ۔ کہ ہے غم میری غذا تو ہے معشوق تجھے غصہ سے سروکار نہیں ۔ کھائے غم تیری بلا (ظفر) (۲) دو فقروں کا مستزاد نالہ زن باغ میں ہو بلبل ناشاد نہیں ۔ بند رکھ کام و زباں ۔ کرنہ فریاد و بکا ۔ ڈر یہی ہے کہ خفا ہو ستم ایجاد نہیں ۔ باغباں دشمن جاں ۔ گھونٹ ڈالے نہ گلا (شاد لکھنوی) (۳) تین فقروں کا مستزاد از ناخن طرز خاطر بادہ پرست ۔ محراش آغا ۔ داری توفیق ۔ خود ہیچ مگو بگزار ہزار زہد و تقوی از دست ۔ برجاش آغا ۔ اے یار شفیق ۔ پند سے بشنو ۔ چشم بد دور طرفہ چیز سے ہستی ۔ ماشاءاللہ ۔ اے نام خدا ۔ سبحان اللہ انشاءاللہ پہلوان زند خوش است ۔ خوش باش آغا ۔ اسنے بہ طریق ۔ اخلاق نکو (انشا) (۴) رباعی مستزاد کہہ دین میں تھا لقب یگانہ اپنا ۔ تھے بت سے خفا

اصطلاح	تعریف	مثال
		گاہے صنموں کو ہم نے جانا اپنا اللہ ری خطا سب دیر و حرم کی خاک چھانی ہم نے کیا خاک کہیں دیکھا تو کہیں نہیں ٹھکانا اپنا جی بیٹھ گیا **نوٹ** - اوپر کی مثال میں نمبر ۳ بھی رُباعی ہے۔
مسدس	چھ چھ مصرعوں کا بند جس میں چار ہمقافیہ اور دو خلاف قافیہ ہوں۔	(۱) کسی نے یہ بقراط سے جاکے پوچھا مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا کہا دکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں کہے جو طبیب اس کو ہذیان سمجھیں سبب یا علامت گر ان کو سجھائیں تو تشخیص میں سو نکالیں خطائیں دوا اور پرہیز سے جی چرائیں یوں ہی رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائیں طبیبوں سے ہرگز نہ مانوس ہوں وہ یہاں تک کہ جینے سے مایوس ہوں وہ (حالی)
	یا ہر بند میں آخری دو مصرع مکرر آئیں	(۱) جائے عبرت ہے مرا حال پریشاں یارو آس توڑے ہے یہ مایوسی حرماں یارو دل لگا کر میں ہوا سخت پشیماں یارو ہائے افسوس نہ نکلا کوئی ارماں یارو جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونے پائی دل نہ دیتے اگر اس کو تو نہ ہوتے بدنام کیا خبر تھی کہ اس آغاز کا یہ ہے انجام رنج بھی ہوتے ہیں الفت میں تو بے لذت آرام کہیں دنیا میں نہ ہوگا کوئی مجھ سا ناکام جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونے پائی (مومن بر غزل [illegible]) (۲) درویش جو ہیں مقصد دلخواہ کہے ہیں سالک جو ہیں سے راہبر راہ کہے ہیں اک واقف اسرار دل آگاہ کہے ہیں اک شیخ حقیقت کا تجھے ماہ کہے ہیں

اصطلاح	تعریف	مثال
		کیا مدح ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہے ہیں سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہے ہیں مذکور کہیں نام ترا کام روا ہے — مشہور لقب ایک جگہ راہ نما ہے ہر ایک نے کچھ حسب خرد اپنی کہا ہے — سمجھا نہ کوئی یہ کہ حقیقت میں تو کیا ہے کیا مدح ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہے ہیں سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہے ہیں (دبیر)
مُسَمَّط	(تسمیط عربی میں موتی پرونے کو کہتے ہیں) اصطلاح میں ایسی نظم جو بندوں پر مشتمل ہو خواہ بصورت مربع مخمس، مسدس، مثمن وغیرہ جس میں ہر ہر بند کے مصرعے سوائے مصرع آخر کے ہمقافیہ ہوں اور تمام بندوں کے آخری مصرعے پہلے بند کے مصرع آخر کے تابع ہوں۔	آمد بہار خرم و آورد خرمی — وز فر نوبہار شد آراستہ زمی (یعنی زمین) خرم بود ہمیشہ بدیں وقت آدمی — با بانگ زیر و بم بود و تحفۂ درعی زیرا کہ نیست از گل و از یاسمیں کمی تا کم شد است آفت سرما ز گلستاں از ابر نو بہار چو باراں فرو چکید — چندیں ہزار لالۂ خار از بروں دمید آں حلہ کہ ابر مرا و را ہمی تنید — باد صبا بیامد و آں حلہ را درید آں حلہ پارہ پارہ شد و گشت ناپدید وا آمد پدید بازہماں وشت پرنیاں (از مسمطات منوچہری) (نیز دیکھو فٹ نوٹ متعلق مُسمط صنائع معنوی میں)
مصرع	نصف بیت یا نصف شعر خواہ وہ پورا مطلب شعر کا ادا کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔	ع عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے۔
مصرع طرح	عموماً اُس کو کہتے ہیں جو مشاعروں میں ہمطرح غزلوں پر طبع آزمائی کے واسطے دیا جاتا ہے	
مضحکات و مطائبات	دل لگی مذاق کی نظم و نثر جسمیں پھبتیاں بھی داخل ہیں	سفرہ پہ ظرافت کے ذرا شیخ کو دیکھو — سر نون کا منھ پیاز کا اچور کی گردن کل شیخ پہ پلے کو اک ٹوٹے پل کے نیچے — میں نے کہا کہ تم نے اس پل کا منھ

اصطلاح	تعریف	مثال
		تبت یدا ابی لہب پڑھ کے اک عزیز ٭ یکچند بھاگ کر کسی کونے میں جا رہا لوگوں نے ڈھونڈھ کر انھیں پوچھا تو بولے آپ ٭ واللہ مرے بھاگنے کا یہ سبب ہوا ہے مالہٗ وما کسب آیا قرآن میں ٭ اون مال ہو گئے یعنی سو وہ ماں کا سب گیا اہل و عیال کھاویں بیٹھ کر کہاں سے کچھ ٭ مُہکا اہی پھکر میں یہ تو روز و شب رہا (یہی فکر) (از اکبر) ——— تھکری میں سا پھکر بہی مصیبت آ پڑے کے ٭ جھاؤ میاں کو پہنوں جو بیکس اٹھائے کے (تنفری، فکر، مصیبت، پھنکا) انسا لکھاں میان ٹٹے پھاجل جہین ہیں ٭ صدرہ پڑھیں ہیں جن سیتی طلبلم آئے کے (انشاء اللہ خاں، فاضل ذہین، طالب علم) (انشاء) (نیز دیکھو نداقیہ)
مطلع معشر	غزل یا قصیدہ کا پہلا شعر (عشرہ عربی میں دس کو کہتے ہیں) دس دس مصرعوں کا بند جس میں آٹھ آٹھ مصرع ہمقافیہ اور باقی دو خلاف قافیہ ہوں ۔	مثال کے لئے دیکھو غزل اور قصیدہ کی مثالیں پہلے تو حمد خالق ارض و سما لکھوں ٭ بعد اُس کے پھر میں نعت شہ انبیا لکھوں گر عمر بھر میں اسکو لکھوں تو بھی کیا لکھوں ٭ بے انتہا ہے وہ تو غرض تا کجا لکھوں لازم ہے اس میں طبع کو عجز انتہا لکھوں ٭ کچھ وصف حسن کا لکھوں کچھ عشق کا لکھوں کچھ ناز کچھ نیاز بفکر رسا لکھوں ٭ ہے جی میں لیلیٰ مجنوں کا کچھ ماجرا لکھوں سچ پوچھئے تو دونوں عجب کام کر گئے معشوقی عاشقی میں غرض نام کر گئے پیدا ہوا تھا قیس جب اپنے پدر کے گھر ٭ ماں باپ کو ہوئی تھی خوشی سب سے بیشتر کنبے کے لوگ بیٹھے تھے باہم سب آن کر ٭ اک دھوم مچ رہی تھی خوشی کی ادھر ادھر چومے تھا باپ قیس کا ہر لحظہ چشم و سر ٭ رکھتے تھے ہاتھوں چھاؤں سی گرد و پیش پر ماں بھی لئے پھرے تھی اسے پڑ و دوش پر ٭ فرزند کی خوشی میں لٹاتی تھی سیم و زر لیکن وہ ماں کی گود میں آ کر نہ سوتا تھا ہر وقت شور کرتا تھا ہر لحظہ روتا تھا (از لیلیٰ مجنوں نظیر اکبر آبادی)

اصطلاح	تعریف	مثال
مقتضب	ایسا قصیدہ جس میں گریز نہ ہو۔ یعنی شاعر بغیر کسی تمہید و تشبیب کے اصل مقصد یعنی مدح شروع کردے۔	(مثال کے لئے دیکھو خطابیہ یا مجددیہ)
مقطع (یا متمم غزل)[۱]	غزل کا آخری شعر جسمیں شاعر اپنا تخلص لائے	(دیکھو غزل)
مناجات	ایسے اشعار جن میں بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی جائے	الٰہی بحق رسول امیں بحق علی و بہ اصحاب دین بحق بتول و بآل رسول کروں عرض جو میں ہووے قبول الٰہی میں بندہ گنہ گار ہوں گناہوں میں اپنے گراں بار ہوں مجھے بخشیو میرے پروردگار کہ تو ہے کریم اور آمرزگار مری عرض ہو یہ کہ جبتک جیوں شراب محبت کو تیری پیوں سوا تیری الفت کے اور سب ہے ہیچ یہی ہو نہ ہو اور کچھ اپچ پیچ جو غم ہو تو ہو آل احمد کا غم سوا اس الم کے نہ ہو کچھ الم کسی سے نہ کرنا پڑے التجا تو کر خود بخود میری حاجت روا صحیح اور سالم سدا مجھ کو رکھ خوشی سے ہمیشہ خدا مجھ کو رکھ مری آل و اولاد کو شاد رکھ مرے دوستوں کو تو آباد رکھ برآویں مرے دین و دنیا کے کام بحق محمد علیہ السلام (مثنوی میر حسن)
منقبت	امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	(۱) علیؑ دین و دنیا کا سردار ہو کہ مختار کے گھر کا مختار ہے

سلہ[۱] اگرچہ بعض شاعر مطلع میں بھی اپنا تخلص لاتے ہیں مگر اُس کو مقطع نہیں کہہ سکتے۔ مقطع وہی شعر ہے جس پر غزل ختم ہوا اور ختم ہونے کی دلیل اکثر شاعر کا تخلص ہوتا ہے۔ مثلاً ان دونوں شعروں میں ؎

عاشقی جرأت نہ کر ناحق تجھی کو غم لگا دل لگا ہے دکھ بہت پر بھی کسی سے کم لگا
دل بدن تحلیل جرأت کیوں ہوا جاتا ہے تو آہ یہ بیٹھے بٹھائے تجھ کو کیسا غم لگا

گو کہ پہلے شعر میں بھی تخلص ہے مگر وہ مطلع ہے اور دوسرا مقطع۔

اصطلاح	تعریف	مثال
	یا کسی دوسرے امام کی تعریف میں اشعار	دیار امامت کے گلشن کا گل بہار ولایت کا باغ سبل علی راز دار خدا و نبیؐ خبر دار سرِّ خفی و جلی علی بندۂ خاص درگاہ حق علی سالک و رہبر راہ حق علیؑ ولی ابن عم رسولؐ لقب شاہ مرداں زوج بتول یہاں بات کی اب سمائی نہیں نبی و علی میں جدائی نہیں نبیؐ و علیؑ ہر دو نسبت بہم دو تا دیکھے چوں زبان قلم (مثنوی میر حسن) (۲) اے نائب مصاحب ذی القوۃ المتین شے دست در خلوتی قدرت آستین چاہے تو ایک کر دے ابھی آسمان زمین ٹھوکر لگے تری تو اڑے کوہ آہنین پایا نہ جائے جیسے پر کاہ پھر کہیں تو ہے کہ تیری قدر نہ آئے بیان میں قدرت تری نہ گذرے کسو کے گمان میں شانیں ہزار قسم ہیں اک تیری شان میں شہرت ہی تیرے زور کی دونوں جہان میں نکلا نہ شہر بند عدم سے ترا قریں غیب و شہود دونوں میں مشہود ہے تو تو ہستی ہماری وہم ہے موجود ہے تو تو حاصل کا دو جہان کے مقصود ہے تو تو مسجود تجھ کو جانتے ہیں معبود ہے تو تو ناجی ہیں وے ہی لوگ جنھوں کا ہے یہ یقیں (میر)
مہمل	بے معنی اشعار۔ ایسے اشعار جو محض الفاظ کا مجموعہ ہوں اور کوئی مربوط معنی نہ رکھتے ہوں۔	ٹوٹی دریا کی کلائی زلف الجھی بام میں آدمی مخمل میں دیکھے مورچے بادام میں
نازک خیالی	(دیکھو خیال بندی)	
نثر	(مقابل نظم) ایسا کلام جس میں وزن اور قافیہ نہ ہو[5]۔ اسکی باعتبار الفاظ کے	

[5] ہر چند کہ نثر کی تعریف کتابوں میں یہی ہے کہ جس میں وزن اور قافیہ کی قید نہ ہو۔ مگر نثر مرجّز میں وزن اور نثر مقفّٰی میں قافیہ ضرور ہوتا ہے ہیں (دیکھو صفحہ آئندہ)

اصطلاح	تعریف	مثال
نثر	چار قسمیں ہیں۔ عاری۔ مرجز۔ مسجع اور مقفیٰ۔ اور باعتبار معنی کے بھی چار قسمیں ہیں دقیق سادہ۔ دقیق رنگین۔ سلیس سادہ۔ سلیس رنگین لفظی اقسام نثر	
	(۱) عاری — وہ نثر ہے جس میں نہ وزن کی قید ہو نہ قافیہ کی۔ نہ اُس میں رعایات و مناسبات لفظی ہوں۔ اسی کو روزمرہ بھی کہتے ہیں۔	(۱) سیدھی سادی بات میں ایسا لطف پیدا ہوجاتا ہے کہ سب پڑھتے ہیں اور مزے لیتے ہیں اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب خوشی یا غم و غصہ۔ یا کسی قسم کے ذوق وشوق کا خیال دل میں جوش مارتا ہے اور وہ قوت بیان سے ٹکر کھاتا ہے تو زبان سے خود بخود موزوں کلام نکلتا ہے۔ جیسے پتھر اور لوہے کے ٹکرانے سے آگ نکلتی ہے اسی واسطے شاعر وہی ہے جسکی طبیعت میں یہ صفت خداداد ہو۔ قدرتی شاعر اگرچہ ارادہ کرکے شعر کہنے کو خاص وقت میں بیٹھتا ہے مگر حقیقت میں اسکا دل اور خیالات ہر وقت اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ (آبحیات) (۲) میری جان خدا تم کو ایکسو بیس برس کی عمر دے۔ بوڑھا ہونے آیا داڑھی میں بال سفید آگئے مگر بات سمجھنی نہ آئی۔ پنشن کے باب میں اُلجھے ہو اور کیا بیجا اُلجھے ہو۔ یہ تو جانتے ہو کہ دلی کے سب پنشنداروں کو مئی ۱۸۵۷ء سے پنشن نہیں ملا یہ فروری ۱۸۵۹ء بائیسواں مہینہ ہے چند اشخاص کو اس بائیس مہینہ میں سال بھر کا روپیہ بطریق مدد خرچ مل گیا۔ باقی چڑھے روپیہ کے باب میں اور آئندہ ماہ بماہ ملنے کیواسطے

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) اس اعتبار سے نثر ونظم میں کوئی مابہ الامتیاز فرق باقی نہیں رہتا، میرے نزدیک جو چیز نثر کو نظم سے علیحدہ کرتی ہے وہ تخیل ہے لہذا نثر کو کلام غیر مخیل جس میں وزن وقافیہ نہو کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

اصطلاح	تعریف	مثال
نثر —	عاری — مذاقیہ نثر	ابھی کچھ حکم نہیں ہوا الخ (مرزا غالب کا خط بنام میر مہدی مجروح) اچھا حضرت واعظ کا دل تو ان کے سینے میں ہوگا - نہیں صاحب ممبر کے اڈے پر میاں مٹھو بنا ہی جی بھیجہ کی صدا لگا رہا ہے عمامہ سر گردش اور قرات صحیحہ میں حلقوم کی حرکت سے معلوم ہوتا ہے آ رہے ہیں، آئے ہیں دنیا میں نصیحت کو مگر خود فضیحت ہیں، لیجئے ان کو دیکھئے ؎ شریف مکہ وہ آتے ہیں دیکھ لور بدو شراب ناب انھیں کے کنوئیں کا پانی ہے ان کا دل جب تک چھوٹا سا تھا، حرم کی کانس میں تھا یا زمزم کے اب سارے حجاز میں ہے - ساز باز میں ہے - اب شریف ابن سلطان ہے - چڑھاوے پر قناعت کی ضرورت نہیں - خراج کرنے دو ؎ از ہزاراں کعبہ مبلغ بہتر است زر بدست آور کہ حج اکبر است (دادا ادم)	
	ٹھیٹھ اُردو نثر - یعنی ایسی نثر جس میں کوئی لفظ فارسی یا عربی اور نیز ٹھیٹھ ہندی کا نہ ہو -	اب یہاں سے کہنے والا یوں کہتا ہے کہ ایک دن بیٹھے بیٹھے دھیان چڑھی، کوئی کہانی ایسی کہئے جس میں ہندی چھٹ اور کسی کی پٹ نہ ملے ، باہر کی بولی اور گنواری کچھ اس کے بیچ میں میرا جی پھول کر کلی کے روپ کھلے - اپنے ملنے والوں میں سے کوئی بڑھے پڑھے - لکھے پڑا سنے - ڈھرا سنے ٹھاک - بڑے یہ کھٹراگ لائے - سر ہلا کر - منہ تھتھا کر - ناک بھوں چڑھا کر لال لال آنکھیں پھرا کر کہنے لگے " یہ بات ہوتے دکھائی نہیں ہندوی کا پن بھی نہ نکلے اور بھاکھا پن بھی نہ ٹھس جائے جیسے

تعریف	مثال
	اچھوں سے اچھے لوگ آپس میں بولتے چالتے ہیں جوں کا توں وہی سب ڈول رہے اور چھاؤں کسی کی نہ پڑے یہ نہیں ہونے کا۔" (از دریائے لطافت)
(۲) مُرجز۔ وہ نثر کہ جس میں وزن ہو مگر قافیہ نہ ہو (اُردو میں اسکی مثالیں بہت کم ہیں مثال نمبر (۱) کے سب ٹکڑے جو ڈیشوں کے بیچ میں ہیں مفعول مفاعیلن کے وزن پر ہیں اور مثال نمبر (۲) کے ٹکڑے فعلاتن فعلاتن کے وزن پر ہیں۔	(۱) وزن مفعولُ مفاعیلن دیوان حقیقت کے۔ مطلع کے ہیں دو مصرع۔ اک حمد الٰہی ہے اک نعت پیمبر ہے۔ اس مطلع روشن کے۔ معنی منور سے۔ ہر ذرہ بھی ہے واقف۔ سنتے ہیں ازل تو سب۔ یہ مطلع نورانی۔ پر اس کے سوا ابتک۔ اس ساری غزل میں سے۔ اک شعر نہیں پایا۔ لیکن مجھے ہاتھ آیا۔ اسوقت غنی ہوں میں۔ میں سب کو سنا دونگا۔ اس مطلع یکتا کا۔ جو حسن ازل سے ہے۔ اس وقت موافق ہیں کیوں کر نہ ثنا خواں ہوں۔ (تقریظ بر انتخاب یادگار مولفہ آشفتہ بینائی) (۲) وزن فعلاتن فعلاتن بخداوندی ذاتے کہ رحیم است و کریم است و علیم است و حلیم است و حکیم است و سلیم است و قدیم است و شریف است و لطیف است و خبیر است و بصیر است و نصیر است و کبیر است رؤف است و غفور است و شکور است و ودود است مرا خلق نمود است و بود خالق آفاق قسم میخورم اکنوں کہ مرا ہیچ زہجر تو سرو کار نبود است ولے از طرف گفت شروع ایں ہمہ اقوال مزخرف۔ شدہ است مردک نادان۔ (از انشاء از آب حیات)
(۳) مُسجّع۔ وہ نثر جس کے دونقروں کے تمام الفاظ ایک دوسرے کے ہموزن اور حروف آخر میں بھی موافق ہوں سلّٰہ	پھنڈا پھیکا اتنا بُرا کہ جس کی بُرائی بیان سے باہر ہے۔ پو ندا میٹھا ایسا بھلا کہ اُسکی بھلائی گمان سے بڑھ کر ہے۔ (از دریائے لطافت)

شمس العلماء مرحوم کے قائل نہ تھے فرماتے تھے "بندہ کی تحقیقات یہی ہے کہ نثر تین قسم پر ہے مقفی۔ قافیہ ہے وزن نہیں۔ جو جز روز لنا سے
(دیکھو صفحہ آئندہ)

اصطلاح	تعریف	مثال
نثر	(۴) مقفیٰ ۔ وہ نثر جس میں وزن نہ ہو مگر آخری الفاظ میں قافیہ ہو۔	تفقد نامہ نامی میں صورت عز و شرف نظر آئی ۔ اللہ اللہ تم نے میری نظر میں میری آبرو بڑھائی ۔ حضرت کی قدردانی کی کیا بات ہے آپ کا التفات موجب مباہات ہے۔ یہ بات بطریق طے لسان زبان پر آئی ہے ۔ ورنہ قدردانی کیسی یہ قدر افزائی ہے ۔ نظیری علیہ الرحمۃ کا شعر ایک کاغذ پر لکھ کر میرے گلے میں ڈال دیجئے ۔ اور زمرۂ شعراء میں سے مجھ کو نکال دیجئے ۔ دعوے اور چیز ہے اور کمال اور ہے ۔ علم عربی اور شے ہے اور فارسی کی حقیقت حال اور ہے۔ (مرزا غالب کا خط بنام حضرت صاحب عالم)
	معنوی اقسام نثر	
	(۱) دقیق رنگین ۔ ایسی عبارت جو لفظ اور معنی دونوں کے اعتبار سے مشکل ہو اور اُس میں صنائع لفظی و معنوی سے بھی کام لیا گیا ہو۔	ادب اور تواضع ایک جامہ ہے اُس کے قامت اعتدال پر راست اور خلق و مروت ایک ذخیرہ ہے اُس کے گنجینۂ طبع میں بے کم و کاست ضمیر صافی اور فروغ مشرق اور آفتاب ۔ شوخی فکر اور طبع لمعۂ برق اور سحاب ۔
	(۲) دقیق سادہ ۔ ایسی عبارت جو الفاظ اور معنی دونوں اعتبار سے مشکل ہو مگر اُس میں رعایت مناسبات اور صنائع و بدائع نہ ہوں۔	ہر زبان جو مافی الضمیر کی ترجمان ہے اپنی خصوصیات میں ضرور امتیاز رکھتی ہے اگرچہ وہی مفردات وہی مرکبات وہی کنائے وہی تمثیلیں وہی مقام استعمال وہی مثلیں وہی مقولے ہیں جو ہر زبان میں مستعمل ہیں لیکن خصوصیات لسانی کا برتنا نہایت مشکل اور نکتۂ لاینحل ہے ۔

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گذشتہ) اور قافیہ نہیں ۔ عاری نہ وزن ہے نہ قافیہ ۔ مسجع ہی مقفیٰ ہے کہ دونوں فقروں میں الفاظ ملائم اور مناسب ہوں ۔ نظم میں یہ صنعت آپڑے تو اُس کو مرصع کہتے ہیں اور نثر اس صنعت پر مشتمل ہو تو اس کو مسجع کہتے ہیں ۔ اس قاعدہ کو نہ عبدالرزاق بدل سکتا ہے نہ صاحب "قلزم ہفت گانہ" ۔ نہ یہ قطرہ ہی بے سر و پا ہے (مرزا غالب کا خط بنام چودھری عبدالغفور سرور)

اوپر کی مثال سے مسجع اور مقفیٰ کا فرق معلوم ہو جاتا ہے مقفیٰ ان دو فقروں کو کہیں گے جنکے صرف آخری لفظ ہم قافیہ ہوں مثلاً فیضی بھی نغز گوئی میں مشہور کلام اس کا بے اندیشہ کا مجموعہ ہے" (غالب) یہاں صرف آخری الفاظ مشہور اور مجموعہ ہم قافیہ ہیں ۔ برخلاف مسجع کے جیسا کہ اوپر کی مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فقروں کا ہر لفظ ایک دوسرے کا ہم وزن ہے ۔

تعریف	مثال
(۳) سلیس رنگین - ایسی عبارت جو لفظ و معنی دونوں اعتبار سے سہل ہو مگر اُس میں کچھ مناسبات لفظی اور صنائع بدائع استعمال کئے گئے ہوں	(۱) بندہ حرارت قلب کے عارضہ سے تو حیران اور ششدر رہتا ہی تھا اب ضعف دماغ کی بیماری نے اور بھی عاجز اور زچ کر دیا ہے - ہر دم یہی سوچ اور منصوبہ آتا تھا کہ کدھر جاؤں اور کون ایسی چال چلوں کہ یہ عارضہ بڑھنے نہ پائے - بارے ان دنوں حکیم شاہ رخ مرزا صاحب اس شہر میں وارد ہوئے اُن کی تعریف بہت سنی تھی کہ اُنکے نزدیک بادشاہ اور وزیر اور فقیر سلیمن اور امیر فیل نشین برابر ہیں مریضوں کی خبر گیری کے واسطے بارہ دری میں شطرنجی بچھائے بیٹھے رہتے ہیں (رقعہ غلام امام شہید (تلازمہ شطرنج) شطرنج کے مناسبات کے اوپر لکیر کھینچدی ہے (۲) پھر بہار موسم جوانی ہے - درخت جوانان چمن ہیں کہ عروسان گلشن سے گلے مل مل کر خوش ہوتے ہیں شاخیں انگڑائیاں لیتی ہیں تاک کا سرمست پڑا اینڈتا ہے اطفال نباتات دایۂ بہار کی گود میں پرورش پاتے ہیں خضر سبزہ کی حرکت سے نسیم سحری مردۂ ہزار سالہ میں دم عیسوی کا کام دیتی ہے مگر بلبل زار عشق شاہد گل میں اُداس ہے آب رواں عمر گذران ہے اسکی موج کی تلوار سے دل کٹے جاتے ہیں سرو کے عکس کا اژدہا نگلے جاتا ہے - شبنم کے آنسو جاری ہیں بلبل کبھی خوش ہے کہ گل اس کا پیارا پاس بنس رہا ہے کبھی افسردہ ہے کہ خزاں کا خونریز ان سب کو قتل کرے گا یا اس کے دشمن یعنی گلچین وصیاد اُسے یہاں سے نکالیں گے سرو یا شمشاد کے عشق میں قمری کا گیروالباس ہے اُسکے نالہ کا آرہ دلوں کو چیرتا ہے کبھی عاشق زار بھی وہیں آنکلتا ہے - وہ بجائے اپنے معشوق کے حسرت و غم سے ہمکنار ہے - روتا ہے اور قاصد صبا کو پیغام دیتا ہے کہ میرے تغافل شعار کو ذرا میرے حال کی خبر کر دینا - (آبحیات)

اصطلاح	تعریف	مثال
نثر	(۲) سلیس سادہ ۔ ایسی عبارت جو لفظاً و معنیً دونوں اعتبار سے سہل ہو اور اس میں کوئی رعایت لفظی بھی نہ ہو۔	پیر و مرشد! آپ کو میرے حال کی بھی خبر ہے۔ ضعف نہایت کو پہنچ گیا۔ بینائی میں فتور پڑا۔ حواس مختل ہو گئے۔ جہاں تک ہو سکا احباب کی خدمت بجا لایا۔ اوراق اشعار لیٹے لیٹے دیکھتا تھا اور اصلاح دیتا تھا۔ اب نہ آنکھ سے اچھی طرح سوجھے نہ ہاتھ سے اچھی طرح لکھا جائے۔ کہتے ہیں کہ شاہ شرف بو علی قلندر کو بسبب کبر سن کے خدا تعالیٰ نے فرض اور پیغمبر نے سنت معاف کر دی تھی۔ میں متوقع ہوں کہ میرے دوست خدمت اصلاح اشعار مجھ پر معاف کریں۔ خطوط شوقیہ کا جواب جس طرح سے ہو سکے گا۔ لکھ دیا کروں گا۔ (از اردوئے معلی)
ندبہ	(لغوی معنی شیون اور ماتم) اصطلاح میں ندبہ سے وہ الفاظ مراد ہیں جو مصرع کے آخر میں آتے ہیں اور بین کے طور پر پڑھے جاتے ہیں۔ اور ماتم کیا جاتا ہے۔	حضرت خیر نسا کا جایا۔ حسین حسین حسین حسین پانی نہ اُسنے دشت میں پایا۔ حسین حسین حسین حسین تیر لگے تلواریں پڑی ہیں برچھیاں غم کی دل میں گڑی ہیں بھال سر ہی نیزہ لگایا حسین حسین حسین حسین (واجد علی شاہ اختر)
نظم نظم غیر مقفیٰ (بلینک ورس)	(دیکھو شعر) ایسی نظم جس میں وزن ہو مگر قافیہ نہ ہو (دیکھو نثر مرجز)	ارے چھوٹے چھوٹے چمکتے تارو — کہ جھلک جھلک رہے ہو تمہیں دیکھ کر نہ ہو کیوں — مجھے کس طرح تحیر کہ تم اونچے آسمان پر — جو ہے کل جہان سے اعلیٰ ہوئے روشن اس روش سے — کہ کسی نے جڑ دیئے ہیں گہر اور لعل گویا (مولوی اسمٰعیل میرٹھی)
نعت	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اشعار۔	نبی کون یعنی رسول کریم — نبوت کے دریا کا دُرِّ یتیم ہوا گو کہ ظاہر میں اُمّی لقب — پہ علم لدنی کھلا دل پہ سب

اصطلاح	تعریف	مثال
نعت -		بغیر اُن کے لکھے اور سکئے بے رقم چلے حکم پر اُس کے لوح و قلم ہوا علم دین اُس کا جو آشکار گذشتہ ہوئے حکم تقویم پار اُٹھا کفر اسلام ظاہر کیا بتوں کو خدائی سے باہر کیا کیا حق نے نبیوں کا سردار اُسے بنایا نبوت کا حقدار اُسے نبوت جو کی حق نے اُس پر تمام لکھا اشرف الناس خیر الانامؐ بنایا سمجھ بوجھ کر خوب اُسے خدا نے کیا اپنا محبوب اُسے (مثنوی میر حسن) (۲) ثنا جان پاک محمدؐ کے تئیں درود و تحیات احمدؐ کے تئیں رسول خدا و سر انبیا نبیِ حشمت و جاہ صلِ علیٰ دیا مجلس کبریا کا ہے وہ شہ ند و دمانِ قضا کا ہے وہ سب اس صفحے میں ہے ظہور خدا پر اس کی عبارت ہی نور خدا جہاں وہ ہے واں جبرئیل ہیں اُڑے حشر تک تو پہونچتا نہیں کروں اُسکی جرات کا میں کیا بیان کہ تھا قاب قوسین ادنیٰ مکاں بصورت اگر عبد و مشہور ہے حقیقت کو پہونچو تو معبود ہے نہیں پاشکستوں کا اب دستگیر محمد بن اور آل بن اُسکے میر
نوحہ	ایسا سلام جو بصورت مستزاد ہو یا نہ ہو مگر جسمیں بین کے اشعار زیادہ ہوں جو ہمیشہ الحان کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور بعد کو ماتم کیا جاتا ہے [1]	(۱) افلاک سے جبریل نے رو رو کر یہ پکارا - فریاد خدایا سجدے میں نمازی کو ستمگار نے مارا - فریاد خدایا بہتا ہے مصلّے پہ لہو غش ہے وہ غازی - روتے ہیں نمازی سر حیدر صفدرؑ کا ہوا آج دو پارا - فریاد خدایا

[1] چونکہ نوحے زیادہ تر خوش الحانی سے پڑھنے کی غرض سے لکھے جاتے ہیں لہذا ان کے الفاظ ملائم و شیریں اور مضامین نہایت دردناک ہوتے ہیں آجکل لکھنؤ میں ایک نئی چیز ایجاد ہوئی ہے جسکو "ماتم" کہتے ہیں یعنی "سلام" کی قسم کی نظموں کو اس انداز سے پڑھتے ہیں کہ ارکان بحر پر ماتم کرتے جاتے ہیں یہ نظمیں ماتم کہلاتی ہیں مثلاً ؎ شاہ مقتل جا رہے ہیں سر کٹانے کے لئے ؛ امت جد کو چلے ہیں بخشوانے کے لئے ۔

اصطلاح	تعریف	مثال
نوحہ		اے اہل مدینہ تمہیں کچھ اس کی خبر ہے - سو ٹکڑے جگر ہے زخمی ہوا سجدے میں امام آج تمہارا - فریاد خدا نوحہ ہے ترے بزم میں، برپا ہوا کہرام مونس تو قلم تھام اب آ گئے بیاں کرنے کا دل کو نہیں یارا - فریاد خدا (نوحہ میر مونس بر شہادت جناب امیرؑ) (۲) میدان کربلا میں قیامت بپا ہے آج تاراج باغ فاطمہ زہراؑ ہوا ہے آج کہتی تھیں بانو بیاہ کروں گی مدینہ میں اٹھارہواں برس تجھے اکبر ہوا ہے آج ماں کہتی تھیں کہ لاش پہ سہرا تو باندھ دو بچہ ہمارا بی بیو دولہا بنا ہے آج عباس و قاسم و علی اکبر ہوئے شہید دولت کدہ حسینؑ کا ماتم سرا ہے آج
واسوخت	ایسی نظم جس میں عاشق اپنے معشوق سے بے پروائی اور بیزاری کا اظہار کرتا ہو اور اُس کو چھیڑ کر جلی کٹی باتیں اُس سے کرتا ہے کہ ہمارے عشق سے پیشتر تمہارا حسن کچھ بھی نہ تھا، تم کو کوئی پوچھتا تک نہ تھا، ہمارے ہی عشق نے تمہارے حسن و دلفریبی میں چار چاند لگائے۔ خیر اب اگر تم ہم سے بے پرواہ ہو گئے اور الگ الگ پھرتے ہو تو دیکھا جائیگا ہم بھی کوئی دوسرا تم سے بہتر اور حسین تر	یاد ایام کہ خوبی سے خبر تجھ کو نہ تھی سرمہ و آئینہ کی اور نظر تجھ کو نہ تھی فکر آراستگی شام و سحر تجھ کو نہ تھی زلف آشفتہ کی شدہ دو دو پہر[illegible] شانہ تھا نابلد کوچۂ گیسو تیرا آئینہ کاہے کو تھا حیرتی رو تیرا آگہی حسن سے اپنے تجھے زنہار نہ تھی اپنی مستی سے تری آنکھ خبردار[illegible] پاؤں بیدل نہ پڑتا تھا یہ رفتار نہ تھی ہر دم اسطور کمر میں تجھے[illegible] خون یوں کاہے کو کوچہ میں ترے ہوتے تھے دل زدے کب تیری دیوار تلے روتے تھے بند جامے کا جو وا ہوتا تھا وا رہتا تھا بے تکلف تجھے گھر رات کو[illegible] تھوڑی سی رنجش میں تلخی سے لگا رہتا تھا تک جدا رہتے تو دیرا[illegible]

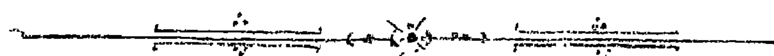
اصطلاح	تعریف	مثال
واسوخت۔	دلربا ڈھونڈھ نکالیں گے اور اُسکی صحبتوں سے تم کو بھلا یا کرینگے [۱]	اسقدر قارِ رمتھی اپنی تیری آنکھوں میں لعب بازی میں بھی جیتا تھا اُدھر آنکھیں کس و ن اتنا تھا پراگندگی مُو کا جیا دو دو دن چہرہ پہ بکھرے ہی الجھتے تھے بال لعل جاں بخش نہ ہنستے تھے کبھو اتنے لال خوبی خندہ نہ لوگوں کی جیون کی تھی بال پان سے شوق نہ تھا کیسا مسی کا مذکور غصہ ہو جاتے تھے سُن ایسے کسی کا مذکور شانہ اب ہاتھ میں ہو زلف بنا کرتی ہو مسی دانتوں میں کئی بار لگا کرتی ہو پاس سرمہ کے سلائی بھی رہا کرتی ہو آنکھ رعنائی پہ اپنی ہی پڑا کرتی ہو جان آنکھوں میں کسی کی ہو نظر تم کو نہیں غش کرے کوئی مستعد بدہ ہنر تم کو نہیں یا تو ہم ہی تھے کہ اب ہم سے نہیں کچھ یاری مفت برباد گئی عزت و حرمت ساری بار خاطر لیے ہے اب تکو ہی ہو بیزاری یعنی اس شہر سے اُٹھ جائیگی یہ تیاری رتبہ غیر نہیں آنکھوں سے دیکھا جاتا طاقت اب یہ دل بیتاب نہیں تک لاتا کوئی نادیدہ محب سادہ لگا لیں گے ہم سادہ یا ترکیب بادہ لگا لیں گے ہم بوسہ آغوش کا آمادہ لگا لیں گے ہم بند خود رائی سے آزاد لگا لیں گے ہم اُس کو آغوش تمنا میں اب اپنی لیں گے اُس سے داد دل ناکام سب اپنی لیں گے اُسکی کھینچیں گے علی الرغم تیرے مرزائی اُس کو سکھلائیں گے وارد روش رعنائی مجلسوں میں اُسے لا دیں گے بصد زیبائی صحبت اے دشمن جاں اُس سے اگر بن آئی

[۱] مولانا آزاد کی تحقیق یہ ہے کہ اہل تحقیق نے بابا فغانی یا وحشی یزدی کو فارسی میں اور میر تقی میر کو اُردو میں واسوخت کا موجد تسلیم کیا ہے۔

اصطلاح	تعریف	مثال
واسوخت۔		تو نے مجھے دیکھیو کس طور کڑھاتے ہیں ہم چھیڑیں کیا رکھتے ہیں کس ڈھب سے ستاتے ہیں ہم چہرہ کو اُس کے کر آراستہ دلخواہ کریں آرسی اُس کو دکھا حُسن سے آگاہ کریں راہ خوبی کی بتا کر اُسے گمراہ کریں تو سہی ضد سے تری ایسا ہی [illegible] کریں کہ تجھے سُدھ نہ رہے خوبی و رعنائی کی دھجیاں لے ترے اس جامۂ زیبائی کی زندگانی ہو تجھے ہاتھ سے اُس کے دشوار کوئی دن تو بھی پھرے جان سے اپنی بیزار ہو نہیں ہر آن میں اُس سے تجھے سو سو آزار طنز و تعریض و کنایہ کی رہے اک بوچھار جا کے ٹک سامنے اُس کے تو بہت اترائے عرق شرم میں ڈوبا ہوا سب گھر آوے تیرا اعراض بھی لوگوں نے کیا ہے آگے دل کے واسوختے لو ہو کے بھی جاتے آگے خلق عالم سے کنارہ بھی کیا ہے آگے عزت و وقر بھی برباد کیا ہے آگے پر کسھوں نے نہیں اس ڈھب سے زباں بازی کی یہ بھی ظالم ہے کوئی طرز سخن سازی کی
ہجو ۵	ایسی نظم جس میں کسی کے عیوب، خواہ واقعی یا فرضی، مبالغہ کے ساتھ مذاق آمیز الفاظ میں بیان کیے جائیں۔	ہجو مرد اکول ایک پُرخور آشنا ہے میرا سینہ سوراخ جس سے کہ کھا گر صد منی دیگ ہے شکم اُسکا نفس اژدہا ہے دم اُس کا آنت شیطان کی ہے اُس کی آنت دانت اُسکا ہے ہاتھی کا سا دانت خستۂ جوع وہ جو آوے نہار منہ ہے گویا کہ زخم دامن دار گال کلچے سے بھرتے سے سیاہ کاسۂ سر ہے جیسے اوندھا گراؤ توند کالی جو کھول جاوے لپیٹ آہنی ہے تنور اُس کا پیٹ راہ مطبخ میں پاوے ہڈ جو کبھی چاٹ جاتا ہے وہ گھوں تک بھی

تعریف	مثال
	کھانا نکلے پر آوے ہے ایسے چیل ٹوٹے ہے گوشت پر جیسے وقت کھانے کے ہاتھ ہو اُسکا قاب پر نان پنجہ کش گویا کیا وہ دو پیاز کھا کے ہو تازہ اک نوالا ہے ملا دو پیازہ کھانے پر جب وہ جی چلاتا ہے لاٹھی پاٹھی بھی کھائے جاتا ہے (میر)
بیہودہ مذاقیہ اشعار - ائمۂ کی شان میں ایسے سات بندوں کی نظم جس کے ہر ہر بند کے اشعار کی تعداد مساوی ہوتی ہے -	السلام اے راز دار داور جان آفریں السلام اے لامکاں کے حاکم مسند نشیں ذات تیری جوں خدا کی ذات ہے الاصفات بے شریک بے عدیل بے نظیر و بے قریں یہ شرافت یہ سیادت یہ تقدس کمال یہ تنزہ یہ تعلی یہ تفوق ہے کہیں تو ولی ہے تو وصی ہے تو علی ہے تو ہی جس سے بالاتر تصور کیجئے تو کچھ نہیں کیا تعقل کیا تحمل کیا تبختر کیا وقار طفل مکتب درس گہ کا تیرے عقل اولیں سید بر حق شریف النفس فخر روزگار باعث عز سپہر و موجب فخر زمیں پیشوائے پیشوایان سجدہ گاہ مومناں زینت بطحا و یثرب رونق اسلام و دیں مظہر صدہا عجائب مصدر لطف و کرم زیب ممبر جانشیں رحمۃ للعالمیں مقصد دل آشنایان مدعائے عاشقاں آرزوئے اہل عرفاں مطلب اہل یقیں وارث دیں داور عادل شفیع روز حشر حافظ عرش بریں حامی شرع متیں مالک ملک ولایت حاکم عالم پسند بادشاہ صاحب استقلال امیر المومنین عہد تیرا عدل ہے سب ملک تیرا ہے سرور مجرم ماندہ گہیں ہوں ملتفت ہو ناصر (اسی طرح کے چھ اور بند ہیں اور سب میں بارہ بارہ اشعار ہیں)

صنائع بدائع کے بیان میں



صنائع لفظی

صنائع لفظی

اصطلاح	تعریف	مثال	
اشتقاق و شبہ اشتقاق	کلام میں ایسے چند الفاظ لانا جو ایک ہی اصل یعنی ایک ہی اسم یا فعل سے مشتق ہوں اور اصل لفظ کے حروف کی ترتیب بھی اُن سب میں قائم رہے۔ اگر وہ الفاظ ظاہر میں ایک ہی اصل سے مشتق معلوم ہوتے ہوں مگر وہ اصل ایسا نہ ہو اور اُن کے معنی مختلف ہوں تو اسکو شبہ اشتقاق کہتے ہیں۔ جیسے کعبہ اور کعبتین۔	تو میرے حال سے غافل ہے پر اے غفلت کیش اُسے میں چھپ کے دیکھوں ملا وہ غیر کو دیکھے اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہیں جو دل قمار خانہ میں بت سے لگا چکے کبھی زینب کا ہی غم گا دسکینہ کا خیال رشتہ کو راستی کے نہ زنہار چھوڑنا	ترے انداز تغافل میں ہیں غفلت ایسے (ذوق) بھلا یوں ہی بھلا دیکھو تو دیکھا جائے ہے کس سے (رنگین) حیران ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں (غالب) وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے (ذوق) دن جو ڈھلتا ہے تو حسرت سے ڈھلے جاتے ہیں دل (انیس) ہوتا ہے راستی ہی سے انسان رستگار (مولوی اسمٰعیل)
افراد	(لغوی معنی تنہا یا علیحدہ کرنا) لفظ کے حروف علیحدہ علیحدہ کرکے بولنا یا لکھنا جیسے کوئی پوچھے کہ کہاں جاتے ہو اور جواب دیا جائے چ و ک (یعنی چوک)	مدرسہ میں اہل حضر اس نحو سے کہتے تھے کل رہیگا چار سو ستر برس الشاز مانے میں	زود رنج و غصہ ور ہے ترکیب معشوق بیا ہے کی (انشاء) کہ اُسے سر سبز رکھا ہے ع ش ق کا جوڑا (یعنی عشق)

اصطلاح	تعریف	مثال
ایداع	(لغوی معنی ودیعت رکھنا) اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ کسی شخص کا نام کلام میں اسطرح لیا جائے کہ اُس سے کچھ معنی بھی پیدا ہوں[۱]	نام کو اللہ اکبر کیا تیرے توقیر ہے — داخل ہر بانگ ہی شامل ہر تکبیر چشم و چراغ ہند ہی اک وزیر ہے — یعنی جناب عالی ... کیسا وزیر جس کو سعادت علی نے دی — ... منصور ... (اشارہ در مدح نواب سعادت علی خان)
بدیع	وہ علم جس سے کلام کی لفظی اور معنوی خوبیاں دریافت ہوتی ہیں	
براعۃ الاستہلال	(براعت کے لغوی معنی فضیلت اور کمال ہونا اور استہلال بچہ کے رونے کی آواز بوقت ولادت، اصطلاح میں اس سے مراد ہے کہ کتاب کے شروع میں یا کسی قطعہ یا قصیدہ کے ابتدائی اشعار میں ایسے الفاظ لائے جائیں جن سے اصل مطلب پوری طرح ظاہر ہو جائے۔	(۱) ابوظفر بہادر شاہ مرزا غالب سے کسی بات پر ناراض ہو گئے تھے مرزا نے ایک قصیدہ تیار کیا جس کی ردیف لفظ "گرہ" رکھی تاکہ اس سے ناراضی کا اظہار ہو جائے اُس کے مطلع میں بطور براعۃ الاستہلال کے کہا ردیف شعر ازاں کردم اختیار گرہ — کہ از من ست بہ ابروئے شہریار گرہ (۲) انشاء نے جو قصیدہ بادشاہ انگلستان کنگ جارج سوم کی تعریف میں ... جو اُس کا مطلع ہے ؎ بنا اس نور کی نیار کراے پیرہ سمن — کہ ہوا کھانے کو نکلیں گے ... چونکہ انگریزوں کے بادشاہ کی تعریف میں یہ قصیدہ ہے لہذا مطلع ہی میں انگریزوں کی ہوا کھانے کی عادت کا ذکر بطور براعۃ الاستہلال ... (۳) بہر گرفتاری طلسم اخلاص — ہے بحر سخن میں خامہ غواص یہ اُس مقام کا شعر ہے جہاں شاہزادہ تاج الملوک صحرائے طلسم میں اور طلسم کی چیزیں حاصل کرنا چاہتا ہے۔
تجنیس (یا جناس)	تجنیس (عربی میں جناس بین اللفظین) سے یہ مطلب ہے کہ دو لفظ صورت میں مشابہ مگر معنی میں مختلف ہوں اسکی حسب ذیل قسمیں ہیں:-	

[۱] اس میں اور سجع میں یہ فرق ہے کہ سجع عموماً ایک مصرع کا ہوتا ہے جیسے ع ہردم نام محمد کا لے (محمد کا لے کا سجع)، باغ گل ... (محمد حسین کے نام کا سجع ہے) اور صنعت ایداع سے مسلسل نظم میں کام لیا جاتا ہے۔

اصطلاح	تعریف	مثال
تجنیس (یا جناس)	(۱) تجنیس تام - جب دو لفظیں ہر صورت سے (یعنی باعتبار تعداد و ترتیب و اعراب حروف کے) ایک دوسرے کی مشابہ ہوں[1] اس کو تجنیس تام کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں۔	
	(الف) تجنیس تام مماثل - اگر الفاظ متجانس ایک ہی جنس سے ہوں (یعنی دونوں اسم ہوں یا دونوں فعل یا دونوں حرف) اسکو تجنیس تام مماثل کہتے ہیں۔ جیسے آن (ادا) اور آن (وقت کا قلیل حصہ) شانہ (کندھا) اور شانہ (کنگھی)	آدمی کہتے ہیں جس کو ایک پتلا کل کا ہے ۔ پھر کہاں کل اسکو گر کل میں ذرا بگڑی ہوئی (ظفر) (پہلا کل بمعنی پرزوں کا مجموعہ، دوسرا کل بمعنی آرام و اطمینان۔ دونوں اسم ہیں) یوسف سے عزیز کو کئی سال ۔ زندان عزیز میں پھنسایا (مومن) پہلا عزیز بمعنی معزز - دوسرا عزیز بمعنی بادشاہ مصر دونوں اسم ہیں۔
	(ب) تجنیس تام مستوفی - اگر الفاظ متجانس مختلف جنسوں سے ہوں۔ (یعنی ایک اسم دوسرا فعل یا ایک اسم دوسرا حرف وغیرہ) اُس کو تجنیس تام مستوفی کہتے ہیں۔ جیسے مار (اسم) مار (مارنے کا امر) اور پر (حرف) پر (اسم)	خیبر میں کیا گزر گئی روح الامین پر ۔ کاٹے میں کس کی تیغ دو پیکر نے تین پر (انیس) (پہلا پر حرف دوسرا اسم ہے) بھیجی ہی جو مجھ کو شاہ جمجاہ نے دال ۔ ہے لطف و عنایات شہنشاہ پہ دال (غالب) پہلی دال اسم جامد اردو اور دوسری اسم فاعل عربی بمعنی دلالت کنندہ
	(۲) تجنیس مرکب - جب الفاظ متجانس میں ایک مفرد اور دوسرا مرکب ہو اُس کو	

[1] اگر حروف کی تعداد یا ترتیب یا اعراب میں فرق ہوگا تو تجنیس تام نہ رہے گی۔ جیسے رقم و راقم - نبات و بنات - ریش (داڑھی) اور ریش (زخمی) میں تجنیس تام نہیں ہے۔

اصطلاح	تعریف	مثال
تجنیس	تجنیس مرکب کہتے ہیں اس کی بھی دو قسمیں ہیں	
	(الف) تجنیس مرکب متشابہ۔ اگر الفاظ متجانس میں لفظ مرکب اور لفظ مفرد دونوں ایک ہی صورت سے لکھے جائیں اس کو تجنیس مرکب متشابہ کہتے ہیں جیسے پائے زیب (اسم مفرد) اور پائے زیب (مرکب اسم و فعل سے)	نقط موتیوں کی پڑی پائے زیب کہ جس کے قدم سے گہر پائے زیب (دبیر) خالی نہ گیا وار کوئی تیغ دو سر کا ہاتھ اُڑ گئے گر پاؤں بچا سر کوئی سر کا (انیس)
	(ب) تجنیس مرکب مفروق۔ اگر الفاظ متجانس میں لفظ مرکب الگ الگ کر کے لکھا جائے (یعنی دونوں لفظوں کی کتابت میں فرق ہو) اُس کو تجنیس مرکب مفروق کہتے ہیں جیسے جی نے (مرکب) اور جینے (مفرد) سُرخاب (مفرد) اور سُرخ آب (مرکب)	کہا جی نے مجھے یہ ہجر کی رات یقیں ہے صبح تک دیکھی نہ جینے (ذوق) نہ شغل وصل نہ سرخاب ہے تمام اُن کے لہو سے سرخ آب ہے (دبیر)
	(۳) تجنیس مرفو۔ اگر الفاظ متجانس میں ایک لفظ مفرد ہو اور دوسرا لفظ کسی دوسرے کلمے کے جزو سے مرکب ہو کر تجنیس پیدا کرے اس کو تجنیس مرفو کہتے ہیں۔	غل تھا کہ اب مصالحت جسم و جاں نہیں لو تیغ برق دم کا قدم درمیاں نہیں (دبیر) (دوسرے مصرع میں لفظ برق کا قاف دم سے مل کر قدم کا متجانس ہوا) ان سیم بروں کیا تھا سونا معلوم قسمت میں لکھی ہے خاک کم تھا معلوم حاتم افسوس وہی دامروز گذشت فردا کی رہی اُمید سونا معلوم (رباعی حاتم) (پہلا سونا فعل۔ جاگنے کا نقیض۔ دوسرا سونا یعنی معروف دھات۔ تیسرا سونا مرکب سو یعنی پس اور نا حرف نفی سے) اس رباعی کے پہلے مصرعوں میں تجنیس تام مستوفی اور پہلے اور چوتھے یا دوسرے اور چوتھے

تعریف	مثال
	مصرع میں تجنیس مرفو ہے۔ اے عتابت بہ عنایت ہمشکل (غالب)
(۴) تجنیس خطی۔ اگر الفاظ متجانس کی ظاہری صورت ایک ہو مگر نقطوں سے حروف بدل جاتے ہوں اس کو تجنیس خطی کہتے ہیں جیسے زر (سونا) رز (انگور) مشکیں و مسکین وغیرہ۔	منہ غرقِ عرق دیکھ کے خورشید ہوا تر ابرو سے ٹپکتا ہے پڑا تیغ کا جوہر (دبیر) (غرق و عرق میں تجنیس خطی ہے) تلافی ہو گئی عسرت کی عشرت لے قسمت مبدل ہو گئی آسانیوں سے میری دشواری (داغ) (عسرت اور عشرت میں تجنیس خطی ہے) شمیم عیش سے ہے یہ زمانہ عطر آگیں کہ قرص عنبر اگر ہو زمیں تو گرد عبیر (ذوق) (عنبر اور عبیر میں تجنیس خطی ہے)
(۵) تجنیس محرف۔ جب الفاظ متجانس بہ ہمہ وجوہ یکساں ہوں اور فرق صرف حرکات میں ہو اس کو تجنیس محرف کہتے ہیں۔ جیسے شِیر و شیر۔ مُشکیں و مِشکیں۔ سَن و سُن وغیرہ	صدموں میں علاج دل مجروح یہی ہے ریحان ہو یہی روح بھی روح یہی ہے (انیس) مشکیں زلفوں سے مشکیں کسوا دو کالے ناگوں سے مجھ کو ڈسوا دو (نسیم لکھنوی) گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے وگرنہ یاد تھیں ہم کو شکایتیں کیا کیا (احسان) جب تک نہ آب پاک دہانِ نبی پیا اُس شیر کے نہ دل میں خیال آیا شیر کا (ناسخ)
(۶) تجنیس ناقص و زائد (یا مطرف) جب الفاظ متجانس میں صرف ایک حرف کی کمی بیشی ہو۔ خواہ وہ حرف لفظ کے شروع میں آئے یا وسط میں یا آخر میں اس کو تجنیس زائد کہتے ہیں جیسے بات و نبات۔ بال و وبال۔ شر و شور۔ زر و زرہ۔ پیمان پیمانہ نام و نامہ وغیرہ۔ اسی کو تجنیس مطرف بھی کہتے ہیں۔	یوں نہ باتیں چبا چبا کے کرو پھر ان باتوں کو نبات نہیں (ناسخ) کھول کر بال سادہ رو لڑکے خلق کا کیوں وبال لیتے ہیں (میر) ٹپکا کیے زخم ہجر پر اے ترک کیا کریں خالی ہیں تیل سے ترے چہرے کے تل تمام (آتش) سلطنت پر نہیں ہے کچھ موقوف جس کے ہاتھ آئے جام سو جم ہے (درد) میکدے تک محتسب کو میکشو آنے تو دو دیکھ کر پیمانے کو پیماں شکن ہو جائے گا (ناسخ)

اصطلاح	تعریف	مثال
تجنیس۔	(۷) تجنیس مذیل۔ جب الفاظ متجانس میں سے ایک لفظ کے آخر میں بجائے ایک کے دو حرف کی زیادتی ہو اسکو تجنیس مذیل کہتے ہیں جیسے قل و قلقل نیم و نیچہ وغیرہ۔	محفل میں شور قلقل مینائے مل ہوا ۔ لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قُل ہوا (ذوق) مانگ سے اُس کے انگشتی ہی بھیک ۔ مہ کا کاسہ لیے شب تاریک (ذوق)
	(۸) تجنیس مضارع۔ جب الفاظ متجانس کے بعض حروف مختلف ہوں مگر شرط یہ ہو کہ وہ مختلف حروف قریب المخرج ہوں اس کو تجنیس مضارع کہتے ہیں جیسے بتلا و پتلا۔ پرسوں و برسوں ہمزہ و حمزہ وغیرہ ؎	اب مطلب ہمزہ ہمیں خدا کرے سُنائے ۔ حمزہ کی سپر پشت پہ مولا تھے لگائے (دبیر) ہو گئے پرسوں کے برسوں تم نہ آئے کیا سبب ۔ آپنے اچھا کیا وعدہ وفا پچھلے تو ہم (ظفر)
	(۹) تجنیس لاحق۔ جب الفاظ متجانس کے بعض حروف مختلف اور بعید المخرج ہوں مگر اختلاف ایک حرف سے زیادہ میں نہ ہو اُس کو تجنیس لاحق کہتے ہیں جیسے تاک و ناک۔ تنگی و ننگی۔ ظفر و سفر وغیرہ۔ ؎	حقا کہ تھا ظفر کا وسیلہ سفر ترا ۔ نام انکو قلم نے لکھا عرش بریں [illegible] ذوق ہی اسکو خود آرائی سے خود بینی سے شوق ۔ آئینہ زانو پہ ہے زلف معنبر لگا [illegible] غیر کوثر کسی دریا کا میں سیاح نہیں ۔ بیشۂ شیر خدا ہی کہیں سیاح بنا [illegible]

؎ تجنیس خطی اور تجنیس مضارع اور لاحق میں یہ فرق ہے کہ آخری دو تجنیسوں میں (۱) صرف پہلا حرف بدلتا ہے خواہ وہ قریب المخرج ہو یا بعید المخرج [illegible] (۲) الفاظ متجانس میں قافیہ برابر قائم رہتا ہے۔ برخلاف تجنیس خطی کے کہ اس میں (۱) تبدیل حرف ایک سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے اور (۲) الفاظ متجانس [illegible] قافیہ رہنا بھی ضروری نہیں۔ جیسے نر (مقابل مادہ) اور گُرز (کبری) جو ہم قافیہ نہیں۔

؎ بعض لوگ تجنیس لاحق سے یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ اس میں الفاظ دامن دار یعنی دائرہ دار متواتر آئیں جیسے سہ

جانِ جانان و جہان جان و جان و جہان ۔ روح روحانی روان انسی و جانی عیسٰی

اصطلاح	تعریف	مثال
تجنیس۔	(۱۰) تجنیس مکرر سے یہ مطلب ہے کہ مذکورہ بالا اقسام تجنیس کے الفاظ متجانس کلام میں مکرر واقع ہوں۔	علی کا دبدبہ رعب جرات صولت حسن کا حسن حسین حسین کی شوکت (انیس) اس میں تجنیس محرف کی تکرار ہے کبھی ہمت تھی مرتی غذ صرف میں صرف کبھی تھی نحو میں ہر نحو مجھے محویت (ذوق) (اس میں تجنیس تام کی تکرار ہے)
تحتانیہ (یا تحت النقاط)	(دیکھو فوقانیہ یا فوق النقاط)	
ترافق	ایسے چار مصرع کہ جس کو چاہیں مصرع اول دوم سوم وچہارم کرلیں اور مضمون میں کوئی خلل نہ پڑے	مفتون ہوں میں اس شرم وحیا کا دل سے عاشق ہوں میں اس ناز وادا کا دل سے شیدا ہوں میں اس زلف دوتا کا دل سے کشتہ ہوں میں اس طرز وفا کا دل سے (از دریائے لطافت)
ترصیع	جب دونوں مصرعوں کے الفاظ بالترتیب ایک دوسرے کے ہموزن ہوں۔	اے شہنشاہ فلک منظر بے مثل ونظیر اے جہاندار کرم شیوۂ بے شبہ عدیل پانوں سے تیرے لے فرق ارادت اورنگ فرق سے تیرے کرے کسب سعادت اکلیل تیرا انداز سخن شانۂ زلف الہام تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل (نیز دیکھو سجع کی مثال)
ترصیع مع التجنیس	جب الفاظ ہموزن میں رعایت تجنیس کی بھی ہو اس کو ترصیع مع التجنیس کہتے ہیں۔	نہ وہ پہونچا نہ کلائی ہے ہات نہ وہ پہونچا نہ کل آئی ہیہات
تزلزل	جب دو لفظوں میں حرف کی حرکت کے تغیر سے طرح بدل کر ذم ہو جائے اس کو تزلزل کہتے ہیں	جیسے تابدار (چمکدار) اور تاب دار (سولی تک)
تسمیط	(دیکھو مسمط)	
تشریع (یا ذو قافیتین)	(دیکھو ذوقافیتین)	
تصحیف	اس سے یہ مطلب ہے کہ نقطوں کے تغیر سے کوئی دوسرا لفظ بنجائے مگر اس لفظ میں	جیسے عاقل۔ غافل۔ آلو بخارا۔ الو بچارا۔

اصطلاح	تعریف	مثال
	کچھ بُرائی کے معنی نکلیں اور یہی فرق اس میں اور تجنیس خطی میں ہے کہ تجنیس خطی میں بُرائی کے معنی نکلنا ضروری نہیں۔	
تضمن المزدوج	اگر کسی شعر میں علاوہ رعایت قوافی کے کچھ اور الفاظ بھی ہمقافیہ لائے جائیں اس کو تضمن المزدوج کہتے ہیں	اُترے مَلک فلک سے یوسف زمیں سے نکلے ممکن نہیں کہ تجھ سا کوئی کہیں سے [illegible] مراد مَلک اور فلک سے ہے
تعمیہ و تخرجہ	(دیکھو تاریخ)	
تفریع	جب شعر میں جزو صدر کا آخری حرف عجز کے آخری حرف کے موافق ہو اُس کو تفریع کہتے ہیں	ہیہات وہ ساعت بھی عجب تھی کہ جسو قت لائی تھی صبا اُسے پیار [illegible] صدر یعنی ہیہات کا آخری حرف ت ہی اور یہی عجز میں بھی [illegible] آخری حرف ہے۔
تکریر (یا تکرار)	جب کسی شعر میں ایک لفظ کی تکرار کی جائے یعنی وہ لفظ بار بار آئے اس کو تکریر کہتے ہیں	(۱) نے خور بہ شب ماہ کہ اے ماہ این ماہ بسیار بتا بد و نتابد [illegible] (۲) کہ نرگس کی پلک سے تیرے تماشے نے بھپکائی تو وہ گل ہے کہ جس گل کا [illegible]
	کبھی دو یا زیادہ الفاظ کی تکرار کیجاتی ہے	(۳) قطرہ قطرہ آنسو جس کی طوفان طوفان شدت ہے پارہ پارہ دل ہے جس میں تو وہ تودہ [illegible]
	کبھی مکرر الفاظ کے بیچ میں کوئی حرف بھی آجاتا ہے	تازہ بتازہ — نو بہ نو۔
توسیم	(لغوی معنی نشان کرنا) جب قافیہ ایسا رکھا جائے کہ ممدوح کا نام اُس میں آجائے اُس کو توسیم کہتے ہیں۔	جو کچھ کہا ہے تو نے یہ تجھ کو مبارک میں اور میرے سر [illegible] یہ شعر سودا کے اس قصیدہ کا ہے جو نواب بسنت خاں [illegible] ہی اُس کے قافیے نہاں - بہاں - عیاں وغیرہ اسی لئے [illegible] ممدوح کا نام قافیہ میں آسکے۔

اصطلاح	تعریف	مثال
توشیح	جب کچھ اشعار ایسے کہے جائیں جن کے مصرعوں کے ابتدائی حروف سے کوئی نام یا عبارت پیدا ہو اس کو صنعت توشیح کہتے ہیں۔ (نیز دیکھو موشح)	کر چکا جب تمام میں یہ کتاب ـ ایسی تاریخ کا خیال آیا نام ہو ساتھ ایک صنعت کے ـ تاکہ شائع جہان ہو اس کا اس لئے لکھ کے قطعۂ تاریخ ـ رغبت دل سے خوب ذکر کیا یک بیک یہ بصنعت توشیح ـ خوب برجستہ نام اٹھ آیا کتاب "کان تاریخ" کی تاریخ مصرعوں کے ابتدائی حروف جوڑنے سے نکالی ہو اس طرح ک + ا + ن + ت + ا + ر + ی + خ = کان تاریخ ۱۲۸۲
مع الحروف	ایسا شعر یا فقرہ جس میں تمام حروف تہجی آجائیں۔	مظہر فیض و عطا منعم ذی جود و سخا ـ صلح کل مشرب ثابت قدم روز وغا اس میں کل حروف عربی آگئے ہیں۔
رف (یا الحرف)	یعنی نثر یا نظم میں کسی ایک یا زیادہ حروف کے ترک کرنے کا التزام کرنا	صحبتیں جب تھیں تو یہ فن شریف ـ کب کرے جنکی طبعیں تھیں لطیف (میر) اس میں حرف الف نہیں استعمال کیا گیا۔
فا	ایسا شعر یا فقرہ جس کے ایک لفظ کے کل حروف مہملہ یعنی غیر منقوطہ اور ایک لفظ کے سب حروف نقطہ دار ہوں	شہ بلند نسب اب مجھے سبھی دیوے ـ جبین لامع زینت حصول جشن مرام (انشاء) اس میں دوسرا مصرع صنعت خیفا میں ہے یعنی ایک لفظ نقطہ دار اور اسکے بعد کا لفظ بے نقطہ ہے۔
فیتین	ایسا شعر جس میں دو یا زیادہ قافیے ہوں تین قافیوں کی مثال	(۱) جب بر در دل حضرت عشق آن پکارے ـ جاتی رہی عقل اور رہوئے لو دان کنارے گر حسن میں ہمسر ہیں تمہارے مہ و خورشید ـ دن رات یہ کیوں جھکتے ہیں قربان تمہارے کل دورہ مجنوں تھا نیا آج ہیں اپنے ـ نوبت کے تلے بجے بر سر دوراں نقارے (۲) نوز علش گشندہ کہ نر ـ نار تیغش گشندہ کافر (حکیم سنائی) (۱) جب میں نے کہا اور بت خود کام و ہے آ ـ تب کہنے لگا چل بے ادب بد نام پرے کے جا ہو صبح سے عاشق کا ترے حال بہت تنگ ـ معلوم یہ ہوتا ہے کہ تا شام مرے گا گر دیدہ و دل فرش کروں راہ میں جرأت ـ ممکن ہی نہیں جو وہ دلآرام ادھر آ (جرأت) (۲) فیض اور سخا سکینہ محمد و ح ـ فضل او در وفا سفینۂ نوح (حکیم سنائی)

اصطلاح	تعریف	مثال
ذو قافیتین	ذو قافیتین مع الحاجب - جب دو قافیوں کے درمیان کوئی لفظ بطور ردیف کے آئے اس کو ذو قافیتین مع الحاجب کہتے ہیں	(۱) اے شاہ زمیں بر آسماں داری تخت ٭ سست است عدو تا تو کماں داری سخت حملہ سبک آری و گراں داری لخت ٭ پیری تو بدانش و جوانی بہ بخت مضمون صفات قد کا قیامت سے لڑ گیا ٭ قامت کے آگے سرو خجالت سے گڑ گیا پہلے مصرع میں "قیامت" اور "لڑ گیا" دو قافیے ہیں اور دوسرے مصرع میں "خجالت" اور "گڑ گیا" دو قافیے ہیں + ان دونوں کے بیچ میں لفظ "سے" ردیف حاجب ہے (۳) جو نکلے جہاز اُن کا بچکر بھنور سے ٭ تو تم ڈال دو ناؤ اندر بھنور کے "بچکر" اور "سے" پہلے مصرع میں اور "اندر" اور "کے" دوسرے مصرع میں قافیہ ہیں - بیچ میں لفظ بھنور ردیف ہے
ذو لسانین	(لغوی معنی دو زبانوں والا) ایسا شعر یا کلمہ جو دو زبانوں میں پڑھا جائے سلہ	مار مینا (اُردو - یعنی مینا کو مار) ما رمینا (عربی - ہمنے تیر نہیں پھینکا) بہار زندگی برباد کردی ٭ قیامت اے دل آشنا کردی یہ شعر اُردو فارسی دونوں زبانوں میں پڑھا جا سکتا ہے (دیکھو صنائع معنوی جامع اللسانین)
ردّ العجز	یعنی دوسرے مصرع کے دوسرے جزو کا لوٹ کر آنا - اسکی حسب ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں، مگر اُن کے معلوم کرنے کے پیشتر یہ جاننا چاہیئے کہ مصرع	

سلہ بحر الفصاحت میں اس صنعت کو اس طرح پر لکھا ہے کہ ایک ہی شعر میں ایک مصرع ایک زبان میں ہو اور دوسرا مصرع دوسری زبان میں مثلاً
الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا ٭ کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا — پہلا مصرع عربی دوسرا فارسی ہے۔

اصطلاح	تعریف	مثال
ردالعجز۔	اول کے پہلے رکن کو صدر اور آخری رکن کو عروض۔ اسی طرح دوسرے مصرع کے پہلے رکن کو ابتدا اور آخری رکن کو عجز یا ضرب کہتے ہیں اور دونوں مصرعوں میں جو رکن درمیان میں ہو اُس کو حشو کہتے ہیں۔ ردالعجز کی اقسام حسب ذیل ہیں۔	
	(١) ردالعجز علی الصدر۔ یعنی جو لفظ عجز میں ہو وہی صدر میں بھی ہو	
	(الف) تجنیس کے ساتھ۔	دے گھٹا کو نہ مرے دیدۂ تر سے نسبت آبِ میری نہ ہمچشموں میں لیے یار گھٹا (ناسخ) اس میں تجنیس مستوفی ہے۔
	(ب) تکرار کے ساتھ	محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی خدا سے پوچھئے شانِ محمدؐ (گویا)
	(ج) صنعت اشتقاق کے ساتھ	مفرح اپنے شفا خانۂ عنایت سے شتاب بھیج کہ انشا کو جلد ہو تفریح مفرح اور تفریح میں صنعت اشتقاق ہے۔
	(د) صنعت شبہ اشتقاق کے ساتھ	چلپی رنگ کا وہ اپنے دکھا کر عالم ایک عالم کا ہو دل لیکے بغل میں چلپت چلپی اور چلپت میں صنعت شبہ اشتقاق ہے
	(٢) ردالعجز علی العروض۔ یعنی جو لفظ عجز میں ہو وہی عروض میں بھی ہو	
	(الف) تجنیس کے ساتھ۔	بھری تھی دلوں میں زبس اُسکی مانگ بہت دل لئے اُسکی کنگھی نے مانگ (میر حسن) اس میں صنعت تجنیس مستوفی ہے۔
	(ب) تکرار کے ساتھ۔ سلہ	انگڑائی بھی وہ لینے نہ پائے اُٹھا کے ہاتھ دیکھا جو مجھ کو چھوڑ دئے مسکرا کے ہاتھ (نظام رامپوری)

سلہ اسکو صنعت کہنا بیکار ہے کیوں کہ ہر مردّف غزل کا مطلع اسی انداز کا ہوگا۔

اصطلاح	تعریف	مثال
ردالعجز۔	(ج) صنعت اشتقاق کے ساتھ۔	ذرا بھی سامنے میرے اگر عدو بگڑے تو منہ کو دوں ابھی اسکے ہیں ایک [illegible] بگڑے اور بگاڑ میں صنعت اشتقاق ہے
	(د) شبہ اشتقاق کے ساتھ۔	سمجھے شیر آپ کو ہزار غنیم اسکے پر سامنے ہیں مثل غنم (ذوق) غنیم اور غنم میں صنعت شبہ اشتقاق ہے۔
	(۳) ردالعجز علی الابتدا۔ یعنی جو لفظ عجز میں ہو وہی ابتدا میں بھی ہو۔ یعنی مصرع ثانی کا پہلا اور آخر حرف ایک ہی ہو۔	
	(الف) تجنیس کے ساتھ۔	یک بیک گھبرا کے وہ اٹھا پکار مار تیرے سامنے ہو اس گ[illegible]
	(ب) تکرار کے ساتھ۔	وہ بھی دن ہو کہ اس ستمگر سے ناز کھینچوں بجائے حسرت[illegible]
	(ج) اشتقاق کے ساتھ۔	جس طرح ہنسا دیتے کو بیلیوں کے نقل کرتا ہو مسلمان کی [illegible]
	(د) شبہ اشتقاق کے ساتھ۔	عابد زاہد فقیر جوگی صوفی کا بھی ہوگیا صفا[illegible] (درد)
	(۴) ردالعجز علی الحشو۔ یعنی جو لفظ عجز میں ہو وہی حشو میں بھی ہو۔	
	(الف) تجنیس کے ساتھ۔	یہ آفتابی و کرسی خدا کرے فرخ بحق سورۂ والشمس وآیۃ[illegible]
	(ب) تکرار کے ساتھ۔	وصل میں تھا صبح سے بیزار میں ہجر کی شب مجھے ہی [illegible]
	(ج) اشتقاق کے ساتھ۔	تم نے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمیں ہم نے تمہاری یاد میں سب[illegible]
	(د) شبہ اشتقاق کے ساتھ۔	مجھے ڈر ہے نہ پہونچے پہونچیوں کے بوجھ سے صدمہ کہ نازک ہے نہایت ہی ترا اے نازنین [illegible]
	کبھی یہ صنعت اس طرح پر ہوتی ہے کہ مصرع اول کا جزو اول و آخر یکساں اور اسی طرح مصرع دوم کا بھی	آنت شیطان کی ہے اسکی آنت دانت اسکا ہے اسی کا [illegible] لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ جھکاؤ تو سر اس کے [illegible]

اصطلاح	تعریف	مثال
ردالعجز۔	اول و آخر یکساں ہوتا ہے مگر اس کا کوئی خاص نام نہیں ہے۔ کبھی پہلے مصرع کے آخری الفاظ اور دوسرے مصرع کے ابتدائی الفاظ یکساں ہوتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے کے آخری اور تیسرے کے ابتدائی یکساں ہوتے ہیں یعنی مصرع ثانی کا عجز مصرع ثالث کا صدر اور چوتھے مصرع کا عجز پانچویں مصرع کا صدر ہوتا ہے۔	مرحب ہے تو ہم مرحب و عنتر کے کشندہ عنتر کے کشندہ ہیں کہ اژدر کے درندہ اژدر کے درندہ در خیبر کے کنندہ خیبر کے کنندہ صف لشکر کے برندہ لشکر کے برندہ ہیں کہ شمشیر خدا ہیں شمشیر خدا ہیں سپر آل عبا ہیں (دیکھو محافہ)
رقطا	اس صنعت سے یہ مطلب ہے کہ نثر یا نظم کے الفاظ میں ایک حرف بے نقطہ اور ایک نقطہ دار بالترتیب واقع ہو اگر الفاظ میں یہ صنعت ہو کہ ایک پورا لفظ منقوطہ اور دوسرا غیر منقوطہ ہو تو اس کو خیفا کہتے ہیں (دیکھو خیفا)	شہ بلند نسب اب مجتبےٰ سبھی دیوے جبیں لامع زینت حصول جشن مرام (انشاء) اس میں پہلا مصرع رقطا اور دوسرا مصرع خیفا کی مثال ہے۔
سجع	(لفظی معنی کبوتر یا قمری کے گونجنے کی آواز) اصطلاح میں مقفی الفاظ خواہ وہ نظم میں استعمال ہوں یا نثر میں، علی الخصوص آخر فقرہ میں جو برابر اور ہم قافیہ الفاظ آئیں اس کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) متوازی (۲) مطرف (۳) متوازن	(۱) سجع متوازی یعنی ایسے دو لفظ جو حرف روی اور وزن و عدد حروف میں برابر ہوں جیسے تا گل نروید بلبل سخن نگوید (۲) سجع مطرف یعنی ایسے دو لفظ جو حرف روی میں برابر مگر وزن اور عدد حروف میں مختلف ہوں جیسے مال ۔ مثال ۔ خال ۔ خیال ۔ (۳) سجع متوازن یعنی ایسے دو لفظ جو حرف روی میں مختلف مگر وزن اور عدد حروف میں برابر ہوں جیسے مراتب مراسم ۔ رنگ نظم ست خور دستان ثابت اجگر دست نثر ست نہ زندہ یمان دلیل را تا یہ پورا شعر مسجع ہے ۔

اصطلاح	تعریف	مثال
سوال و جواب تنسیق الاعداد	(دیکھو صنائع معنوی) (لغوی معنی اعداد کی ترتیب) یعنی ایک شعر یا چند اشعار میں اعداد کا ذکر کرنا خواہ ترتیب وار یا بے ترتیب۔ کبھی یہ صنعت اس طرح پر ہوتی ہے کہ چند اعداد کا ذکر کر کے انکا مجموعہ بھی دیتے ہیں۔	(۱) ایک دو در شد از سہ حرف شش چار اصل و پنج شعبہ ششش روز و ہفت اختر نُہ قصر و ہشت [حاملہ] (چار اصل سے مراد عناصر اربعہ، پنج شعبہ سے حواس خمسہ، شش روز سے تخلیق کے چھ دن، نُہ قصر سے نو آسمان، ہشت منظر سے آٹھ بہشتیں [مراد ہیں]) (۲) کشتے ہوں ایک ضرب میں دو ہوں کہ چار ہوں ششدر رہے سب کہ موت سے کیونکر دو چار [ہوں] دس عقل دس مقولے دس مدرکات تیسوں تیرے ہی ذکر میں ہیں اے ایک ذات [...] نہ آسمان خورد نہ ساتوں طبق زمین کے روح و حواس خمسہ اور شش جہات [...] بارہ بروج چودہ معصوم چار عنصر ظاہر کر رہا ہیں تیری لاکھوں صفات
شبہ اشتقاق	(دیکھو اشتقاق)	
عاطلہ (یا غیر منقوطہ یا مہملہ)	ایسی نثر یا نظم جسمیں کوئی نقطہ دار حرف نہ ہو۔	ہم طالع ہما مرا دہم رسا ہوا — طاؤس کلک مدح اُو [...] سلسلہ گر کلام کا دا ہو — سامع درد دل کرو [...] دل کو سو سو طرح سرور آود — وہ دلآرام گر ہمارا ہو
فوقانیہ (یا فوق النقاط)	یعنی نثر یا نظم میں ایسے الفاظ لانا جنکے نقطہ دار حروف کے اوپر نقطے ہوں۔ اس کے مقابل میں صنعت تحتانیہ یا تحت النقاط ہو یعنی ایسے الفاظ لانا جن کے نیچے نقطے ہوں۔	مظہر صدق و صفا قدر شناس مردم — معدن عدل و [...] دل گلہ ہر گز نہ کر اُس نرگس سرشار کا — کیا اسے پروا ہو [...] دوسرا مصرع تحت النقاط اور پہلا فوق النقاط کی مثال ہے۔

تعریف	مثال
(لغوی معنی اُلٹنا) اس صنعت سے یہ مطلب ہے کہ حروف الفاظ کی تقدیم و تاخیر میں فرق کر دیا جائے اس کی حسب ذیل قسمیں ہیں:-	
(۱) مقلوب کل۔ جب تمام حروف ایک لفظ کے علی الترتیب اُلٹ دیے جائیں جیسے فرش۔ شرف روح۔ حور۔ مالک۔ کلام۔ فرفر رفرف وغیرہ	جو تو باتوں میں مُکرے گا تو میں جانونگا کہ مجھا مرے جانؔ دل کے مالک نے مرا کلام اُلٹا مجھے مار کیوں نہ ڈالے تری لٹ اُلٹ کے کافر کہ سکھا دیا ہے تجھ نے اُسے لفظ رام اُلٹا سحر ایک ماش پھینکا جو مجھے دکھا کے اُس نے تو اشارہ میں نے تاڑا کہ ہے لفظ شام اُلٹا فقط اس لفافے پر ہے کہ خط آشنا کو پہنچے تو لکھا ہے اُس نے انشا یہ ترا ہی نام اُلٹا جن الفاظ کے اوپر لکیر کھنچی ہے وہ ایک دوسرے کے مقلوب کل ہیں۔
(۲) مقلوب بعض۔ جب حروف کے اُلٹنے میں ترتیب قائم نہ رہے جیسے محروم۔ مرحوم۔ رشک۔ شکر۔ حامی ماحی وغیرہ۔	قوت لوت دین قامع کفر و الحاد حامی شرع نبی ماحی شرک بدعت (ذوق)
(۳) مقلوب مستوی جب کوئی پورا فقرہ یا شعر اُلٹ کر پھر وہی فقرہ یا شعر پڑھا جائے۔	شکر بترازوے وزارت برکش شو ہمرہ بلبل بلب ہر مہوش [illegible]
(۴) مقلوب مجنح (مجنح کے لغوی معنی بازو دار کے ہیں) اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ مقلوب الفاظ شعر کے دونوں بازوؤں یعنی کناروں پر ہوں	ریم سوز اک پدر ہے تو شریر رحم مادر سے اُلٹ نکلا ہو میر (سودا) لفظ ریم و میر چونکہ دونوں کناروں پر ہیں مقلوب مجنح کہلاتے ہیں۔
(۵) مقلوب مکرر (یا مقلوب مزدوج)	صدمۂ فرقت سے تھی اُس کی بتا بے روح آنسوؤں کا آنکھ سے اک دم نہ ٹوٹا تار رات

اصطلاح	تعریف	مثال
	جب الفاظ مقلوب قریب قریب واقع ہوں اس کو مقلوب مکرر کہتے ہیں۔	اس میں حور و روح اور نار و رات جو مقلوب کل ہیں قریب قریب واقع ہیں
قطار البعیر	(لغوی معنی اونٹوں کی قطار) یعنی جو پہلے مصرع کا آخری لفظ ہو وہی دوسرے مصرع کا پہلا لفظ ہو۔	لازم ہی کہ دو مسافروں کا اعزاز اعزاز نہیں تو آؤ اضرار ہی باز (راسخ) جوہر خوب کو درکار ہی آرائش خوب خوب تو آپ کی خوبی سے ہو ٹھہر اگوہر (ذوق)
لزوم مالایلزم	اس صنعت سے یہ مطلب ہی کہ شاعر غزل یا قصیدہ یا کسی دوسری صنف نظم میں اپنے اوپر کوئی ایسی چیز لازم کرلے کہ جس کی ضرورت نہ ہو اسکی متعدد صورتیں ہوسکتی ہیں جنہیں سے چند یہاں لکھی جاتی ہیں۔ (۱) قافیہ میں حرف روی کے پیشتر کسی خاص حرف یا حروف کے لانے کا التزام کیا جائے۔	(۱) خلاکت جیسے کہئے ام الجرائم نہیں ہیتے ایماں پہ دل جس کے قائم بناتی ہے انسان کو جو بہائم مسلی ہیں دل جمع جس کے دعائم (حالی) اس میں قافیہ کا حرف روی "م" ہے جس کے پیشتر الف اور یا لانے کا التزام کیا ہے (۲) شد برقع آں روئے چو مہ زلف شب آسا سُبْحَانَ وَتَدِیْرُ اجْعَلَ اللَّیْلَ لِبَاسًا اس میں الف حرف روی ہے جس کے قبل الف اور سین لانے کا التزام کیا ہے
	(۲) روف تہجی میں سے کوئی خاص حرف یا حروف لایا جائے یا ترک کیا جائے۔	(۱) ترک حرف کی مثال کے لئے دیکھو مثال حذف یا قطع الحرف۔ اور کسی خاص حرف لانے کی یہ مثال ہے۔ (۲) نوجواں کب کیسوئے لبریے ثانی مسیحا لب جان پرور ؟

اصطلاح	تعریف	مثال
لزوم مالایلزم		ثابت ہو کہ رخسار میں او ثا باں ثاقب ہو جو خال یار کا اختر ہو (جلال) اسمیں چاروں مصرعوں کے شروع میں حرف ث کا لانا لازم کرلیا ہے (۲) خورشید سپہر سروری ختم رسل در مسلک عقل رہبر جزو و کل اس میں حرف الف کا ترک لازم کیا ہے ۔
	(۳) کوئی خاص لفظ یا الفاظ شعر یا مصرع میں لائے جائیں ۔	(۱) نوع بشر میں تھے نہاں آتش و باد و آب و خاک عشق نے کر دیے عیاں آتش و باد و آب و خاک تن میں ہمارے جلوہ گر جب نہ تھے تب ادھر ادھر پھرتے تھے مثل بیکساں آتش و باد و آب و خاک (انشا) اس میں ردیف کے الفاظ آتش و آب و خاک و باد پورے قصیدہ میں لازم کیے گئے ہیں (۲) چوں سایہ نہ میستم نہ ہستم بے تو در سایۂ خویشتن گسستم بے تو تا سایۂ وصل برگرفتی ز سرم چوں سایہ بخاک بر نشستم بے تو اس میں لفظ "سایہ" چاروں مصرعوں میں لزوم کے طور پر لایا گیا ہے (۳) پھرتا ہوں تجھ بغیر میں لڑکے دوانہ ہو بہو شہر بہ شہر دہ بدہ خانہ بہ خانہ کو بہ کو والئے نصیب ایک شب اس سے ہوئے نہ آہ ہم دست بدست لب بلب سینہ بہ سینہ رو برو روئے ہیں ہم جو زور کر پہنچے ہیں افلاک چشم تر بحر بہ بحر یم بہ یم دجلہ بہ دجلہ جو بہ جو (جرأت) اس کے مصرع ثانی میں چار چیزوں کے ذکر اور نیز بائے اتصال کا التزام کیا ہے ۔ (۴) جمع آمدہ بر خدمت تو پاس ادریس و مسیح و خضر و الیاس بستہ کمر اس چو حلقۂ قد خم کیخسرو و سام و زال و رستم مرسوم خورش ھمہ زاد و رماں چوں حاتم و معن و سیف و نعمان (خاقانی) اسمیں بھی مصرع ثانی میں چار چار چیزوں کے ذکر کا التزام کیا گیا ہے ۔

اصطلاح	تعریف	مثال
لُغز (یا چیستاں)	پہیلی کو کہتے ہیں یعنی کسی مشہور چیز کا نام پیچیدہ طریقے سے لینا یا دریافت کرنا۔	ہے نصف تو اسم ذات کی سی صورت دن کی صورت نہ رات کی سی صورت کام آوے وہ درد میں جو لکھے انشا تو ہو قلم و دوات کی سی صورت (لفظ آہ کی پہیلی) فارسی بولی آئی نا ترکی ڈھونڈھی پائی نا ہندی کہوں عارسی آئے خسرو کہے کوئی نہ بتائے (آئینہ کی پہیلی)
مبادلۃ الراسین	دو لفظوں کے راس یعنی ابتدائی حروف اول بدل کرنا	(۱) چشمش خیرہ و خشمش چیرہ (قاآنی) اس میں صنعت تجنیس خطی بھی ہے (۲) پیش خواجہ صدر بدر کہ بدر صدر رست بندہ بہ زاد کہ ع زہ یاد کار آرزو پیش ::: سلام با ملامت و ملام با سلامت میرساند و کار بندگی میکند و بارگندگی میکشد ۔ (اعجاز خسروی) (۳) اگر حق نے بخشی ہو عقل نجیبا تو سن مجھ سے تو ایک نقل عجب
متتابع	(لغوی معنی پے درپے آنے والا) اصطلاح میں یہ مطلب ہو کہ بات میں سے بات نکالی جائے اور اسی کی متابعت میں الفاظ برابر ترقی کرتے جائیں، یا ایک سبب سے جو نتیجہ پیدا ہو وہی دوسرے نتیجہ کا سبب ہوتا جائے	بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر میں پانی رواں پانی سے تا دریا ہو اور دریا میں طغیانی زمیں میں تا ہو کان اور کان میں جوہر کانی پے جوہر ہو قیمت اور قیمت کا گرانی تری شمشیر جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو ترے قبضے میں بحر و بر کہ ہو کان پُر زر ہو رکھیں تا عود کو آتش پہ اور آتش کو مجمر میں گل تر تا ہو گلدان میں تر تی ہو گل رہو نافے میں مشک اذفر اور بو مشک اذفر میں صدف میں تا ہو گوہر اور ہو آب گہر ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو شمیم خلق سے تیرے جہاں یک سر معطر ہو (قصیدہ ذوق در مدح ابو ظفر بہادر شاہ)
متلوّن	(لغوی معنی رنگ بدلنے والا) جب کوئی نظم کئی وزنوں میں پڑھی جائے تو	(۱) بیٹھے جہاں میں غیر تیرے کو بلاتے ہو جب دل کو کڑھا کر اور بھی کرتے ہو اس کا ایک وزن ہو مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن دو بار

اصطلاح	تعریف	مثال
	اس کو متلون کہتے ہیں -	اور دوسرا وزن ہے - مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن دوبار - (۲) تم نہ گھبراؤ نہ تہمت سے ڈرو روز مرجانے کی عادت ہے مجھے (نواب یوسف علیخان ناظم) اس کا ایک وزن ہے - فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبار - اور دوسرا وزن ہے فاعلاتن فعلاتن فعلن دوبار - (۳) اے شدہ درخانۂ جاں منزلت خانۂ جاں یافتہ زاں منزلت اے شدہ مہر رُخ تو زین چرخ چرخ ازاں آمدہ در عین چرخ (از مثنوی سحر حلال) اس کا ایک وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان اور دوسرا مفتعلن مفتعلن فاعلان ہے - اس کے علاوہ یہ ذوقافیتین ہے اور قافیہ ثانی میں صنعت تجنیس بھی ہے -
مثلث	اگر رباعی کے پہلے تین مصرع اس طرح لکھے جائیں کہ اُن کے ابتدائی الفاظ سے چوتھا مصرع بن جائے تو اس صنعت کو مثلث کہتے ہیں -	تجھ سا نہیں پیارا کوئی اے رشک قمر محبوب کوئی نہ ہوگا تجھ سے بہتر اے دلبر نازنیں تجھے کہتے ہیں سب تجھ سا نہیں محبوب کوئی اے دلبر (از دریائے لطافت)
محاذ	یہ صنعت مثل ردالعجز علی الصدر کے ہے (جو دیکھنا چاہیے) یہ اس طرح پر ہے کہ مصرع اول کا لفظ آخر مصرع ثانی کا لفظ اول - اسی طرح مصرع ثانی کا لفظ آخر مصرع ثالث کا لفظ اول اور مصرع ثالث کا لفظ آخر مصرع رابع کا لفظ اول ہوتا ہے -	گردن تری شیشہ آنکھ ہے پیمانہ پیمانہ کی طرح چال ہو مستانہ مستانہ ہر ایک روش ادائیں سرشار سرشار نگہ ساقی مے خانہ (جلال) (نیز دیکھو ردالعجز کی آخری مثال) بگذار کہ تا مے خورم و مست شوم چوں مست شوم بعشق پابست شوم پابست شوم بجلی از دست شوم از دست شوم بسست شوم ہست شوم (قاآنی)
محذوف	یہ صنعت مثل متلون کے ہے اور اس طرح پر ہے کہ اگر کسی شعر کے دونوں مصرعوں کے	مجھ کو جدا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا بندہ تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا اس میں کیا فائدہ گر مجھ کو کیا تو نے قتل کچھ بھی انصاف کر اے سرو رواں بہر خدا (از دریائے لطافت)

<table>
<tr><th>اصطلاح</th><th>تعریف</th><th>مثال</th></tr>
<tr><td></td><td>اول یا آخر سے کچھ الفاظ کم کر دئے جائیں تب بھی شعر ناموزوں نہو بلکہ اُس کی بحر بدل جائے۔</td><td>چاروں مصرعوں کے ابتدائی الفاظ "مجھ کو۔ بندہ۔ اسیں۔ کچھ بھی" حذف کرو تو رباعی اس طرح ہوجائے گی۔
سیہ اہوں میں کرو حم بیاں بہر خدا ۔ رُسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا
انصاف کر اے سرو رواں بہر خدا ۔ کیا فائدہ گر مجھ کو کیا تو نے قتل</td></tr>
<tr><td>مُدَوَّر</td><td>ایسا مصرع یا بیت جو ایک دائرہ میں چار یا آٹھ رکن کر کے علیحدہ علیحدہ لکھا جائے اور جس رُکن سے چاہیں پڑھیں تو ایک مصرع یا بیت سے کئی مصرعے یا بیت حاصل ہوں۔</td><td>(۲) جفا نے ۔ ارا دل ۔ ستانا ۔ عجب ہے ۔ پریرو ۔ ترا دل ۔ جلا ہا ۔ غضب ہے
(۱) اسے ۔ ترے ۔ سبھوں میں ۔ بھلا ہے
جس خانہ سے چاہیں پڑھیں شکل (۱) میں ایک مصرع اور (۲) میں ایک بیت پورا ہوگا۔</td></tr>
<tr><td>مربع (یا چہار در چہار)</td><td>یہ بھی شل مدوّر کے ہے مگر فرق یہ ہے کہ اس میں چار خانے طولاً اور چار عرضاً ہوتے ہیں جو مصرع طولاً پڑھا جاتا ہے وہی عرضاً بھی پڑھ سکتے ہیں۔</td><td><table>
<tr><td>کروں کیا</td><td>خفا ہے</td><td>الٰہی</td><td>وہ دلبر</td></tr>
<tr><td>خفا ہے</td><td>وہ مجھ سے</td><td>عبث کیوں</td><td>سمن بر</td></tr>
<tr><td>الٰہی</td><td>عبث کیوں</td><td>خفا ہے</td><td>غضب ہے</td></tr>
<tr><td>وہ دلبر</td><td>سمن بر</td><td>غضب ہے</td><td>ستمگر</td></tr>
</table></td></tr>
<tr><td>مُسَمَّط</td><td>(لغوی معنی موتی یا جواہر سے آراستہ کیا ہوا) اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ کسی غزل یا قصیدہ کے اشعار میں تین تین یا زیادہ سجع یعنی ہموزن فقرے موزوں کئے جائیں [1]</td><td>(۱) ہوئے باندھ کے تکیہ جو گوشہ گزیں وہی بنگئے زمانے میں اہل یقیں
کوئی سلطنت اُس کو پہنچتی نہیں سرو سایۂ بال ہما کی قسم
سنبھل ایسے غرور میں ہو یہ خلل کہ گرے نہ اُلجھ کہیں منھ کے ہی بل
بس اب اس سے بھی آگے تو بڑھ کے نہ چل تجھے نصاعرش علا کی قسم
تجھے صدقہ خدائی کا میرے خدا بہ تصدق رتبہ اہل ہدٰے
نہ کر اپنی عیال سے مجھ کو جدا تجھے نیت صادق و صفا کی قسم</td></tr>
</table>

[1] حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ اعجاز خسروی میں اس صنعت کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ صنعت نظم کے واسطے مخصوص ہے اور اس کی ترکیب یہ ہے (دیکھو صفحہ

اصطلاح	تعریف	مثال
مُسَمَّط۔		(۲) عیداست و پیش از صبحدم مژدہ بخمار آمدہ بر چرخ دوش از جام جم یک نیمہ دیدار آمدہ عید ہمایوں فرنگر سیمرغ زریں پر نگر ابر دے زال زرنگر بالائے کہسار آمدہ[لہ ۵] (خاقانی)

(بقیہ فٹ صفحہ گذشتہ) کہ ایک قافیہ کو اصل قرار دے کے دو دو تین تین دوسرے قافیے درمیان میں لائے جائیں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک لڑی میں دو دو تین تین ہم رنگ جواہر پرو دئیں اور ان کے بعد ایک زمرد یا لعل مختلف رنگ کا ڈالتے جائیں تا کہ حسن بڑھ جائے۔" اس کے بعد کہتے ہیں کہ "چونکہ نثر میں اس تنظیم کی لڑی نہیں ہوتی لہذا یہ صنعت نثر میں نہیں برتی جاتی۔ لیکن اگر کوئی چاہے کہ نثر میں بھی اس کو اختیار کرے تو یہ ناممکن نہیں ہے البتہ اس صورت میں اس کو مسمط نہیں کہیں گے چنانچہ میں اس کا ایک نمونہ پیش کرتا ہوں اور اس جدید صنعت کا نام میں نے اختر رکھا ہے"۔ وہ نمونہ یہ ہے۔

خامہ خسرو شاخ مرجانیست گوہربار۔ مرغیست دانہائے گوہر در منقار۔ شبہ برگوہر اد پردہ دار۔ پردۂ گوہر بافتہ از شب تار۔ در جوانمردی ابر گوہر نثار۔ در تواضع چوں مردم پاک گوہر۔ و آں گوہر کہ از درج دوائم زاید۔ از خزانۂ دریا بروں نیاید۔ اگر غواص قلم یکے از آں نماید۔ ہرگز خندہ از دہان صدف کشاید۔ بردست شاہان نگیں شاید۔ در گوش عروساں زیور چوں من ہوس ایں صنعت در سر آوردم: اندیشہ را در خزائن فلک آوردم۔ از مریخ لعل و از مشتری گوہر آوردم۔ پس وئے بآرائش زیور آوردم۔ حالیکہ منثور مسمط آوردم

ع سمط النثر نام کردش اختر

یعنی خسرو کا قلم مونگے کی ایک شاخ ہے جسمیں موتی جڑے ہوئے ہیں۔ ایک ایسی چڑیا ہے جس کی چونچ میں موتیوں کے دانے ہیں۔ معشوق ہوا اُن موتیوں کا پردہ دار ہے۔ اور وہ پردہ اندھیری رات کے تاروں سے بنا ہوا ہے اور جواں مردی میں ابر گوہر بار اُس پر نثار ہے۔ تواضع میں وہ مثل عالیخاندان شخص کے ہے (۲) وہ موتی جو میری دوات کی صندوقچی سے نکلتا ہے۔ سمندر کے خزانہ سے نہیں نکل سکتا۔ اگر میرے قلم کا غواص ان میں سے کوئی موتی دکھلا دے۔ تو سیپی کا منہ ہنسنے میں کبھی نہ کھلنے پائے۔ ایسے موتی بادشاہوں کے لئے زیبا ہیں۔ اور دلھنوں کے گوشواروں کے لائق (۳) جب مجھ کو اس صنعت کا خیال پیدا ہوا تو تخیل کو آسمان کے خزانوں میں لے گیا۔ مریخ سے لعل اور مشتری سے موتی لایا۔ پھر اس کا زیور بنانے کا خیال ہوا اُسی وقت نثر مسمط تیار کیا اور اُس کا نام اختر رکھا۔")

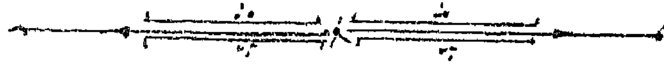
[لہ ۵] حدائق البلاغۃ میں لکھا ہے کہ شعرائے عجم مسجع اس نظم کو کہتے ہیں کہ جس کے ہر بیت میں علاوہ اصلی قافیہ کے تین تین قافیے بطور سجع کے لائے جائیں اور یہی اشعار خاقانی کے مثال میں دئے ہیں چونکہ مسمط کی بھی یہی صورت ہے لہذا یہ اشعار اس موقع پر دے گئے۔

اصطلاح	تعریف	مثال
مشجّر	اس صنعت کو کہتے ہیں کہ چند اشعار اس طرح لکھے جائیں کہ مطلع سیدھا مثل ایک درخت کے تنے کے رہے اور باقی اشعار مثل شاخوں کے مطلع کے ادھر اُدھر لکھے جائیں۔	(از بحر الفصاحت)
معرّب	کسی خاص اعراب مثلاً فتحہ، ضمہ یا کسرہ کا کسی عبارت یا شعر میں التزام کرنا کہ اُسکے سوا کوئی دوسرا اعراب نہ آنے پاوے۔	صُلصُل سُنبُل و گُل و بُلبُل — مجھ کو جو ہوں حصولِ خوبِ بہار (دارالغم) اس میں سوائے یار کے جو قافیہ ہے تمام الفاظ ضمہ سے شروع ہوتے ہیں
مُعمّا	کسی شخص یا چیز کا نام صاف صاف نہیں بلکہ پیچیدہ طریقے سے اشارۃً لفظی یا دلالۃً حرفی سے لینا۔	ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا — سبھی کہیں گر کہ ہے سب کا اُلٹا یہ مہتاب رائے کے نام کا معما ہے۔ ہم کا اُلٹا مہ۔ بات کا اُلٹا تاب اور یار کا اُلٹا رائے قید ہجیدہ خانہ بے ثمرہے — تو بھی صاحب غلام ہے لے

تعریف	مثال
	یہ غلام علی خاں کے نام کا معما ہے اس طرح کہ لفظ قید کی حد یعنی دال کو نکالا تو ق ۱۰۰ سے بچا جس کے ۱۱۰ ہوتے ہیں اور یہی اعداد لفظ علی کے بھی ہیں۔ "خانہ" بے در "خان" ہے لہذا "علی خان" میں جب "غلام" جوڑا تو غلام علی خاں کا نام نکلا۔
ایسے الفاظ جن کے حروف علیحدہ علیحدہ لکھے جائیں۔ جیسے درد، دوا	مقطّع کی مثال ع (۱) رُخ زرد دارم زدوری آں در (۲) اے آدم نادِ داہ دا داہ (گلزار نسیم)
یہ موصل کا مقابل ہے یعنی ایسے الفاظ جن کے حروف ملا کے لکھے جائیں جیسے تیز جنبش وغیرہ۔ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ نے جو صنائع ایجاد کئے ہیں اُن میں ایک وصل الحرفین بھی ہے یعنی ایسے دو حرفی ٹکڑے جو ہمیشہ ملا کر لکھے جائیں۔ جیسے	موصل کی مثال ؎ عشق ہی عشق ہے نہیں ہے کچھ عشق بن تم کہو کہیں ہے کچھ عشق حق ہے کہیں نبی ہے کہیں ہے محمدؐ کہیں علیؓ ہے کہیں (میرؔ) چاکر خاصہ، حاجی شرفانی، سر خدمت، ہر پایت، می مالد، وی گوید۔ کہ بدیں جانب خاطر را، با فرحت قریب می باشد باید کہ گہہ گہہ جانب ما نامہ فرماید (اعجازِ خسروی)
ایسی نظم جسمیں ایک مصرع عربی اور دوسرا مصرع فارسی یا ایک شعر عربی اور دوسرا فارسی ہو۔	اے عشق مجھے ستا ہے آلی سے ملالا ہاں خُلّۃ بیدای و فقاع اللہ تعالیٰ آں تلخوش کہ صوفی ام الخبائش خواند اشھی لنا و احلیٰ من قبلۃ العذارٰ
اگر کوئی شعر اس طرح کہا جائے کہ اس کا آخری لفظ نکال ڈالیں تو دوسری بحر ہو جائے اسکو منقوص کہتے ہیں۔	ہے اُنکو جلانا بھی کو مہر سے چُپ رہ معلوم ہے یہ مجھ کو کہ تیرے سے چُپ رہ کسواسطے اسقدر رہو سے بس بس تو آوے گا اسکے سیر سے ڈپے جب (دازہ بائے لطافت) اس میں لفظ "چُپ رہ" اور "بس بس" اگر نکال ڈالیں تو وزن دوسرا ہو جاتا ہے۔

اصطلاح	تعریف	مثال
		بے رحم جلا نہ جی کو میرے — معلوم ہیں مجھ کو کر تیرے کس واسطے اسقدر ہے تیرے — تو آدے گا ہائے میرے ڈیرے
منقوطہ	ایسے الفاظ لانا جنہیں سب میں نقطے ہوں برخلاف عاطلہ یا مہملہ کے جنکے حروف سب بے نقط ہوتے ہیں۔	آہ کل دل کو ہوا درد کہ رکھا ہم کو — جنبش چین جبین بت چین اس کا پہلا مصرع سب بے نقط اور دوسرا سب با نقط ہے۔
مُوَشّح	ایسے چند اشعار کا مجموعہ جن کے پہلے مصرع یا ہر دو مصرعوں کے ابتدائی حروف کے مجموعہ سے ممدوح یا کسی دوسرے شخص یا چیز کا نام نکلتا ہو۔	(۱) آنکہ می گویم توحید خدا — باد مقبول جناب کبریا احمد و اصحاب و آلش امام — رحمت حق باد از ما والسلام کردہ شد این نسخہ تاریخ و نام — جملہ در ابواب منظومہ تمام (ادبی تاریخ ایران از ...) اس کے پانچ مصرعوں کے ابتدائی حروف یعنی م۔ب۔ ک سے لفظ مبارک بنتا ہے جو شاعر کا تخلص ہے (۲) شمہ جو بیان کیجئے اوصاف اُسکے — جو خوبی ہے دنیا میں لگے ... الطاف و کرم کا جو شمار اُسکے کروں میں — عاری رہیں امواج کو گنگا ... انصاف یہ اب تھا ہوئی سکے ہر کہ فریاد — لایا نہ لبوں پر کوئی غیر از ... دیکھا نہیں یہ حوصلہ جز اُسکے بشر کا — وسعت بھی زمانہ کی حضور اُسکے ... لعل اس کے تئیں بخشنے کنکری ہیں کمتر — ہمت کا جہاں ہیچ ہو بھلا کس ... اسکے مصرعوں کے ابتدائی حروف سے لفظ شجاع الدولہ نکلتا ہے۔
مُوَصّل	(دیکھو مُقطّع)	
موقوف الآخر	ایسے اشعار جن کا ہر قافیہ دوسرے مصرع کا محتاج ہو اور اُسی سے ملتا جائے یہ صنعت حضرت امیر خسرو دہلوی کی ایجاد ہے۔	و حسن ترا کسے نماند۔ الا — خورشید کہ ہر صبح برون آ... خدمت کند و پائے تو بوسد۔ الا — بینی تو بسوئے او چو باد... (...)
مہملہ	(دیکھو عاطلہ)	

اصطلاح	تعریف	مثال
واسع الشفتین	ایسے الفاظ لانا جن کے تلفظ میں دونوں ہونٹھ نہ ملیں	اتنا نہ ہنس دل اُس سے ایسا نہ ہو کہ چنچل لڑنے کو تجھ سے ہو دے تیار ہنستے ہنستے (نظیر اکبرآبادی)
واصل الشفتین	(واسع الشفتین کی ضد) ایسے الفاظ لانا جن کے تلفظ میں دونوں ہونٹھ مل جائیں ۔	میرا ممدوح امیر ابن امیر ابن امیر میں کمربستہ کہیں خادم مدحت پیا (از بحر الفصاحت)



صنائع معنوی

अर्थालंकार

صنائعِ معنوی

اصطلاح	تعریف	مثال
احتجاج بدلیل ادماج[1]	(دیکھو مذہبِ کلامی) ایسے الفاظ لانا جن سے مجموعی طور پر دو معنی حاصل ہوتے ہوں۔ اور تصریح کسی خاص معنی کی نہ ہو۔	(۱) خواہم از دل کشم پیکان تو لیک از دل بر نمی آید مرا (جامی) ایک معنی — میں چاہتا ہوں کہ تیرا تیر دل سے نکالوں مگر وہ دل سے نہیں نکلتا۔ دوسرے معنی۔ میں چاہتا ہوں کہ تیرا تیر دل سے نکالوں مگر یہ میرا دل گوارا نہیں کرتا۔ (۲) مبادا عالمے را جان بر آید گرہ از زلف خود فہمیدہ بکشائے (نظیری) (کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا بھر کی جان نکل جائے لہذا اپنی زلف سے گرہ سمجھ بوجھ کر کھولنا۔ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تمام دنیا کی جان معشوق کی زلف میں بطور گرہ کے بندھی ہے۔ دوسرے معنی یہ کہ معشوق کے

[1] ادماج و استتباع میں یہ فرق ہے کہ استتباع مدح کے لئے خاص ہے یعنی اُس میں ایک مدح سے دوسری مدح پیدا ہوتی ہے اور ادماج عام ہے مدح سے اسکا تعلق ضروری نہیں۔ اور ایہام و ادماج میں یہ فرق ہے کہ ایہام میں ایک لفظ دو یا زیادہ معنی کا حامل ہوتا ہے اور پڑھنے والا اس شک میں پڑ جاتا ہے کہ اس موقع پر کون سے معنی مراد ہے اور یہی شک یا وہم میں پڑ جانا (ایہام) وجہ لطف ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے ادماج میں کوئی شک یا وہم لفظ کے معنی میں نہیں رہتا بلکہ دونوں معنی اپنی اپنی جگہ پر صادق اور درست ہوتے ہیں پڑھنے والے کو اختیار ہے جو چاہے ایک معنی لے یا دونوں (دیکھو استتباع اور ایہام کی تعریف اور مثالیں)

اصطلاح	تعریف	مثال
ادماج		زلف کھولنے سے دنیا بھر کی جان نکل جائے گی) (۳) صحابِ نبیؐ کہ چہار یار اند — چوں چار کتاب در شمار اند در پاکئ شان شک نہ بیہ — زاں چار یکے نداشت عیبے (نعمت اللہ عالی) اس کے چوتھے مصرع میں ادماج ہے ایک معنی تو یہ ہیں کہ اُن چاروں میں کوئی عیب نہیں رکھتا تھا۔ دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اُن چاروں میں معاذ اللہ صرف ایک عیب نہیں رکھتا تھا۔ (۴) بودہ ہمیشہ جانِ من رسم تو بیگنہ کشی — ہیچ نمی کشی مرا من چہ گناہ کردہ ام (کمال اسمٰعیل) (اے میری جان تو ہمیشہ بے گناہ لوگوں کو قتل کیا کرتا تھا۔ مگر مجھ کو نہیں قتل کرتا۔ آخر میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ میں بھی تو بے گناہ ہوں مجھ کو کیوں نہیں قتل کرتا۔) (۵) کیونکر اُس بت سے رکھوں جان عزیز — کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز (غالب) (ایک معنی۔ اگر اس بت سے جان عزیز رکھوں گا تو وہ ایمان لے لیگا جو مجھ کو جان سے زیادہ عزیز ہے لہٰذا اس سے میں جان عزیز نہیں رکھوں گا۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اس بت سے جان عزیز رکھنا ہی ایمان ہے لہٰذا اس سے میں جان عزیز نہیں رکھوں گا۔) (۶) تیرے سروِ قامت سے اک قدِ آدم — قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہیں (غالب) (ایک معنی۔ فتنۂ قیامت تیرے سروقامت سے بہت کم ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ تیرا قد اُسی فتنۂ قیامت سے بنایا گیا ہے لہٰذا وہ اک قدِ آدم کم ہو گیا۔ (۷) ہے ہوا میں شراب کی تاثیر — بادہ نوشی ہے بادہ پیمائی (غالب) بادہ پیمائی۔ ہوا کا پینا یعنی فضول و بیکار کام کرنا۔ اگر بادہ نوشی کو مبتدا اور بادہ پیمائی کو خبر قرار دیں تو یہ معنی ہوں گے کہ ہوا میں شراب کی تاثیر

اصطلاح	تعریف	مثال
	136/40	لہذا شراب پینا بیکار ہے ہوا کھانا چاہئے اسی سے شراب کا لطف حاصل ہوجائے گا اور اگر بادہ نوشی کو خبر اور بادپیمائی کو مبتدا ٹھہرائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ چونکہ ہوا شراب کی تاثیر سے لبریز ہے لہذا ہوا کھانا بھی شراب پینا ہے)
ارسال المثل	(دیکھو ایراد المثل)	
ارصاد (یا تسہیم)	(لغوی معنی گھات میں بٹھانا۔ راستہ میں نگہبان مقرر کرنا) جب کسی شعر میں کوئی لفظ ایسا لایا جائے جس سے یہ معلوم ہوجائے کہ شعر کا قافیہ کیا ہوگا بشرطیکہ حرف ردی پہلے سے معلوم ہو تو اسکو ارصاد کہتے ہیں۔ اردو میں اس صنعت کو قافیہ کا بولنا کہہ سکتے ہیں۔	(۱) اذا لَمۡ تَسۡتَطِعۡ اَمراً فدعۡهُ وَجَاوِزۡهُ اِلیٰ مَا تَسۡتَطِیۡعُ (عمرو بن معدیکرب) (جب تم کو کسی کام کرنے کی قوت نہو تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اور اگر ہو تو پھر بغیر ختم کئے اس کو نہ چھوڑو) اس شعر میں جو صنعت ارصاد کی بہت اچھی مثال ہے لفظ لَمۡ تَستطع پتہ دیتا ہے کہ قافیہ "تستطیع" ہوگا۔ (۲) غالب کا ایک قصیدہ ہے جس کا قافیہ "جام"۔ "تمام"۔ "صیام" وغیرہ ہے اس کے اشعار ذیل میں خط کشیدہ الفاظ بطور ارصاد کے استعمال ہوئے ہیں۔ گر خلق بہ انگشت نما یند مہ نو مارا بکف از ساغر مہ ماہ تمام است نبود وجہے از قیمت حلوا نبود بیش آلات سفالینہ بہائش دو سہ دام است ایمان بدلآویزی گفتار تو داریم مارا چہ اگر نظم نظامی بہ نظام است در بزم ندیم تو اگر تور و پشنگ است در رزم نہ بونی تو اگر رستم و سام است

(۱) اگر لوگ انگلی سے نیا چاند دکھلاتے ہیں تو میرے ہاتھ میں ساغر مے ہو جو ماہ تمام کی مانند ہے۔ اس میں "مہ نو" سے معلوم ہوگیا کہ قافیہ میں "ماہ تمام" آئیگا۔
(۲) شراب حلوے سے زیادہ بیش قیمت چیز نہیں اور مٹی کے برتنوں کی قیمت ہی کیا ہے صرف دو تین پیسے ہوتے ہیں اس شعر میں لفظ "قیمت" اور "بہا" سے معلوم ہوگیا کہ قافیہ "دام" ہوگا۔
(۳) ہم کو تو تیری دلآویز گفتار پسند ہے نظم نظامی کی عمدگی سے ہم کو کیا مطلب۔ اس میں "نظم نظامی" قافیہ "نظام" کا پتہ دیتا ہے۔
(۴) بزم میں تیرے ندیم ایران کے قدیم بادشاہ تور اور پشنگ ہیں اور رزم میں رستم و سام بھی تجھ سے ذلیل و خوار ہوتے ہیں رزم بطور ارصاد کے پتہ دیتا ہے کہ قافیہ سام ہوگا۔

۱۷۳۷

اصطلاح	تعریف	مثال
ارصاد۔		(۳) شنجرفی اُس دوپٹے کے اوصاف کہئے تو لے کر دوات و خامہ شنجرف توڑیے (انشاؔ) اس غزل میں ظرف برف قافیے ہیں لہٰذا لفظ شنجرفی جو ابتدائے شعر میں بطور ارصاد آیا ہے پتہ دیتا ہے کہ قافیہ شنجرف ہوگا۔ (۴) کام کو مشکل دل پر آرزو نے کر دیا یاس کلی ہو چکی تو پھر نہیں اشکال کچھ (ذوقؔ) اس غزل میں بال مال حال قافیے ہیں لہٰذا لفظ مشکل پہلے مصرعہ میں بطور ارصاد قافیہ اشکال واقع ہوا ہے۔ (۵) بچشم عطارد کو نہ سمجھے کبھو اپنا تیرا جو اُٹھا تا ہو قلمدان وزارت (سوداؔ) یہ قصیدہ آصف الدولہ کی تعریف میں ہے جس میں وزارت ردیف اور دیوان و نشان وغیرہ قافیے ہیں۔ اس شعر میں لفظ عطارد سے جو منشی فلک کہلاتا ہے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ قافیہ قلمدان ہوگا۔
استتباع (یا مدح الموجہ)	جب ممدوح کی تعریف ایسے الفاظ میں کیجائے کہ ایک تعریف سے دوسری تعریف ثابت ہو۔	(۱) نَهَبْتَ مِنَ الْاَعْمَارِ مَا لَوْ حَوَيْتَهُ لَهُنِّئَتِ الدُّنْيَا بِاَنَّكَ خَالِدُ (متنبی)[1] (تو نے عمروں کو اتنا غارت کیا یعنی اتنے دشمنوں کی جانیں لیں کہ اگر ان تمام عمروں کا شمار کیا جائے تو دنیا تیرے بقائے دوام کی تجھ کو مبارک باد دے گی) اس شعر کے پہلے مصرع میں ممدوح کی شجاعت کی اس انداز سے تعریف کی ہے کہ دوسرے مصرع میں وہی چیز اُس کے بقائے دوام کی دعا ہو جاتی ہے۔ (۲) زیر ران تیرے ہے وہ توسن چالاک کہ تو پھیر ڈالے ایک دم اسکو جو وقت صف جنگ

[1] یہ شعر عربی کا اس وجہ سے مثال میں دیا گیا کہ بمقابلہ فارسی اور اردو اشعار کے یہ استتباع کی بہترین مثال ہے اور اس کے پڑھنے سے اس صنعت کی اصل کیفیت معلوم ہو جاتی ہے

اصطلاح	تعریف	مثال
استتباع		یوں کرے جست کہ جیسے سرِ میدان نبرد منھ سے اُڑ جائے حریفوں کے ترے خوف سے رنگ (ذوق) پہلے شعر میں ممدوح کے گھوڑے کی تیزی کی تعریف ہے مگر ایسے الفاظ میں کی گئی ہے کہ جس سے دوسرے شعر میں وہی چیز خود ممدوح کی شجاعت کی مدح ہوجاتی ہے۔
استخدام	ایسا لفظ کلام میں استعمال کرنا جس کے دو معنی ہوں۔ اُن میں سے ایک معنی مراد ہوں اور بسبب ضمیر پھرنے کے دوسرے معنی بھی لئے جاسکیں [1]	(۱) تا بہ بزم خویش ما را دادہ است آں سرو بار از نہال قامتش آں زاں شدیم امیدوار (شمس الدین فقیر) (جب سے اس سرو (معشوق) نے اپنی بزم میں مجھ کو حضوری کی اجازت دی ہے میں اس کے نہال قامت سے پھل (فائدہ) کا امیدوار ہوں) لفظ "بار" دو معنی رکھتا ہے (۱) حضوری (۲) پھل۔ مصرع اول میں حضوری کے معنی میں استعمال ہوا اور لفظ "آن" ضمیر کی وجہ سے دوسرے مصرع میں پھل کے معنی پیدا ہوگئے۔ (۲) زبان دے نہ عدو کو کہ یہ تو وہ شے ہے ترے دہن میں رہے یا مرے دہن میں رہے (داغ) اس شعر میں لفظ "زبان" دو معنی میں استعمال ہوا ہے۔ زبان دینے سے مراد وعدہ کرنا ہے اور دوسرے مصرع میں معمولی معنی مراد ہیں۔
استدراک (یا تدارک)	یہ اس طرح پر ہے کہ شاعر پہلے مصرع میں ایسے الفاظ لائے جن سے ہجو کا گمان ہو مگر دوسرے مصرع میں معلوم ہوجائے کہ ہجو نہیں بلکہ مدح ہے (دیکھو تاکید المدح بمایشبہ الذم)	اگر ہے سہو کو کچھ دخل حافظہ میں تو یہ نہ اپنا یاد ہے احسان نہ اور کی تقصیر (ذوق)

[1] استخدام اور ایہام میں فرق یہ ہے کہ گو استخدام میں بھی مثل ایہام کے ایک لفظ سے دو معنی مراد لئے جاتے ہیں مگر استخدام میں پڑھنے والے کو کسی طرح کا شک اُن معنوں میں باقی نہیں رہتا برخلاف ایہام کے کہ اس میں شک رہتا ہے کہ معلوم نہیں قائل نے کون سے معنی مراد لئے ہیں۔

اصطلاح	تعریف	مثال
اطراد	(لغوی معنی پے در پے لانا) اصطلاح میں وہ صنعت مراد ہے جس میں ممدوح کی تعریف اس طرح کیجائے کہ اُس کے آباؤ اجداد کا نام یکے بعد دیگرے کلام میں لایا جائے خواہ آباؤ اجداد سے خود ممدوح تک یا ممدوح سے اُس کے آباؤ اجداد تک۔	(۱) بہار گلشن دین محمد عربی ضیاء چشم علی نور دیدۂ زہرا بہار خرمی خاطر حسین و حسن سرور سینۂ زین العباد شمع ہدی فروغ شمس شبستان باقر و صادق غریب خاک خراساں علی بن موسیٰ (محمد جان الہ آبادی) (۲) منیر شکوہ آبادی امام ہشتم یعنی امام رضا علیہ السلام کی تعریف میں کہتا ہے علی کے نور نظر فاطمہ کے لخت جگر خدا کے نور ریاض رسول حق کے شمیم حضور کے جد امجد ہیں سید الشہدا قتیل جور و مراد صحیح ذبح عظیم مہ سپہر کرم دلبر حسین و حسن چراغ خانہ سجاد واجب التکریم نگاہ دیدۂ حق بین باقر معصوم نہال گلشن صادق امام ہفت اقلیم جناب موسیٰ کاظم ہیں والد ماجد امید گاہ مسیحا و افتخار کلیم (۳) انشا نواب سعادت علی خاں کی مدح میں کیا وزیر جس کو سعادت علی نے دی برہان ملک و آیج و منصور و محتشم اُس سے جلال دین محمد ہے آشکار اسکو کیا ہے حیدر و صفدر نے ذی حشم نواب سعادت علی خاں کے باپ کا نام جلال الدین حیدر اور شجاع الدولہ خطاب تھا وہ ابو المنصور خاں صفدر جنگ کے بیٹے تھے اور برہان الملک سعادت علی خاں صفدر جنگ کے ماموں اور خسر تھے ان اشعار میں صنعت اطراد غیر مرتب ہے برخلاف مثال نمبر (۱) اور (۲) کے کہ اس میں بالترتیب ہے۔
اعتراض	(دیکھو حشو)	
اغراق	(دیکھو مبالغہ)	
ایراد المثل (یا ارسال المثل)	شعر میں کوئی ضرب المثل باندھنا	(۱) شہر بند ہوائے نفس مباش سنگ شہر استخوان سگ لو لو چہ قدر دارد اندر میان بحر گو ہر چہ قیمت آرد اندر شہر (۲) دہان یار سے غنچے کو دعویٰ مثل سچ ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات (۳) سر سر ہو سفاک شہرہ ہے نگاہ یار کا سچ کہا ہے بانڈھ کاٹے نام [illegible]

اصطلاح	تعریف	مثال
		(۴) آنکھیں سینکیں غیر اور اپنا دل مضطر جلے وائے بے دردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے
ایہام (یا توریہ)	ایہام کے لفظی معنی وہم میں ڈالنا اور توریہ کے معنی چھپانا ہے۔ یہ صنعت اس طرح پر ہے کہ کلام میں کوئی ایسا لفظ لایا جائے جس سے سامع تھوڑی دیر کے واسطے وہم میں پڑ جائے یا جس کے معنی قائل نے خفیہ رکھے ہوں ایسے لفظ کے عموماً دو معنی ہوتے ہیں۔ ایک قریب - دوسرے بعید - معنی قریب سے یہ مطلب ہو کہ رعایات کی مناسبت سے سامع اس کو قبول کرے مگر قائل کی مراد اُس سے نہو اور معنی بعید وہ ہیں جن سے قائل کی اصلی مراد ہو اور جو سامع کے ذہن میں بھی تھوڑی دیر تامل کرنے کے بعد آجائیں۔ اسی قریب اور بعید معنی کے لحاظ سے ایہام کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ایہام مجردہ اور (۲) ایہام مرشحہ۔	
ایہام مجردہ	ایہام مجردہ وہ ہے جسمیں معنی قریب کے مناسبات کا کلام میں کچھ ذکر نہ ہو جیسے	(۱) ایسا کوئی طفلی میں نمودار نہ ہوگا ہاتھ ایسا تو جعفر کا بھی تیار نہ ہوگا (انیس) اس شعر میں "تیار" اور "طیار" میں تجنیس صوتی ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا

اصطلاح	تعریف	مثال
		ایہام ہو گیا جعفر کی مناسبت سے پہلے ذہن "طیار" کی طرف منتقل ہوتا ہے مگر تھوڑے تامل کے بعد لفظ "تیار" صحیح معلوم ہوتا ہے (۲) نشہ ہو جسکو محبت کا سبزہ رنگوں کی عجب نہیں جو وہ مشہور سب میں بھنگی ہو (ظفر) بھنگی کے دو معنی ہیں (۱) حلال خور (۲) وہ شخص جو بھنگ پیتا ہو۔ معنی قریب (حلال خور) کی طرف ذہن پہلے منتقل ہوتا ہے مگر اُسکی رعایات کا شعر میں کچھ ذکر نہیں۔
ایہام مرشحہ	وہ ہے جسمیں معنی قریب کے مناسبات کا کلام میں ذکر کیا جائے جیسے	(۱) کعبہ میں جان بلب تھے ہم دوری بتاں سے آئے ہیں پھر کے یارو ابھی خدا کے یہاں سے (امیر) خدا کے یہاں سے پھرنے کے دو معنی ہیں (۱) خدا کے گھر یعنی بیت اللہ سے واپس آنا۔ (۲) مر مر کے جینا۔ یہاں معنی قریب کی مناسبت لفظ کعبہ سے ہے اس لئے ایہام مرشحہ ہے۔ (۲) عالم ہوں علم عشق کا میں کرنہ ہمسری اے عندلیب تو ہے پڑھی بوستاں تلک (ذوق) لفظ بوستاں میں ایہام ہے اس کے دو معنی ہیں (۱) شیخ سعدیؒ کی مشہور کتاب (۲) باغ۔ معنی نمبر (۱) کے مناسبات "عالم" اور "علم" پہلے مصرع میں مذکور ہیں لہٰذا ایہام مرشحہ ہے۔
ایہام تناسب	(یہ گو کہ ایہام کی کوئی مستقل قسم نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق صنعت مراعاۃ النظیر سے ہے لیکن اسمی مشارکت کی وجہ سے اسکا ذکر اسی جگہ کر دیا گیا) ایہام تناسب سے یہ مطلب ہے کہ کلام میں ایسے دو لفظ استعمال کئے جائیں	(۱) گفتے در عاشقی ہم پیشہ را چوں من نمی خواہد خورم گر آب شیریں بیا دم کوہکن آید اس شعر میں "شیریں" کے دو معنی ہیں اور کوہکن ایک ہی معنی رکھتا ہے شیریں کے دو معنی یہ ہیں (۱) معشوقہ فرہاد کا نام اور (۲) میٹھا۔ چونکہ پہلے معنی اور لفظ فرہاد میں ایک مناسبت ہے لہٰذا اس کو ایہام تناسب کہتے ہیں۔

تعریف	مثال
جن میں ایک لفظ کے ایک معنی ہوں اور دوسرے لفظ کے دو معنی ہوں مگر ان دو معنوں میں سے ایک کا تناسب پہلے لفظ کے ساتھ ہو اور اسی تناسب میں ایہام واقع ہو۔ ایک قسم ایہام کی یہ بھی ہے کہ کلام میں ایسا لفظ استعمال کیا جائے جس میں دونوں معنوں کا کچھ امتیاز نہ ہو بلکہ قائل نے فی الحقیقت اُس کو دو معنوں میں مساوی طور پر استعمال کیا ہو اور سامع بھی وہی دو معنی ان سے مراد لے اصلی ایہام کی شان یہی ہے۔ (دیکھو طباق)	(۲) کرباد کہیں چرخ دوں کو کو دے نہ کنوئیں میں باؤلی ہو (نسیم) لفظ "باؤلی" کو جو ایک قسم کا گہرا کنواں ہوتا ہے کنوئیں کے ساتھ مناسبت ہے۔ یہ مراد شاعر کی نہیں ہے بلکہ "باؤلی" کے دوسرے معنی یعنی دیوانی عورت مراد ہے (۳) مجلس کو اشک نظم سے رشک چمن کروں مداحی حسینؑ بوجہ حسن کروں (انیس) اس میں لفظ حسن کے دو معنی ہیں (۱) برادر حضرت امام حسین علیہ السلام کا اسم گرامی (۲) نیک اور خوب۔ پہلے معنی کو لفظ حسین سے مناسبت ہے مگر یہ شاعر کے ذہن میں نہیں ہیں بلکہ دوسرے معنی مراد ہیں۔ اس شعر میں لفظ اشک اور رشک میں صنعت تجنیس لاحق بھی ہے۔ (۴) دریائے حسن یار تلاطم کرے کہیں خواہش ہے اپنے جی میں بھی بوس و کنار کی (امیر) "کنار" کے دو معنی ہیں (۱) کنارۂ دریا (۲) گود۔ پہلے معنی کو لفظ دریا سے مناسبت ہے مگر مقصود دوسرے معنی ہیں (۵) خنجر عشق خون من بیخت بجا کیا ئے تو لائے تو بود گشتم کشتہ شدم برائے تو (قبلی نیشاپوری) "برائے تو" کے دو معنی ہیں (۱) تیری رائے کے مطابق (۲) تیرے واسطے اور دونوں معنی مساوی طور پر لئے جا سکتے ہیں۔
۶ تعریف کی تاکید ایسے الفاظ میں کرنا جو ہجو سے مشابہت رکھتے ہوں یعنی وہ الفاظ بظاہر ذم پر دلالت کریں مگر فی الحقیقت اُن سے مدح کی تاکید ہوتی ہو۔ یا تعریف اس نہج سے کرنا	(۱) گرش شمائل چوں بحر شعر موزون است چراست بحر کفش را عطائے ناموزوں (بخاری) (اگرچہ اس کی تمام خصلتیں مثل شعر کی بحر کے سب موزوں ہیں مگر اسکی ہتھیلی کے بحر (سمندر) کی عطا ناموزوں ہے یعنی اُس کی ہر بات میں موزونیت ہے مگر اُس کی سخاوت میں کوئی موزونیت یا حد نہیں ہے)

اصطلاح	تعریف	مثال
تاکید المدح بمایشبہ الذم	کہ مصرع اول میں تعریف بصورت کلیہ کے کیجائے اور مصرع دوم میں اُس کا مستثنیٰ اس انداز سے بیان کیا جائے کہ بظاہر وہ ذم کی صورت رکھتا ہو مگر دراصل اُس سے مدح کی تاکید ہوتی ہو (نیز دیکھو استدراک)	(۲) ہر آنکہ نام تو بر دل نوشت گشت عزیز مگر درم کہ ز دست تو می کشد خواری (سلمان ساوجی) (جس کسی نے تیرا نام اپنے دل پر لکھا وہ معزز ہو گیا مگر اس کلیہ سے درم مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ تیری سخاوت کی وجہ سے وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے) عدل و انصاف تو شاہا بکمال است ولیک ایں قدر ہست کہ در بذل نداری انصاف (اس میں کوئی شک نہیں کہ عدل و انصاف تجھ میں بدرجہ کمال موجود ہے مگر اس کی کیا وجہ کہ سخاوت و عطا میں تو انصاف سے کام نہیں لیتا) (۳) انصاف یہ اب عہد میں اُس کے ہے کہ فریاد لایا نہ لبوں تک کوئی غیر از جرس و زنگ (سودا) یعنی تیرے عہد میں اتنا کامل انصاف ہے کہ کسی کے منہ سے فریاد نہیں نکلتی۔ البتہ اس کلیہ کے مستثنیٰ جرس اور زنگ ہیں کہ وہ ہمیشہ بجتے رہتے ہیں گویا فریاد کرتے رہتے ہیں۔ (۴) میخانۂ جہاں میں کرم سے ترے نہیں کوئی شکستہ حال بجز تو بہ و خمار (سودا) یعنی دنیا میں تیرے کرم کی وجہ سے کوئی شکستہ حال نہیں ہے البتہ دو چیزیں یعنی توبہ اور خمار کو ہر وقت شکست ہے۔
تاکید الذم بمایشبہ المدح	یہ صنعت مذکورۂ بالا کے برعکس ہے اس سے مطلب یہ ہے کہ کلام میں ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جن سے بظاہر تو مدح معلوم ہو مگر دراصل اُن سے مذمت نکلے	(۱) ہمیشہ خصم تو در سایۂ ہمائے بود ز بسکہ بر سرش از بہر استخواں آید (مختاری) (تیرے دشمن کے سر پر ہمیشہ ہما کا سایہ رہتا ہے کیونکہ وہ اس کی ہڈیاں کھانے کے لئے اُس کے سر پر چکر کھایا کرتا ہے) ہما کا سر پر سایہ رہنا مدح ہے مگر جب وہ ہڈیاں کھانے کے واسطے آئے تو اسے مذمت نکلی۔ (۲) طاعت ما ہم بسوئے آسماں نا میرود روز محشر چوں بعصیاں ہم ترازو می شود (دلہم) (ہماری عبادتیں بھی قیامت کے دن ضرور مقبول ہوں گی مگر اسطرح کہ اُن سے ہمارے گناہوں کا مقابلہ کیا جائے گا) (۳) ہے بہت شیخ کی عظمت ثبات جمع آدم میں لتنے کب ہوں صفات

اصطلاح	تعریف	مثال
تاکید الذم بمایشبہ المدح۔ م		مفتری و دروغی و محتال (میر) پہلے دو مصرعوں میں شیخ کی تعریف ہے مگر تیسرے مصرع میں اُس کی وضاحت کی گئی تو وہی تعریف ذم سے بدل گئی۔ (۴) اسیران قفس پر جب عنایت آپ کرتے ہیں کسی کو ذبح کرتے ہیں کسی کے پر کترتے ہیں (مہر) کسی پر عنایت کرنا قابل تعریف بات ہے مگر اس کی تفصیل جب ذبح کرنے اور پر کترنے سے کی گئی تو وہ مذمت ہوگئی۔
تبلیغ تجاہل العارف (سوق المعلوم مساق غیرہ)	(دیکھو مبالغہ) (لغوی معنی جان بوجھ کر انجان بننا) کسی چیز کی نسبت باوجود علم کے اپنی ناواقفیت ظاہر کرنا تاکہ اکی تعریف میں مبالغہ کیا جائے۔	(۱) عارض است ایں یا قمر یا لالہ حمراست ایں یا شعاع شمس یا آئینۂ دلہاست ایں (جامی) اس شعر میں شاعر نے معشوق کے عارض سے ناواقفیت ظاہر کر کے اس کو چار چیزوں سے تشبیہ دی ہے یعنی قمر۔ لالہ۔ شعاع۔ شمس اور آئینہ۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی تشبیہ سے تعریف میں کس قدر مبالغہ ہوگیا۔ (پوری غزل اسی صنعت میں ہے) (۲) تاللہ یا ظبیات القاع قلن لنا لیلای منکن ام لیلی من البشر (خدا کی قسم اے جنگل کے ہرنوں ہم سے یہ بتلاؤ کہ لیلےٰ تم میں سے ہے یا وہ انسان ہے) اس تجاہل سے کمال حیرت اور عشق ظاہر ہوتا ہے۔ (۳) ہے ستارہ ذوذنب یا رُخ ہے زلف یار میں خال ہے خورشید میں یا تل ہے یہ رخسار میں (ناسخ) اس شعر میں رخ کو ستارۂ ذوذنب سے اور رخسار کے تل کو آفتاب کے دھبہ سے تشبیہ دی ہے۔

اصطلاح	تعریف	مثال
		(۴) موشگافی تو بہت کی نہوا پر معلوم — گیسوؤں میں ہے کمر یا ہیں کمر گیسو (ذوق) یہاں تجاہل تحیر و تعجب کا فائدہ دیتا ہے اور نتیجہ وہی گیسو اور کمر کی تعریف ہے
تدبیج	(دیکھو طباق)	
ترجمہ	کسی مضمون کا ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا مگر شرط یہ ہے کہ یہ ترجمہ لفظی ہو نہ کہ معنوی دوسرے یہ کہ رعایت نظم و موزونیت کا بھی خیال رہے۔	(۱) عشق عصیان است اگر مستور نیست — کشتۂ تیغ زبان مغفور نیست (نظیری) عشق عصیاں ہے اگر مخفی و مستور نہیں — کشتۂ تیغ زبان ناجی و مغفور نہیں (۲) گفتم کہ ز خردی دل من نیست پدید — اندوہ بزرگ تو در دچوں گنجید گفتا کہ ز دل بدیدہ باید نگرید — خرد است بدو بزرگ آسا نتوان دید (ابوالفرج رومی) میں نے جو کہا کہ تو ذرا سا ہے دلا — کیوں کر غم بسیار نے کی تجھ میں جا دل بولا کہ آنکھ کبھی ہے اک ننھی سی شے — اور اس میں سما جاتا ہے دیکھو کیا کیا (جلال لکھنوی) (۳) ترا از کوئے اجل کے فرار خواہد بود — قرار گاہ تو دار القرار خواہد بود ترا بہ تختۂ تابوت در کشند از تخت — گرت خزانہ و لشکر ہزار خواہد بود ترا بہ کنج لحد سالہا بباید خفت — تن تو طعمۂ ہر مور و مار خواہد بود (سعدی) اجل کے کوچہ میں تیرا گذار ہو دیگا — ترا قرار بدار القرار ہوئے گا دھریں گے تجھ کو جنازہ میں تخت شاہی سے — اگر خزانہ و لشکر ہزار ہوئے گا لحد کے گوشہ میں تجھ کو زمیں پہ سونا ہے — بدن ترا خورش مور و مار ہوئے گا (جلال) اگر ایک ہی شعر یا مصرع میں ایک لفظ کے بعد دوسرا لفظ جو اس کا ترجمہ ہو لایا جائے تو اس کو ترجمۃ اللفظ کہتے ہیں جیسے ؎ تیرا ہاتھی ہے فلک، کاہکشاں ہے خرطوم — کان دونوں مہ خورشید ہیں ذنب [illegible] (ذوق) مقصود بالتمثیل سر او پر راس ہے۔ عربی میں سر کو راس کہتے ہیں [1]

[1] کبھی جو لفظ بطور ترجمہ کے استعمال ہوتا ہے اس کے دو معنی ہوتے ہیں ایک تو وہی جو اصل لفظ کے معنی ہوں۔ دوسرے کچھ اور معنی جو شاعر کی مراد ہوتی ہے ؎ چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہرا کے لال کا ٭ گزری شب فراق دن آیا وصال کا (انیس) یہاں لال لفظ ترجمہ ہے مگر مراد شاعر کی دوسرے معنی ہیں یعنی پیارا بچہ۔

اصطلاح	تعریف	مثال
تعجب	کلام میں کسی چیز پر تعجب ظاہر کرنا کسی فائدہ یا غرض سے جو عموماً مدح ہوتی ہے ایسے موقع پر ابتدائے کلام میں الفاظ تعجب مثلاً اللہ اللہ ، اللہ اکبر، اے عجب ، یا للعجب وغیرہ لاتے ہیں ۔	(۱) اے عجب شمشیر خسرو از چہ سبزہ رنگ شد چوں ہمہ سالہ زخون لعل می سازد خورش (کمال اسمٰعیل) اس شعر میں تعجب سے شمشیر کی خونریزی میں مبالغہ مقصود ہے ۔ (۲) نام کو اللہ اکبر کیا ترے توقیر ہو داخل ہر بانگ کے شامل ہر تکبیر ہے (ذوق)
تفریق و تقسیم	(دیکھو جمع و تفریق وغیرہ)	
تلمیح	شعر میں کسی مشہور تاریخی واقعہ قصہ ، یا مسئلہ کی طرف اشارہ کرنا ۔	(۱) چہ حاجت کہ نہ کرسی آسماں نہی زیر پائے قزل ارسلاں (سعدی) اس میں ظہیر فاریابی کے اس شعر کی طرف اشارہ ہے جو اس نے قزل ارسلان کی مدح میں کہا تھا ؎ نہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پا تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلاں دہد اور بادشاہ نے بجائے خوش ہونے اور انعام دینے کے شاعر کو سخت سزا دی تھی ۔ (۲) جیت کر آوے لڑائی جو مہا بھارت کی تو جدھشٹر بھی کرے نذر سر درجودھن (انشاء) اس میں مہا بھارت کی مشہور لڑائی کی طرف اشارہ ہے جو پانڈوں اور کوروں میں ہوئی تھی ۔ راجہ جدھشٹر پانڈوں کا اور درجودھن کوروں کا سردار تھا اور فتح پانڈوں کی ہوئی تھی ۔
تناسب	(دیکھو مراعاۃ النظیر)	
تنسیق الصفات	(لفظی معنی صفتوں کو قاعدہ سے رکھنا) اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ کسی شخص یا چیز کی تعریف متواتر صفتوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے ترتیب کیساتھ بیان کیا جائے ۔	(۱) پاک دنداں ، تیز تگ ، آہختہ گردن ، خرد گوش سخت سُم ، محکم قوائم ، پہن پشت ، آگندہ بال (امیر معزی) اس شعر میں گھوڑے کی آٹھ صفتیں بیان کی گئی ہیں (۲) سنبلہ دم ماہ سم لاغر میاں فربہ کفل طالع شہباز ، اقبال ہما ، اوج عقاب

اصطلاح	تعریف	مثال
تنسیق الصفات		کہکشاں تنگ، آسماں سنگ، ابر سایہ، برق تنگ تیزدم، آتش قدم، گیسو لجام، ابر در رکاب (دبیر شکوہ آبادی) یہ اشعار بھی گھوڑے کی تعریف میں ہیں (۳) خوش خو و خوش خرام و خوش اندام و خوش لگام گل پوش و تیز ہوش دشمن گوش و سرخ نشان (انیس گھوڑے کی تعریف میں) (۴) فیاض حق شناس اولوالعزم ذی شعور خوش فکر بذلہ سنج ہنر پرور و غیور (انیس در صفات رفقائے حضرت امام حسینؑ) (۵) وہ شہنشاہ بہادر شہ کسریٰ انصاف خسرو جم خدم و داور دارا حشمت قوت ملت و دین ماحی کفر و الحاد حامی شرع مبین ماحی شرک و بدعت (ذوق)
توریہ	(دیکھو ایہام)	
توفیق	(دیکھو مراعاۃ النظیر)	
توجیہ	(دیکھو محتمل الضدین)	
جامع اللسانین	(لغوی معنی دو زبانوں کو جمع کرنیوالا) ایسا کوئی فقرہ یا مصرع جو بجنسہٖ یا تبدیل نقاط کے ساتھ دو زبانوں میں پڑھا جاسکے۔ اس کو ذو لسانین بھی کہہ سکتے ہیں (دیکھو صنائع لفظی ذو لسانین)	یار آجائے تو بہتر (اردو) یارا جائے تو بہتر (فارسی) (اے دوست تیری جگہ بہتر ہے) (۲) تازہ شے بہتر (فارسی) بارہ سے بہتر (اردو)
جمع۔ تفریق تقسیم	(الف) دو یا زیادہ چیزوں کو ایک حکم میں جمع کرنا اصطلاح میں جمع کہلاتا ہے	(۱) نشاید یافتن در ہیچ برزن وفا در اسپ و در شمشیر و در زن (۲) بوئے گل، نالۂ دل، دود چراغ محفل جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا (۳) درد دل، زخم جگر، کلفت غم، داغ فراق آہ عالم سے مرے ساتھ چلا کیا کیا کچھ

اصطلاح	تعریف	مثال
جمع تفریق		کیا کہوں تجھ سے کہ کیا دیکھا ہے تجھ میں میں نے ... غمزہ و عشوہ و انداز و ادا کیا کیا کچھ (۴) حسن میں لیلیٰ و عذرا و ایاز و شیریں ... دمن و یوسف وہ جانِ جہاں ساتوں ایک عشق میں وامق و محمود و زلیخا و نل ... قیس و فرہاد ہیں خاک فشاں ساتوں ایک (حسرتؔ) اس قطعہ میں حسن و عشق دونوں چیزوں میں سات سات اشخاص کو ایک حکم میں جمع کیا ہے اس کے علاوہ صنعت لف و نشر غیر مرتب بھی ہے
	(ب) ایک قسم کی دو چیزوں میں فرق ظاہر کرنا تفریق کہلاتا ہے۔	(۱) زین چکد آب وزاں بیارد خون ... مژۂ من کجا و ابر کجا (میر شمس الدین فقیرؔ) اس شعر میں مژہ اور ابر نوع ریزش میں شریک ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ابر سے پانی برستا ہے اور مژہ سے خون۔ (۲) تفاوت قامت یار اور قیامت میں ہے کیا مومنؔ وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے۔ قامت یار اور قیامت میں فرق کسقدر خوبصورتی سے ظاہر کیا ہے۔ (۳) ترے سرو قامت سے اک قد آدم ... قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہیں[۱] (غالبؔ) اس میں بھی معشوق کے قامت اور قیامت میں ایک قد آدم کا فرق نکالا ہے۔
تقسیم	(ج) جب ایک چیز کے چند اجزا یا چند چیزوں کا ایک ساتھ ذکر کریں اور پھر ہر ہر جزو کے ساتھ اُس کے منسوبات بیان کریں تو اس کو اصطلاح میں تقسیم کہتے ہیں[۲]	(۱) دستے کہ گرفتے سر آں زلف چو شست ... پائے کہ رہِ وصل نوشتے پیوست زاں دست کنوں در گل غم دارم پا ... زاں پائے کنوں بر سرِ داغ دارم دست (خاقانیؔ) (ایک زمانہ تھا کہ میرے ہاتھ میں میرے معشوق کی زلف اس طرح رہتی تھی جس طرح جال میں مچھلی۔ اور میرا پاؤں اُس کی راہ میں برابر چلا کرتا تھا، اب اُس ہاتھ کا یہ حال ہے کہ

[۱] اس شعر کے معنی کے لئے دیکھو ادماج مثال (۵)

[۲] صنعت تقسیم اور لف و نشر میں یہ فرق ہے کہ لف و نشر میں تعین متکلم کی طرف سے نہیں ہوتا بلکہ سامع اپنے ذہن سے ہر چیز کے مناسبات کو اُس سے متعلق کر لیتا ہے اور صنعت تقسیم میں خود متکلم مناسبات بتا دیتا ہے۔

اصطلاح	تعریف	مثال
جمع۔تفریق تقسیم		اُس کی وجہ سے غم کی دلدل میں میرا پاؤں پھنسا رہتا ہے اور اس پاؤں کی وجہ سے اب میں دل پر ہمیشہ ہاتھ رکھے رہتا ہوں ۔)
تقسیم مسلسل	یہ بھی تقسیم کی ایک قسم ہے اور یہ اسطرح پر ہے کہ ایک مصرع یا ایک بیت میں چند چیزیں بیان کی جائیں اور پھر دوسرے مصرع یا بیت میں انھیں چیزوں کے مطابق الفاظ لائے جائیں ۔	کوئی ہے کافر، کوئی مسلمان، جدا ہر اک کی ہے راہ ایماں جو اُس کے نزدیک رہبری ہو وہ اس کے نزدیک رہزنی ہے پہلے مصرع میں کافر اور مسلمان کا ذکر کیا اور دوسرے مصرع میں اُنکے مناسب الفاظ رہزنی اور رہبری استعمال کئے ۔ (۲) نظیر حضرت دل کا نہ کچھ کھلا احوال خدا ہی جانے یہ ندرت آب ہی کیا چیز جو سخت ہووے تو ایسا کہ کوہ آہن کا جو نرم ہووے تو برگ گلاب ہی کیا چیز اس قطعہ میں دل کے احوال بیان کئے ہیں ۔ سختی کو کوہ آہن سے اور نرمی کو برگ گلاب سے نسبت دی ہے (۳) کٹ کٹ کے ذوالفقار سے گرتے تھے خاک پر پہونچوں سے ہاتھ، شانوں سے بازو، تنوں سے سر قبضہ سے تیغ، بر سے زرہ، ہاتھ سے سپر برچھی سے پھل، کمان سے زہ، زین سے نبر پہلے مصرع میں جن جن چیزوں کا ذوالفقار سے کٹ کر خاک پر گرنا بیان کیا ان کی تقسیم باقی تین مصرعوں میں کر دی ۔
جمع با تفریق	جب دو مختلف چیزیں ایک حکم میں جمع کیجائیں اور پھر اُنمیں فرق نکالا جائے اس کو جمع با تفریق یعنی جمع اور تفریق کا یکجا کرنا کہتے ہیں ۔	(۱) جائے خصمت چو جائے تست رفیع آنِ تو تخت و آنِ خصمت دار (تیرے دشمن کی جگہ بھی مثل تیری جگہ کے بلند ہے ۔ تیری جگہ تخت اور تیرے دشمن کی جگہ سولی ہے ۔ اس میں ممدوح اور اس کے دشمن کو ایک حکم میں یعنی جگہ کی رفعت میں یکجا کیا ۔ پھر اسمیں فرق ظاہر کر دیا ۔ (۲) نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے اسے تیر قضا اُس کو پر تیر قضا سمجھے

اصطلاح	تعریف	مثال
جمع بالتفریق		(اس میں نگہ اور مژہ دونوں کو بلا خیال کیا ہے اور دوسرے مصرع میں دونوں میں فرق بتلا دیا۔ (۳) غنچۂ دوسوسن کیا ہو شکر احسان بہار وہ زبان بید ہن ہو یہ دہان بے زبان (امیر)
جمع با تقسیم	جب چند چیزیں ایک حکم میں جمع کیجائیں اور پھر ہر ایک کو ایک خصوصیت کیساتھ منسوب کریں تو اس کو جمع با تقسیم کہتے ہیں۔	(۱) بے تو چو شمع کردہ ام خندۂ دگریہ کار خود خندہ بروز ول کنم گریہ بروز گار خود (اہلی شیرازی) پہلے مصرع میں خندہ وگریہ کو جمع کیا ہے اور دوسرے مصرع میں اُنکی علٰحدہ علٰحدہ تقسیم کر دی۔ (۲) روشن ہو انہیں عارض تاباں تو انہیں داغ کیا کم شب فراق سے ہے زلف سیاہ سے (آسخ) اس میں شب فراق اور زلف سیاہ کو ایک حکم میں داخل کیا اور اُن کی علٰحدہ علٰحدہ خصوصیتیں بھی بتا دیں۔ اس شعر میں قابل توجہ یہ بات ہے کہ تقسیم قبل از جمع واقع ہوئی ہے۔ (۳) اک رہا مژگاں کی صف میں ایک کے ٹکڑے ہوئے دل جگر جو تیر دونوں اپنے غمخواروں میں تھے اس میں بھی پہلے مصرع میں تقسیم اور دوسرے میں جمع ہے۔
جمع بالتفریق و تقسیم	جب متعدد چیزیں ایک حکم میں جمع کی جائیں پھر ان کا فرق ظاہر کیا جائے اور اسی کے ساتھ اُن کے مناسبات علٰحدہ علٰحدہ بیان کئے جائیں تو اس کو جمع بالتفریق و تقسیم کہتے ہیں۔	(۱) مجلس دو آتش دادہ بر ایں از حجر واں از شجر ایں کردہ منقل را مقر واں جام را جا داشتہ (خاقانی) (مجلس میں دو قسم کی آگ ہے ایک پتھر کی (یعنی معمولی کوئلے کی آگ) دوسرے نباتی (شراب سے مراد ہے کیونکہ شراب انگور سے بنتی ہے اور انگور ایک درخت کا پھل ہے) اول الذکر کی جائے قرار انگیٹھی ہو اور آخر الذکر کی جام) اس شعر میں دو آگوں کا بطریق ثمرۂ مجلس یکجا ذکر کرنا صنعت جمع ہے پھر اس کی تفریق حجر اور شجر کی صنعت تفریق ہے اور دوسرے مصرع

اصطلاح	تعریف	مثال
جمع با تفریق و تقسیم۔		ہیں دونوں آنکھوں کی جائے قرار کا علحدہ علحدہ ذکر کرنا صنعت تقسیم ہے ان صنعتوں کے علاوہ اس شعر میں لف و نشر مرتب بھی ہے (۲) مری آہ اور تراطرہ ہے سنبل شکل میں لیکن وہ تار سوختہ یہ شاخ سرو جوئباری کی سدا اُس نار سے دوزخ کو ہے امید جلنے کی سدا اس شاخ سے جنت کو خواہش آبیاری کی اس کے پہلے مصرع میں دو چیزوں یعنی آہ اور طرۂ معشوق کو سنبل سے تشبیہ دے کر ایک حکم میں جمع کیا لہٰذا یہ صنعت جمع ہے، دوسرے مصرع میں ان دونوں میں فرق ظاہر کر دیا۔ یہ تفریق ہے اور دوسرے شعر میں ان دونوں چیزوں کے مناسبات بیان کئے۔ یہ تقسیم ہے۔
حُسن تعلیل	(لغوی معنی علت بیان کرنے کی خوبی یعنی جدت) اصطلاح میں یہ مطلب ہو کہ کسی چیز کے وقوع کے واسطے کوئی ایسی علت بیان کی جائے جو واقعی نہ ہو بلکہ اس میں کوئی شاعرانہ جدت و نزاکت پیش نظر رکھی جائے	(۱) تا چشم تو ریخت خون عاشق زلف تو گرفت رنگ ماتم (قاآنی) (چونکہ تیری آنکھوں نے عاشق کا خون بہایا لہٰذا اُس کی سوگواری میں تیری زلف کا رنگ سیاہ ہوگیا۔) معشوق کے بالوں کے سیاہ رنگ کی علت شاعر نے یہ ٹھہرائی کہ معشوق نے عاشق کو جو مار ڈالا اُس کے رنج میں اُنھوں نے ماتمی رنگ اختیار کیا۔ (۲) سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں (غالب) لالہ و گل کے اُگنے کی جو کچھ نیچرل وجہ ہو۔ شاعر کے نزدیک اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ زمین کے نیچے حسین لوگ دفن ہیں اُنھیں کا حسن کبھی کبھی خوبصورت پھولوں کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ (۳) کس کے ہیں زیر زمیں دیدۂ نمناک ہنوز جا بجا سوتے ہیں پانی کے تہِ خاک ہنوز (سودا) زمین کے نیچے جو پانی کے سوتے جاری ہیں اس کی شاعرانہ توجیہ یہ ہے

اصطلاح	تعریف	مثال
ن تعلیل		کسی کے دیدۂ نمناک تہ خاک دفن ہیں (۴) ہر گہہ دو کعبہ گشت کنند و کدام سو زین وجہ مرغ قبلہ نما سخت مضطرب است (سودا در تعریف مسجد) قبلہ نما کی سوئی جو ہر وقت تھراتی رہتی ہے اس کی شاعرانہ وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ چونکہ یہ مسجد بھی بزرگی میں مثل کعبہ کے ہے لہذا اب دو کعبے ہو گئے۔ اب وہ سوئی سخت اضطراب میں ہے کہ کس طرف منہ کرے کعبہ کی طرف یا اس مسجد کی طرف۔
حشو (یا اعتراض)	حشو (یعنی زوائد) سے یہ مطلب ہے کہ کلام میں ایسا لفظ یا الفاظ لائے جائیں جن کے بغیر بھی کلام پورا ہو سکتا ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) حشو قبیح وہ ہے جس سے کلام میں کسی قسم کی عمدگی اور خوبصورتی نہ بڑھے بلکہ کلام کا مرتبہ گر جائے (۲) حشو متوسط وہ ہے جس سے کلام میں حسن و قبح دونوں میں سے کسی کا اضافہ نہ ہو یعنی نہ ترقی ہو نہ تنزل۔ (۳) حشو ملیح ۔ وہ ہے جس سے کلام میں حسن و خوبی بڑھ جائے	از بسکہ بارسنت تو برتنم نشست در زیر منت تو نہانست و مستتر (کمال اسمٰعیل) اس میں لفظ مستتر زائد و بیکار ہے۔ گر بخندم ' دال ' پس از عمر بیست ' گو بد زہر خند در بگریم دال بہر و زیست اگو ید خون گری (انوری) اس میں "پس از عمر بیست" اور "بہر و زیست" بطور حشو یعنی جملہ معترضہ کے واقع ہوئے ہیں اور ان سے کلام کا حسن بڑھ گیا ہے۔
رجوع	یہ صنعت اس طرح پر ہے کہ جو بات کہی جائے وہ آگے چل کر کاٹ دی جائے	(۱) چو ماہ بود و چو سرو نہ ماہ بود و نہ سرو تبا ندار و سرو کرتہ مبند و ماہ (عنصری) ممدوح کو پہلے سرو اور چاند سے تشبیہ دی پھر اپنی بات خود کاٹ دی۔

اصطلاح	تعریف	مثال
رجوع	اور مقصود اس سے مدح میں ترجیح و ترقی ہو	اور کہا کہ یہ غلط ہے کیوں کہ سرو کے پاس قبا کہاں اور چاند کمر کب باندھتا ہے (۲) جیسے یہ صورت و سیرت کرامت حق نے کی ہو وے بجا ہے کہئے ایسے کو اگر اب یوسف ثانی معاذ اللہ یہ کیسا حرف بے موقع ہوا سر زد جو اس کو پھر کہوں تو ہوں میں مردود مسلمانی کدھر اب فہم ناقص لیگیا مجھ کو نہ یہ سمجھا کہ وہ مہر الوہیت ہو یہ ہے ماہ کنعانی (سودا) پہلے شعر میں ممدوح یعنی رسالتآب صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن صورت و سیرت میں حضرت یوسف علیہ السلام سے تشبیہ دی۔ پھر دوسرے شعر میں لفظ معاذ اللہ کہہ کے اپنے کلام سابق سے رجوع یعنی انحراف کیا اور تیسرے شعر میں اسکی وجہ بیان کردی۔
سوال و جواب[1]	یہ صنعت یعنی ایک سوال کرنا اور پھر اسکا جواب دینا۔ کبھی ایک مصرع میں کبھی پورے بیت میں اور کبھی دو بیتوں میں برتی جاتی ہے	(۱) دلدار گفتا کیستی؟ گفتم دعاگوئے شما عزم کجا داری بگو؟ گفتم سر کوئے شما (حافظ) ساری غزل اسی صنعت میں ہے۔ (۲) میں نے کہا کچھ خوف کلکٹر کا نہیں ہے کہنے لگے آجائیں ابھی وہ تو دبک جاؤ میں نے کہا انکار سے پیچھا نہیں چھٹتا کہنے لگے تم جانب میخانہ لپک جاؤ میں نے کہا اکبر میں کوئی رنگ نہیں ہے کہنے لگے شعر اس کے جو سن لو تو پھڑک جاؤ (۳) قاآنی کا حسب ذیل قصیدہ سارا اسی صنعت میں ہے۔ بارد چہ؟ خون کہ؟ دیدہ چساں؟ روز و شب چرا؟ از غم۔ کدام غم؟ غم سلطان کربلا نامش کہ بد؟ حسین۔ ز نژاد کہ؟ از علی مامش کہ بود؟ فاطمہ۔ جدش کہ؟ مصطفٰے چوں شد؟ شہید شد۔ بکجا؟ دشت ماریہ

[1] اس صنعت میں مکالمہ میں فرق یہ ہے کہ اول الذکر میں سوال و جواب دونوں ایک ہی شخص کیطرف ہوتے ہیں اور آخر الذکر میں دو شخصوں کی طرف سے۔

تعریف	مثال
	ـکے؟ عاشر محرم- پنہاں؟ نہ برملا شب کشتہ شد؟ نہ روز- چہ ہنگام؟ وقت ظہر شد از گلو بریدہ سرش؟ نے نے از قفا سیراب کشتہ شد؟ نہ- کس آبش بداد؟ داد کہ؟ شمر- از چہ چشمہ؟ ز سرچشمۂ فنا مظلوم شد شہید؟ بلے- جرم داشت؟ نہ کارش چہ بد؟ ہدایت- یارش کہ بد؟ خدا . . . . خود کرد این عمل؟ نہ- فرستاد نامہ نزد کہ؟ نزد زادۂ مرجانۂ دغا ابن زیاد زادۂ مرجانہ بد؟ نعم از گفتۂ یزید تخلف نہ کرد؟ لا این نابکار کشت حسین را بدست خویش؟ نہ- او روانہ کرد سپہ سوئے کربلا میر سپہ کہ بد؟ عمر سعد- او برید حلق عزیز فاطمہ؟ نہ شمر بے حیا خنجر برید خنجر او را- نہ کرد شرم؟ کرد- از چہ پس برید؟ پیند رفت از قضا بہر چہ؟ بہر آنکہ بود خلق را شفیع شرط شفاعتش چہ بود؟ نوحہ و بکا کس کشتہ شد ہم از پسرانش؟ بلے- دو تن

اصطلاح	تعریف	مثال
سوال و جواب		دیگر کہ؟ نہ برادرد۔ دیگر کہ؟ اقربا دیگر پسر نداشت؟ چرا داشت۔ آنکہ بود؟ سجاد۔ چوں بداد؟ بغم رنج مبتلا ماند او بکربلائے پدر؟ نہ بشام رفت با عز و احتشام؟ نہ با ذلت و عنا تنہا؟ نہ۔ با زنان حرم۔ نام شان چہ بود؟ زینب۔ سکینہ۔ فاطمہ۔ کلثوم بے نوا بر تن لباس داشت؟ بلے۔ گرد رہ گزار بر سر عمامہ داشت؟ بلے چوب اشقیا بیمار بد؟ بلے۔ چہ دوا داشت؟ اشک چشم بعد از دوا غذاش چہ بد؟ خون دل غذا کس بود ہمرہش؟ بلے۔ اطفال بے پدر دیگر کہ بود؟ تب کہ نمی گشت از او جدا از زینت زناں چہ بجا ماندہ بد؟ دو چیز طوق ستم بگردن و خلخال غم بپا گبر ایں ستم کند؟ نہ۔ یہود و مجوس؟ نہ ہندو؟ نہ۔ بت پرست؟ نہ فریاد از ایں جفا قاآنی است قائل ایں شعرہا؟ بلے خواہد؟ رحمت۔ از کہ؟ زحق۔ کے؟ صف جزا
طباق دیا تضاد یا مطابقت[۱]	اس صنعت سے یہ مطلب ہے کہ چند الفاظ جنمیں فی الجملہ تقابل و تضاد واقع ہو کلام میں ایک ساتھ لائے جائیں جیسے	

۱؎ صنعت طباق اور صنعت مقابلہ میں فرق کے لئے دیکھو صنعت مقابلہ۔

اصطلاح	تعریف	مثال
طباق (یا تضاد یا مطابقت)	بلندی و پستی، نیکی و بدی وغیرہ۔ اس قسم کا تقابل خواہ اسم اسم میں یا فعل فعل میں یا حرف حرف میں یا ایک اسم اور ایک فعل میں ہو سکتا ہے۔ طباق کے اقسام حسب ذیل ہیں :-	
	(۱) طباق ایجابی - جب دو متضاد الفاظ استعمال کئے جائیں اور انہیں حرف نفی نہ ہو اس کو طباق ایجابی کہتے ہیں۔ جیسے آیا اور گیا - مرنا جینا وغیرہ -	(۱) فتنہ فرو نشست و نزاع برخاست (گلستاں) (۲) سخنش را مزاج سحر حلال در کمش را خواص بیت حرام (انوری) "حلال" اور "حرام" میں تضاد واقع ہے (۳) گاہ مرتا ہوں گاہ جیتا ہوں آنا جانا ترا قیامت ہے (جرأت)
	(۲) طباق سلبی - جب کہ دو الفاظ ایک ہی مصدر سے مشتق استعمال کئے جائیں جن میں ایک مثبت ہو دوسرا منفی یعنی ان دونوں الفاظ کا تضاد بذریعہ حرف نفی کے دکھلایا جائے اس کو طباق سلبی کہتے ہیں - جیسے ہونا - نہ ہونا جانا - نہ جانا -	(۱) پشت من بشکن و پیمان مشکن خون من میخور و زنہار مخور (کمال اسمٰعیل) یہاں "بشکن" "مشکن" اور "میخور" "مخور" میں طباق ہے۔ (۲) ہونا جہاں کا اپنی آنکھوں میں ہے نہ ہونا آتا نہیں نظر کچھ جاوے نظر جہاں تک (میر) اس شعر میں "ہونا" اور "نہ ہونا" میں طباق سلبی اور "نظر آنا" اور "نظر جانا" میں طباق ایجابی ہے - (۳) دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے ہے ترے تیر کا پیکان عزیز (غالب) "نکلا" اور "نہ نکلا" میں طباق ہے
	(۳) ایک اور قسم طباق کی یہ ہے کہ جب اربعہ عناصر کا ذکر ایک جگہ کیا جائے۔	اے بسوئے بالا چو آتش سوئے پستی ہمچو آب خاک وقت صفی در روز گذر باد وقت صفی در شتاب (عبدالواسع جبلی) (یہ شعر گھوڑے کی تعریف میں ہے شاعر کہتا ہے کہ جب تو بلندی پر جاتا ہے تو آگ معلوم ہوتا ہے اور پستی میں تیری روانی مثل پانی کے ہے آہستگی میں مثل خاک کے ہے اور تیزی میں مثل ہوا کے) یہاں "بالا" "پست" اور

اصطلاح	تعریف	مثال
طباق (یا تضاد یا مطابقت)	(۴) تدبیج ۔ یہ بھی طباق کی ایک قسم ہے اس کے لغوی معنی زینت دینا ہیں اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ کلام میں مختلف رنگوں کا بطریق ایہام یا کنایہ کے ذکر کیا جائے اور رنگوں کی کثرت کی شرط نہیں ۔ ہے البتہ ایک سے زیادہ رنگ ہونا چاہئے اور اُنہیں تقابل بھی ہو	"رنگ" و "شتاب" میں تضاد ہے اور عناصر اربعہ کا ایک جگہ ذکر ہے (۱) ز شمشیر او لعل جائے کمیں زدریکفش زرد روئے زمیں (اسدی طوسی) کمیں گاہ یعنی میدان جنگ اس کی تلوار سے لال ہے اور روئے زمین اس کے ہاتھ کی بخشش کی وجہ سے زرد ہے اس شعر میں "لعل" اور "زرد" میں تقابل ہے) (۲) گل کو ہاں زرد کرے ہے رخ یار کرکے منہ لال لال آتا ہے (امانت) یہاں بھی "زرد" اور "لال" میں تقابل ہے
	(۵) ایہام تضاد ۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ کلام میں دو لفظ ایسے جمع کئے جائیں جن کے ایک معنی میں تو باہم تضاد و تقابل ہو لیکن معنی حقیقی کے اعتبار سے تضاد پایا جائے ۔ (دیکھو ایہام تناسب) [ؔ۵]	(۱) بست شایستہ گر چہ آید خشم طاق ابرو برائے جفتی چشم (سنائی) طاق کے دو معنی ہیں (۱) طاق عمارت (۲) جفت کی ضد اور اسی دوسرے معنی میں تضاد واقع ہے (۲) مجھے زمانہ اپنے حال پر کس طرح سو آئے نوازش برق بھی ہنستی ہے میری بے قراری پر برق کے ہنسنے یعنی چمکنے اور رونے میں کوئی تقابل نہیں لیکن ہنسنے اور رونے کے حقیقی معنوں میں ضرور تقابل ہے
عکس و طرد	اس صنعت سے یہ مطلب ہے کہ کلام کے بعض اجزا میں تقدیم و تاخیر کی جائے اور	

ؔ۵ ایہام تضاد کی یہ تعریف جو اوپر لکھی گئی حدائق البلاغت اور بحر الفصاحت وغیرہ میں اسی طرح درج ہے ۔ میں نے مناسب نہ جانا کہ اس کو رد و بدل کیا جائے ۔ مگر میری ناچیز رائے میں اسکی اصلی تعریف وہی ہے جو ایہام تناسب کی ہے ۔ فرق صرف تناسب اور تضاد میں ہو جاتا ہے پس ایہام تضاد کی یہ تعریف ہے کہ کلام میں ایسے دو لفظ استعمال کئے جائیں جنمیں ایک لفظ کے ایک معنی اور دوسرے لفظ کے دو معنی ہوں اور ان دو معنوں میں سے ایک معنی دوسرے لفظ کے معنی کے متضاد واقع ہوں مثلاً ۔ ع جب گھٹا آتی ہے ایک رنج بڑھا جاتی ہے ۔ لفظ گھٹا کے دو معنی ہیں (۱) "ابر" اور (۲) "بڑھا" کی ضد ۔ پہلے یہ وہم ہوتا ہے کہ شاید قائل نے متضاد معنوں میں استعمال کیا ہو مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں بلکہ ابر کے معنی میں ہے ۔ اسی "وہم" (یا ایہام) سے اس کو ایہام تضاد کہہ سکتے ہیں ۔

اصطلاح	تعریف	مثال
عکس وطرد-	یہ تقدیم وتاخیر کبھی دو لفظوں میں کبھی دو نقروں میں اور کبھی ایک ہی بیت کے دو مصرعوں میں ہوتی ہے	
	(۱) لفظوں میں تقدیم وتاخیر	استادہ آب میں یہ روانی خدا کی شان ——— پانی میں آگ آگ میں پانی خدا کی شان (انیس تلوار کی تعریف میں) باقی ساقی جو کچھ ہو لے لے ——— ساقی باقی شراب دیدے (گلزار نسیم)
	(۲) نقروں میں تقدیم وتاخیر	گلا کٹوا مرے لیلے کے بھرلے دل کہاں یہ دن کبھی گردن ہو خنجر پر کبھی خنجر ہو گردن پر (امیر مینائی)
	(۳) مصرعوں میں تقدیم وتاخیر-	دلبر جانان من، برد دل وجان من ——— برد دل وجان من، دلبر جانان من (حافظ) پوری غزل اسی صنعت میں ہے یہ گھر گو کہ میرا ہے تیرا نہیں ——— پر اب گھر یہ تیرا ہے میرا نہیں (میر حسن) بے محبت نہیں لے ذوق شکایت کے مزے ——— بے شکایت نہیں لے ذوق محبت کے مزے خفا کیوں صنم ہے نہیں بھید کھلتا ——— نہیں بھید کھلتا خفا کیوں صنم ہے (ظفر) ساری غزل اسی صنعت میں ہے [1]

[1] صنعت عکس کے لئے یہ ضروری ہے کہ الفاظ کی تقدیم وتاخیر سے معنی میں کوئی جدت اور خوبی پیدا ہو ورنہ محض الفاظ کی اُلٹ پلٹ ایک لفظی گورکھ دھندے سے زیادہ نہ ہوگی۔ یہ صنعت فارسی میں بہت لطف اور کامیابی سے برتی جاتی ہے مثلاً اس شعر میں ؎ کرمے داری و داری درمے ؛ درمے داری و داری کرمے ؛ ۔ خالی لفظوں کی اُلٹ پھیر نہیں ہے بلکہ دو مصرعوں میں دو علٰحدہ علٰحدہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلے مصرع میں کہتا ہے کہ سخاوت کے ساتھ خدا نے تجھ کو دولتمند کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس صفت کا ظہور تجھ میں کیوں کر ہوتا۔ یعنی سخی کے لئے دولتمند ہونا لازمی ہے۔ پھر دوسرے مصرع میں کہتا ہے کہ دولت کے ساتھ خدا نے تجھ کو صفت سخاوت سے بھی متصف کیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو تیری دولت سے دوسروں کو کیا فائدہ پہنچتا یعنی دولت کا بہترین مصرف دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے پھر حافظ کے مذکورہ بالا شعر میں گو دونوں مصرعوں میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہے مگر غور کرنے سے بڑا فرق معلوم ہوتا ہے۔ پہلے مصرع میں جو بطور جملہ خبریہ کے ہے شاعر صرف اسقدر کہتا ہے کہ میرا معشوق میرا دل وجان لے گیا مگر دوسرا مصرع تقدیم خبر کی وجہ سے بہت مؤثر اور زور دار ہو گیا۔ کیونکہ خبر میں ایک قسم کی فجائیت پیدا ہو گئی اور معنی یہ ہو گئے کہ لو میرا معشوق میرا دل وجان جو اپنا ناز تھا وغیرہ وغیرہ بیک نظر اڑا لے گیا اور میں منہ دیکھتا رہ گیا۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں میں کتنا فرق ہے۔

(بقیہ دیکھو صفحہ آئندہ)

اصطلاح	تعریف	مثال
غلو	(دیکھو مبالغہ)	
قول بالموجب	جب ایک لفظ کے معنی خلاف مراد قائل کے لئے جائیں تو اس کو قول بالموجب کہتے ہیں یہ بھی ذو معنیین کی ایک قسم ہو	(۱) رقیب گفت کہ افتادہ ام مرا بردار — دعاش کردم و گفتم خدات بردارد بردار کے یہاں دو معنی ہیں (۱) ہاتھ پکڑ کر اٹھانا (۲) کنایۃً موت دینا رقیب نے پہلے معنی مراد لئے تھے مگر شاعر نے دوسرے معنی میں اسکو سمجھا۔ (۲) آنکھ لگتی ہے تو کہتے ہیں کہ نیند آتی ہو — اپنی جو آنکھ لگی چین نہیں خواب نہیں (داغ) آنکھ لگنے کے دو معنی ہیں (۱) نیند آنا (۲) عاشق ہونا۔ لوگوں کا قول جو پہلے معنی میں بیان کیا ہے شاعر نے اس کو دوسرے معنی میں لیا۔
لف و نشر	اس کے لفظی معنی لپیٹنے اور پھیلانے کے ہیں۔ اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ پہلے چند چیزیں خواہ مجمل یا مفصل طور پر ایک ترتیب سے بیان کیجائیں (جسکو لف کہتے ہیں) اس کے بعد وہی چیزیں یا اُن کے منسوبات اُسی ترتیب سے یا دوسری ترتیب سے پھر بیان کیے جائیں (اس کو نشر کہتے ہیں) اگر ملفوف و منشور کی ترتیب مطابق ہو تو لف و نشر مرتب کہلاتا ہے اور اگر مخالف ہو تو پھر اس کی دو قسمیں ہیں (۱) یا ترتیب معکوس ہوگی تو اُس کو معکوس الترتیب کہتے ہیں (۲) یا ترتیب	

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گذشتہ) برخلاف اس کے ظفر کے مذکورۂ بالا شعر میں دونوں مصرعوں میں کوئی فرق نہیں ہے البتہ میر حسن اور آزاد کے شعروں میں دو باتیں بطور دو علٰحدہ علٰحدہ مضمونوں کے بیان کی گئی ہیں اور بہت خوب ہیں۔

اصطلاح	تعریف	مثال
لف ونشر	مختلف ہوگی تو اس کو مختلط الترتیب کہتے ہیں اور یہ دونوں قسمیں لف ونشر غیر مرتب کہلاتی ہیں۔	
	(الف) لف ونشر مرتب۔ یعنی جس میں مناسبات کی ترتیب لف کی ترتیب کے موافق ہو۔	(۱) چوں جود وجلال وہنر وطبع وکف او ابر وفلک واختر ودریا ومطر نیست سلہ (غضائری) (۲) ابرو نے مژہ نے نگہ یار نے یارو بے رتبہ کیا تیغ کو خنجر کو سناں کو (سودا) ابرو کے مناسب تیغ، مژہ کے مناسب خنجر، نگاہ کے مناسب سناں ہے (۳) آتش وآب وباد وخاک نے لی وضع سوز ونم ورم وآرام (غالب) آتش کے مناسب سوز، آب کے مناسب نم، باد کے مناسب رم، خاک کے مناسب آرام ہے
	کبھی چند لف ونشر اس طرح جمع کئے جاتے ہیں کہ ایک کا نشر دوسرے کا لف ہوجاتا ہے یا یوں کہئے کہ ایک لف کے دو نشر ہوتے ہیں۔	(۱) بروز نبرد آں یل ارجمند بشمشیر وخنجر بگرز وکمند برید ودرید وشکست وببست یلاں را سر وسینہ وپا ودست (فردوسی) (۲) نیاز فجر ومغرب ہے یہ عاشق کی کہ اٹھ اٹھ کے بلائیں اس رخ وگیسو کی صبح وشام لیتا ہے (ظفر) فجر کے مناسب رخ اور مغرب کے مناسب گیسو ہے۔ پھر رخ کے مناسب صبح اور گیسو کے مناسب شام ہے
	(ب) معکوس الترتیب۔ یعنی جس میں مناسبات کی ترتیب لف کی ترتیب سے بالکل الٹی ہو۔	(۱) آن دہن وزلف وقد مستقیم راست بگویم الف ولام ومیم دہن کا مناسب میم، زلف کا مناسب لام، قد کا مناسب الف ہے۔ (۲) دل را فراغ میدہد ودیدہ را فروغ دیدار آفتاب وشان وشراب صبح (فغانی) آنکھوں کا فروغ آفتاب وشوں کے دیدار سے اور دل کا فراغ صبح کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔

سلہ مثالوں پر نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ مقابلہ سے لف، ونشر کی ترتیب یا غیر ترتیب کا حال معلوم ہوجائے۔

اصطلاح	تعریف	مثال
لف و نشر	(ج) مختلط الترتیب ۔ یعنی جسمیں مناسبات کی ترتیب لف کی ترتیب سے مختلف ہو۔	(۳) کبھی جو زلف اُٹھا وے تو منھ نظر آوے اسی امید پہ گزری ہے صبح و شام ہمیں زلف کے مناسب شام، منھ کے مناسب صبح ہے۔ (۱) افروختن و سوختن و جامہ دریدن پروانہ ز من شمع ز من گل ز من آموخت (۲) در باغ شد از قد و رخ و زلف تو نایاب گلبرگ تری سرو سہی سنبل سیراب (۳) رخ و جبین و مژہ نیز چشم ابرو کو سنان و بدر و مہ و نرگس و ہلال کہا تن و دل و لب و دنداں کو دے کے فکر سے عقیق و سیم و در و سنگ کی مثال کہا ذقن کو چاہ زنخداں کو گوش و گردن کو صراحی سیب و گل و چشمۂ زلال کہا (نظیر اکبر آبادی)
۵ [1] مبالغہ (یا غلو اغراق تبلیغ)	کسی شخص یا چیز کی تعریف یا مذمت اس حد تک کرنا کہ سننے والے کو یہ گمان ہو کہ اُس وصف یا ذم کا کوئی اور مرتبہ باقی نہیں ہے مبالغہ کی باعتبار عقل و عادت سے قریب یا بعید ہونے کے تین قسمیں ہیں (۱) تبلیغ (۲) اغراق (۳) غلو۔ (الف) تبلیغ ۔ اُسے کہتے ہیں جب کسی امر کا ایک حد تک پہنچانا عقل و عادت دونوں کے نزدیک ممکن ہو۔	(۱) بدو گیم بر کنار ز تیمار روزگار تا داشت روزگار ترا از کنار ما (یعنی جب تک زمانہ نے تجھ کو ہماری آغوش میں رکھا اسوقت تک ہم زمانے کے جھگڑے بکھیڑوں سے علیحدہ تھے) یہ بات یعنی جب تک معشوق کا وصال

[1] یہ وہ صنعت ہے جو شاعری اور سائنس، اور شاعری اور تاریخ کے درمیان ایک حد فاصل ہے اگر اس صنعت سے کام نہ لیا جائے، خیال اپنی جولانی چھوڑ دے واقعات جوں کے توں بیان کیے جائیں، تو کلام سچا اور امر واقعہ ضرور ہوگا لیکن روح شاعری اُس سے نکل جائے گی اُسوقت کلام خواہ نظم ہو یا نثر ایک خالی رنگ کا پھول ہے بے خوشبو۔ یہی وہ صنعت ہے جسمیں تخیل کو پرواز کا اور فضائے غیر معلوم کی سیر کا موقع ملتا ہے اور تخیل شاعری کی روح رواں ہے۔

طلاح	تعریف	مثال
لغہ (یا غلو ت۔ تبلیغ)		آدمی شاد کام رہے اسوقت تک وہ دنیا کے بکھیڑوں سے بھی آزاد رہے بہت کم نظر آتی ہے مگر پھر بھی عقل و عادت دونوں کے نزدیک محال نہیں ہے (۲) پہونچے ہم آرزوئے وصل میں نزدیک بہ مرگ سو بھی ہے مشکل ملاقات بہت دور ہمیں (سودا) یعنی وصل کی آرزو میں قریب بمرگ ہو جانا شاذ و نادر ہوتا ہے مگر ہو سکتا ہے۔
	(ب) اغراق۔ اسے کہتے ہیں جب کسی امر کا ایک حد تک پہونچانا عقل میں تو آتا ہو مگر از روئے عادت محال ہو	(۱) مارا بکام خویش بدید و دلش بسوخت دشمن کہ ہیچ گاہ مبا داد بکام ما (عرفی) (یعنی عشق میں ہماری ایسی حالت ہو گئی ہے کہ دشمن کو بھی ترس آتا ہے) یہ از روئے عادت ناممکن مگر از روئے عقل ممکن ہے (۲) گرگ نے دورِ عدل میں اس کے سیکھ لی راہ و رسم چوپانی (مومن) یہ بات بھی از روئے عادت ناممکن ہے مگر از روئے عقل ممکن ہے
	(ج) غلو اُسے کہتے ہیں کہ جس بات کا دعویٰ کیا جائے وہ از روئے عادت و عقل دونوں کے ناممکن ہو۔	(۱) سبک تگے کہ نگردد ز سم او بیدار گرش بیفتد بر پشت چشم خفتہ گذار (مختاری) (یعنی گھوڑا ایسا سبک قدم ہے کہ اگر کسی سوتے ہوئے شخص کی آنکھوں پر اس کا قدم پڑ جائے تو وہ شخص سوتا ہی رہے) (۲) صواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہاں یگانہ ایزد دادار بے نظیر و ہمال وگرنہ ہر دو ببخشیدے او بروز جزا امید بندہ نماندے بایزد متعال (در مدح سلطان محمود) (اچھا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں جہان ایک ساتھ پیدا نہیں کئے وگرنہ ممدوح دونوں کو بخشد یتا اور پھر قیامت کے دن بندہ کا تعلق اللہ تعالے کیساتھ باقی نہ رہتا) (۳) ہے اس آفت کا سبک سیر کہ اک اُسکا حاضری کھائے جو کلکتہ تو لندن میں ٹفن (انشا) حاضری اور ٹفن کے درمیان عموماً پانچ چھ گھنٹے کا فاصلہ ہوتا ہے اور یہ عقلاً و عادتاً دونوں طرح محال ہے کہ گھوڑا کلکتہ سے لندن تک اتنی دیر میں پہنچ جائے۔ ہوائی جہاز بھی آجکل اتنا فاصلہ کم سے کم چھ سات دن میں طے کرتا ہے

اصطلاح	تعریف	مثال
مبالغہ۔		(۴) جو ”چے“ نکلے زباں سے چین میں تو لام لندن میں سوار اُس سے ذرا چل کہہ کے دیکھے اُس کی جولانی سمجھ کر موقلم کو تازیانہ صاف اُڑ جائے مرقع میں اگر کھینچے اُسے بہزاد یا مانی (قدر بلگرامی)
محتمل الضدین (توجیہ)	اس کو ذوجہتین بھی کہتے ہیں اس سے یہ مطلب ہے کہ کلام میں دو مختلف بلکہ متضاد معنوں کا احتمال ہو سکے۔	(۱) اے خواجہ ضیا شود ز روے تو ظُلَم باطلعت تو عیش نماید ماتم (رشید الدین وطواط) (جناب آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کے روشنی تاریکی ہو جاتی ہے (یا تاریکی روشنی ہو جاتی ہے) اور آپ کی صورت کی زیارت سے عیش رنج ہو جاتا ہے (یا رنج عیش ہو جاتا ہے) اس شعر میں ایک معنی ذم پر دوسرے مدح پر دلالت کرتے ہیں۔ (۲) مانوس طبع جس سے ہو یار بے حبیب کی ہو جائے کاش شکل مری اس رقیب کی (جرأت) دوسرا مصرع دو معنوں پر محتمل ہے (۱) میری شکل رقیب کی ہو جائے تاکہ معشوق مجھ سے محبت کرنے لگے (۲) رقیب کی شکل میری ایسی ہو جائے تاکہ معشوق اُس سے نفرت کرنے لگے (۳) ع۔ ہست در اصلت بلندی بے خلاف (رشید الدین وطواط) یہ مصرع تعریف میں ہے مگر جب اس طرح پڑھیں ع ہست در اصلت پلیدی بے خلاف ۔ تو مذمت ہو جائے گی۔ (دیکھو ہجو ملیح)
ملح موجّہ	(دیکھو استتباع)	
مذہب کلامی (یا احتجاج بدلیل)	اگر کلام دلیل و برہان پر مشتمل ہو تو اس صنعت کو مذہب کلامی کہتے ہیں کیونکہ دلیل و برہان سے کام لینا اہل کلام کا طریقہ ہوا، اگر کلام قیاس ہی تمثیل پر مشتمل ہو تو اس کو مذہب فقہی کہتے ہیں	

طلاح	تعریف	مثال
کلامی -	مذہب کلامی کو دعویٰ بادلیل اور مذہب فقہی کو دعویٰ با تمثیل سمجھنا چاہئے ۔	
	(الف) مثال مذہب کلامی	(۱) ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما (حافظ) (یہ شعر ایک منطقی قضیہ کی صورت میں ہے ۔ پہلا مصرع یعنی وہ شخص جس کا دل عشق سے زندہ ہو کبھی نہیں مر سکتا ۔ بطور کلیہ کے ہے اور جزیہ محذوف ہے ۔ یعنی ہمارا دل عشق سے زندہ ہے ۔ لہذا نتیجہ یہ نکلا (دوسرا مصرع) کہ ہمارا دوام جریدہ عالم پر ثبت ہے یعنی ہم کبھی نہیں مریں گے ۔ (۲) اگر عدم سے نہ ہو ساتھ فکر روزی کا تو آب و دانہ کو لے کر گہر نہ ہو پیدا (سودا) اس شعر کی منطقی صورت یہ ہے کہ اگر عدم سے روزی کی فکر نہ ہوتی تو اپنے ساتھ موتی آب و دانہ کو لیکر نہ پیدا ہوتا ۔ لیکن وہ آب و دانہ لیکر پیدا ہوتا ہے لہذا روزی کی فکر عدم سے ساتھ ہوتی ہے (۳) درخور قہر و غضب جب کوئی مجھ سا نہ ہوا پھر غلط کیا ہے کہ مجھ سا کوئی پیدا نہ ہوا (غالب) اس کی بھی صورت ایک منطقی قضیہ کی ہے جسمیں کلیہ محذوف ہے اور وہ یہ ہو کہ جب کسی کا کوئی مقابل نہیں ہے تو وہ یکتا ہے اور پہلا مصرع جزئیہ ہے یعنی میرا مقابل مصائب دنیوی برداشت کرنے میں کوئی نہیں ہے ۔ لہذا نتیجہ نکلا (جو دوسرے مصرع میں ہے) کہ میں یکتا ہوں ۔ واضح رہے کہ حافظ کے مذکورۂ بالا شعر میں جزئیہ محذوف ہے اور اس شعر میں کلیہ ۔
	(ب) مثال مذہب فقہی ۔	(۱) فارسی کی مثال کے لئے دیکھو صنعت ترجمہ کی مثالوں میں ابوالفرج رونی کی رباعی اور جلال لکھنوی کا اردو ترجمہ) (۲) دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا آسمان آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا (ذوق) دعویٰ یہ ہے کہ چھوٹوں کو اللہ بڑائی دیتا ہے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کیلئے

اصطلاح	تعریف	مثال
مذہب کلامی۔		کوئی دلیل نہیں لاتے بلکہ تمثیل لاتے ہیں کہ دیکھو آنکھ کا تل کتنی چھوٹی سی چیز ہے مگر اللہ تعالیٰ نے کتنی بڑی عظمت اس کو دی ہے کہ آسمان ایسی عظیم الشان چیز اُسمیں سما جاتی ہے۔ (۳) لطافت بے کثافت جلوہ آرا ہو نہیں سکتی چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا (غالب) پہلے مصرع میں دعوی کیا گیا کہ کوئی لطیف چیز بغیر کسی کثیف یعنی مادی چیز کی شرکت کے ہماری نظر میں نہیں آسکتی اسکی کوئی دلیل نہیں پیش کی گئی بلکہ تمثیل دی گئی (جو دوسرے مصرع میں ہے) کہ بادِ بہاری یعنی بہار کو دیکھو ایک لطیف چیز ہے اس کا ظہور صرف اُسی وقت ہوتا ہے جب چمن میں گل بوٹے ظاہر ہوتے ہیں گویا بہار ایک لطیف آئینہ ہے اور چمن اسکی مادی صیقل ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک آئینہ میں صیقل نہو گی کوئی چیز اُسمیں نظر نہ آوے گی
مراعات النظیر[۵]	اس کو تناسب۔ توفیق تلفیق بھی کہتے ہیں اور معمولی بول چال میں یہی صنعت ضلع جگت کے نام سے مشہور ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام میں ایسے الفاظ جمع کیے جائیں جن کے معنی میں ایک دوسرے کے ساتھ ایک نسبت واقع ہو مگر یہ نسبت تضاد تقابل کی نہو۔	(۱) اَصَحُّ وَاَقْوٰی مَا سَمِعْنَاہُ فِی النَّدٰی مِنَ الْخَبَرِ الْمَاْثُوْرِ مُنْذُ قَدِیْمٖ اَحَادِیْثُ یَرْوِیْھَا السُّیُوْلُ مِنَ الْحَیَا عَنِ الْبَحْرِ عَنْ کَفِّ الْاَمِیْرِ تَمِیْمٖ (ابن رشیق) (اخبار ماثورہ جو بخشش کے بارے میں ہیں اُن میں سب سے صحیح تر اور قوی تر خبر جو زمانہ قدیم سے اب تک ہم کو پہنچی ہے وہ حدیثیں ہیں جو سیل (بہاؤ) مینھ کے پانی سے، مینھ کا پانی سمندر سے اور سمندر امیر تمیم کی ہتھیلی سے روایت کرتے ہیں۔) یہ شعر امیر تمیم کی مدح میں ہے اور اس میں دو چیزوں کے مناسبات [illegible]

[۵] ایہام تناسب کے لیے جو صنعت مراعاۃ النظیر کی ایک قسم ہے دیکھو ایہام۔

اصطلاح	تعریف	مثال
ة النظیر		ہوئے ہیں۔ (۱) مناسبات علم حدیث اور (۲) مناسبات آب۔ علم حدیث کے مناسبات یہ ہیں۔ صحت، قوت، ساعت، خبر اثور، احادیث، روایت، اور مناسبات آب یہ ہیں۔ سیل، میا، اور بحر۔ ایک بلیغ نکتہ ان اشعار میں یہ ہے کہ جس طرح علم حدیث میں آخری راوی کا مرتبہ اس سے قبل کے راوی کے مرتبہ سے کمتر ہوتا ہے یعنی چھوٹا اپنے بڑے سے حدیث نقل کرتا ہے اسی طرح یہی تناسب بخشش کی روایت میں بھی قائم رکھا ہے یعنی بخشش کی روایت سیل نے مینھ کے پانی سے سنی جو اس کی اصل ہے۔ مینھ کے پانی نے یہی روایت سمندر سے سنی جو اس کی اصل ہے اور سمندر نے اسی روایت کو ممدوح کی ہتھیلی سے سنا جو سب کی اصل ٹھہری۔ مختصر یہ کہ کف ممدوح بخشش اور عطا کی اصل ہے۔ (یہ عربی شعر مثال میں اس لئے دیا گیا کہ صنعت مراعاۃ النظیر کی ایک کامل مثال ہونے کے علاوہ اس میں مبالغہ اور طرز بیان نہایت ہی لطیف ہے) (۲) یار گندم گوں اگر میل کرے نیم جو ہر دو عالم در نگاہ ما نیرزد یک عدس (حافظ) (اگر ہمارا گندمی رنگ معشوق ہم سے آدھے جو کے برابر بھی محبت کرتا تو دونوں عالم ہم کو ایک مسور کی دال سے بھی چھوٹے نظر آتے۔ گندم، جو، عدس یہ سب رعایتیں ہیں۔ (۳) بہرام روز کوشش و ناہید روز بزم برجیس روز بخشش و خورشید روز بار (مسعود سعد) (اپنے ممدوح کی نسبت کہتا ہے کہ لڑائی کے دن وہ بہرام یعنی مریخ ہے۔ بزم میں زہرہ ہے بخشش کے دن مشتری ہے اور دربار کے وقت وہ آفتاب ہے۔ چاروں سیاروں کے نام بطور رعایت استعمال ہوئے ہیں۔ (۴) جبین والفجر ہے واللیل گیسو معنبر ہے خط رخ سورۂ یوسف ہے اُنکے مصحف رخ میں (خواجہ وزیر)

اصطلاح	تعریف	مثال
مراعات النظیر		مصحف کی رعایت سے سورۂ والفجر، واللیل اور یوسف کا ذکر کیا گیا۔ (۵) رو پر ہے رخش عمر کہاں دیکھئے تھمے۔ نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں (غالبؔ) عمر کی تشبیہ گھوڑے سے دی ہے اور اُسی کی مناسبت میں الفاظ رو، رخش، تھمے باگ اور رکاب استعمال ہوئے ہیں۔
مزاوجہ	اس صنعت میں دو معنی بطور شرط و جزا کی دونوں مصرعوں میں ظاہر کئے جاتے ہیں اس طور پر کہ جو امر پہلے مصرع میں بیان ہوتا ہے وہ تبدیل الفاظ کے ساتھ دوسرے مصرع میں بھی بیان کیا جاتا ہے۔	(۱) چوں ترا بینی شود لطفت مبدل با عتاب چوں ترا نیم شود صبرم بدل با اضطراب (۲) جب رات بھی دراز ملاقات کم ہوئی ملنے کے دن جو آئے تو پھر رات کم ہوئی (۳) اچنبھا ہے اگر چپکا رہوں مجھ پر عتاب آوے دگر قصہ کہوں دل کا تو سنتے اسکو خواب آوے (دیرؔ)
مشاکلہ	لفظی معنی ہمشکل ہونا۔ اصطلاح میں مراد یہ ہے کہ دو لفظ ایسے استعمال کئے جائیں جو صورت میں ایک ہوں مگر معنی علیحدہ رکھتے ہوں۔	(۱) جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ (قرآن مجید) (بدی کا بدلہ بدی یعنی عذاب ہے) (۲) لب سوال سزاوار بخیہ بیشتر است عبث بخرقہ خود بخیہ می زند درویش (صائبؔ) (فقیر اپنے خرقہ کو ناحق بخیہ کرتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے ہونٹوں کو سی لے یعنی کسی سے سوال نہ کرے) یہاں لفظ بخیہ ہر دو مصرع میں بصورت مشاکلہ واقع ہوا ہے جس سے خاموشی میں مزید اہتمام مقصود ہے۔ (۳) میں وہ رونیوالا چلا ہوں جہاں سے جسے ابر ہر سال روتا رہے گا (دیرؔ) ابر کے برسنے کو رونے سے تعبیر کیا ہے۔
مقابلہ[۱]	جب کسی شعر میں دو یا زیادہ معنی جو ایک دوسرے کے ضد اور مخالف نہوں یکجا بیان کئے جائیں اور بعد اس کے پھر دو ایسے معنی بیان کئے جائیں جو علی الترتیب	(۱) مخالفان[۱] تو[۲] مردود[۳] چوں جواب[۴] خطا[۵] موافقان[۱] تو[۲] مقبول[۳] چوں سوال[۴] صواب[۵] (خاقانیؔ) اس شعر میں مصرع ثانی کے تمام الفاظ نمبر وار مصرع اول کے الفاظ کے مقابل واقع ہوئے ہیں۔ (۲) چہرۂ مہروش ہے ایک سنبل مشکفام دو حسنِ بتاں کے دو ہیں ایک سحر دو شام دو

[۱] بعض لوگ اس کو صنعت طباق کی ایک قسم سمجھتے ہیں اور بعض اس کو ایک علحدہ صنعت خیال کرتے ہیں۔

طلاح	تعریف	مثال
بلہ ۔ ۵	ایک پہلے کی اور ایک دوسرے کی ضد ہو تو اس کو صنعت مقابلہ کہتے ہیں۔ ضد اور ایک دوسرے کے مخالف نہ ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ وہ باہم تناسب بھی ہوں اگر ان میں تناسب پایا جائے گا تو وہ صنعت مراعاۃ النظیر ہو جائے گی۔ بس یہی فرق صنعت مقابلہ اور مراعاۃ النظیر میں ہے اور طباق اور مقابلہ میں یہ فرق ہے کہ اول الذکر میں کوئی ترتیب و تناسب کی ضرورت نہیں۔ صرف معنی کا تقابل و متضاد ہونا ضروری ہے جیسے مرنا، جینا، سونا، جاگنا وغیرہ اور مقابلہ میں علاوہ تقابل و تضاد کے معنی کا تناسب ہونا بھی لازمی ہے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہوگا (نیز دیکھو طباق کی مثالیں)	پہلے مصرع میں چہرہ اور سنبل کی مناسبت سے سحر و شام لائے اور چونکہ سحر کے مقابل شام ہے لہذا یہ صنعت مقابلہ ہے ۔ (۳) دنیا بھی عجیب بزم فانی دیکھی ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی جو آکے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی (انیس) اس میں "جوانی" اور "بڑھاپا" اور "آکے نہ جائے" اور "جا کے نہ آئے" میں دوہرا تقابل ہے ۔ (۴) ہے ازل سے روائی آغاز ہو ابد تک رسائی انجام (غالب) اس شعر میں بھی مثل مذکورہ بالا فارسی شعر کے تمام الفاظ میں علی الترتیب تقابل و تضاد ہے جیسا کہ نمبروں سے ظاہر ہے ۔
	اس سے یہ مطلب ہو کہ کسی شخص یا چیز کے عیوب اور صفات ذمیمہ کا بیان مبالغہ آمیز اور مذاقیہ الفاظ میں کیا جائے۔ یہی چیز اگر بجائے الفاظ کے نقشے یا تصویر سے ظاہر کی جائے تو ایسی تصویر کو کارٹون کہتے ہیں ۔	(اردو مثالوں کے لئے دیکھو سودا کی متعدد ہجویں) (۱) بدہن نان خواجہ چوں بُردم خواجہ گفتا کہ آہ من مُردم گفتمش خواہ میر و خواہ ممیر کہ من ایں لقمہ را فسرد بُردم (کمال اسمٰعیل) (۲) شخصے بد ما بخلق می گفت ما از بد او نمی خراشیم ما نیکی او بخلق گفتیم تا ہر دو دروغ گفتہ باشیم (کمال اسمٰعیل)

براؤن صاحب نے اپنی ادبی تاریخ ایران میں یہ قطعہ اس طرح پر لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے بہتر کوئی مہذب اور متین (بقیہ دیکھو آئندہ)

اصطلاح	تعریف	مثال
ہجو ملیح	کسی شخص یا چیز کی ہجو ایسے الفاظ میں کرنا جن سے بظاہر کوئی ہجو نہ معلوم ہوتی ہو بلکہ ایک قسم کی تعریف نکلتی ہو۔ ہجو ملیح کو محتمل الضدین کی ایک قسم خیال کرنا چاہئے (دیکھو محتمل الضدین کی توجیہ)	(۱) وارد احمد نگر ایک ہیں مرد عزیز — فہم ہیں سر تا قدم اور بے تمیز (سودا) دوسرا مصرع ہجو ملیح ہے مطلب یہ ہے کہ بالکل نافہم اور بے تمیز ہیں۔ (۲) عدالت ان دنوں ایسی بڑھائی ہے زمانہ نے — کہ شمشیر و گلو پیتے ہیں ایک ہی گھاٹ پر پانی (منیر شکوہ آبادی) عدالت کی تعریف میں یہ مثل ہے کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں مگر شمشیر اور گلو کا ایک گھاٹ پانی پینا انتہا درجہ کا ظلم اور اندھیر کی علامت ہے۔ لہذا شعر کے ظاہری معنی سے مدح معلوم ہوتی ہے مگر در اصل ہجو ہے۔
الہزل الذی یراد بہ الجد	اس سے یہ مطلب ہے کہ کلام بطور ہزل کے ہو لیکن مراد اس سے ہزل نہ ہو بلکہ کوئی اخلاقی نکتہ اس میں ملحوظ ہو۔	زن کہ دارد بوسہ ہائے حمداں را — حمد حمداں کند نہ حمد خدائے (حکیم سنائی) (حمداں آلۂ تناسل کو کہتے ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ جو عورت شہوت پرست ہو وہ خدا کی عبادت کیوں کر کر سکتی ہے) الفاظ فحش ہیں مگر معانی بلند ہیں۔ (۲) دنیا سی خانگی کوئی ہوگی نہ بیسوا — شوہر سے اپنے ہٹتی نہ دیکھی یہ زن درست (آتش) اس میں بھی لفظ خانگی اور بیسوا متانت سے گرے ہوئے ہیں مگر شعر میں ایک اخلاقی نصیحت مضمر ہے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) مثال ہجو کی میں نے نہیں دیکھی سہ

گر خواجہ ز بہر ما بدے گفت — ما چہرہ ز غم نمی خراشیم

ما غیر نکوئیش نگوئیم — تا ہر دو دروغ گفتہ باشیم

(ادبی تاریخ ایران جلد ۲ صفحہ ۸۲)

عروض کے بیان میں

علم عروض کے بیان میں

علم عروض کی تعریف عروض اُس علم کا نام ہے جس میں شعر[1] کے اصلی ضروریات یعنی وزن، تقطیع اور قافیہ سے بحث کیجائے

عروض کا موجد اس فن کا واضع خلیل ابن احمد فراہیدی (متوفی سنہ ۱۷۰ھ) ہے

عروض کی وجہ تسمیہ اس میں مختلف رائیں ہیں (۱) بعض کہتے ہیں کہ لفظ عروض خانہ کعبہ کا ایک نام ہے اور خلیل نے جس وقت اس فن کے قواعد و اصول مرتب کئے وہ اتفاق سے مکہ معظمہ میں تھا (۲) بعض کی یہ رائے ہے کہ چونکہ شعر کو چند مقررہ قواعد پر "عرض" کرتے ہیں (پھیلاتے ہیں) یعنی اُس کا موزوں یا ناموزوں ہونا جانچتے ہیں اس لئے اس فن کو عروض کہتے ہیں (۳) بعض لفظ عروض کے لغوی معنوں سے اُس کا تعلق

---

[1] قدما نے شعر کی تعریف حسب ذیل طریقوں سے کی ہو مگر سب کے نزدیک شعر کیلئے وزن اور قافیہ بہت ضروری ہو اگر یہ نہ ہوگا تو کلام شعر نہیں کہا جا سکتا

(۱) اَلشِّعْرُ کَلَامٌ عُقِدَ بِالْقَوَافِیْ (شعر وہ کلام ہے جو قافیوں کی گرہ میں باندھا گیا ہو) (ابن سیرین)

(۲) بنیۃ الشعر اربعۃ اشیاء اللفظ والوزن والمعنیٰ والقافیۃ فھذا ھو الحد (شعر کی بنیاد ان چار چیزوں پر قائم ہے (۱) لفظ (۲) وزن (۳) معنی (۴) قافیہ - اور یہی اُس کی تعریف ہے) (ابن رشیق)

(۳) لا یسمّٰی شعر حتی یکون لہ وزن وقافیۃ (شعر کو شعر نہیں کہیں گے جبتک اسمیں وزن اور قافیہ نہو) (ابن رشیق)

(۴) شعر کو مثلاً مکان سمجھنا چاہیئے۔ فرش اسکا شاعر کی طبیعت اور عرش حفظ و روایت (یعنی اساتذہ کے کلام پر نظر ہونا) اور دروازہ اُسکا مشق و مارست۔ اور ستون اس کے علم و معرفت ہیں۔ صاحب خانہ معانی ہیں۔ مکان کی شان مکین سے ہوا کرتی ہے وہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اوزان اور قوافی قالب مثال کے مانند ہیں یا خیمہ میں چوب و طناب کی جگہ جن پر خیمہ تنتا اور کھڑا ہوتا ہے۔ (ابن رشیق) ماخوذ از مراۃ الشعر

کسی نہ کسی طرح اصطلاحی معنی کے ساتھ پیدا کر لیتے ہیں۔ مگر صحیح اور مناسب وجہ تسمیہ نمبر ۲ معلوم ہوتی ہے۔

(۱) وزنِ شعر اور بحور کے متعلّق

عربی علم عروض کی بنا حروف ثلاثہ ف۔ ع۔ ل پر ہے۔ جس طرح کہ لغات عرب کے اوزان انھیں تین حرفوں سے دریافت کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح عروض کے ارکان بھی انھیں تین حروف اور بعض حروف زائد مثلاً الف۔ ت۔ س۔ ن وغیرہ سے ملا کر معلوم کیے جاتے ہیں۔ اس کی تفصیل ارکان بحور میں کیجائے گی۔

موزوں و ناموزوں — موزوں سے یہ مطلب ہے کہ عروضیوں کے مقرر کیے ہوئے وزنوں میں سے کسی وزن کے برابر ہو اور ناموزوں سے یہ مطلب ہے کہ اُن اوزان میں سے کسی کے برابر نہ ہو مثلاً لفظ سراسر فعولن کے وزن پر ہے۔ مگر لفظ مکافات بغیر کسی دوسرے لفظ کے ملے ہوئے کسی عروضی وزن پر نہیں ہے۔

رُکن — وہ الفاظ مقررہ جن سے شعر کا وزن کیا جاتا ہے۔ رُکن آٹھ ہیں۔ دو پنج حرفی فعولن۔ فاعلن اور چھ سات حرفی مفاعیلن۔ مفعولاتُ۔ فاعلاتن۔ مستفعلن۔ متفاعلن۔ مفاعلتن۔ انھیں ارکان کو اصول۔ اجزا۔

فاع لا تن — مس تفع لن

میزان۔ افاعیل۔ تفاعیل۔ اوزان عروض بھی کہتے ہیں۔

اصول سہ گانہ — وہ اجزا جن سے ارکان بحر مرکب ہیں۔ یہ تین ہیں۔ یعنی سبب۔ وتد۔ فاصلہ۔

سبب — ایسا لفظ یا جزو لفظ جو دو حرفوں سے مل کر بنے۔ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) سبب خفیف جس میں پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو جیسے گل۔ دل وغیرہ۔ (۲) سبب ثقیل جسمیں دونوں حرف متحرک ہوں جیسے "گلِ سُرخ" میں لفظ "گل" بکسر لام۔

وتد — ایسا لفظ یا جزو لفظ جو تین حرفوں سے ملکر بنے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) وتد مجموع (یا وتد مقرون) یعنی ایسا سہ حرفی لفظ یا جزو لفظ جس کے پہلے دو حرف متحرک ہوں اور تیسرا ساکن جیسے کرم۔ مگر وغیرہ۔ (۲) وتد مفروق یعنی ایسا سہ حرفی لفظ یا جزو لفظ جس کا حرف اول و آخر متحرک اور حرف اوسط ساکن ہو۔ جیسے کار۔ بار۔ بخت۔ تختؔ[1] وغیرہ۔

فاصلہ — ایسا لفظ یا جزو لفظ جو چار حرفوں سے مل کر بنے اس کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) فاصلہ صغریٰ (فاصلہ صولت) یعنی ایسا چہ حرفی لفظ یا جزو لفظ جس کے تین حروف اول متحرک ہوں جیسے صنما۔ چکنم وغیرہ (اُردو میں کوئی ایسا مفرد

---

[1] بظاہر لفظ بخت و تخت وغیرہ کے آخری دو حرف ساکن ہیں لیکن عروضیوں کے نزدیک حرف آخر "ت" متحرک ہے کیونکہ ان کے نزدیک ساکن وہ حرف ہے جسکا حرف ماقبل متحرک ہو نہ کہ وہ جس کا حرف ماقبل ساکن ہو پس اس اعتبار سے الفاظ تخت و بخت وغیرہ وتد مفروق کی مثالیں ہیں۔

جو حرفی لفظ نہیں ملتا) (۲) فاصلۂ کبرٰے (جس کو فاصلۂ ضبط بھی کہتے ہیں) یعنی ایسا پنج حرفی لفظ یا جزو لفظ جس میں چار حرف متصل متحرک ہوں اور پانچواں ساکن ہو جیسے عربی لفظ سَمَکَۃٌ (اُردو میں اس کی بھی کوئی مثال نہیں ہے)

بعض کے نزدیک سبب اور وتد ہی اصلی جزو ارکان ہیں۔ فاصلہ کوئی چیز نہیں۔ جو لوگ یہ رائے رکھتے ہیں وہ فاصلہ صغرٰے کو سبب ثقیل اور سبب خفیف کا مجموعہ۔ اور فاصلہ کبرٰے کو سبب ثقیل اور وتد مجموع کا مجموعہ خیال کرتے ہیں۔ مثلاً رکن مُتَفاعِلُن فاصلہ صغرٰے (متفا) + وتد مجموع (عِلُن) کا نام ہے۔ مگر وہ لوگ جو فاصلہ کا وجود نہیں مانتے وہ کہیں گے کہ مجموعہ ہے سبب ثقیل (مُتَ) + سبب خفیف (فا) + وتد مجموع (عِلُن) کا۔

بحر

ارکان افاعیل کی تکرار سے جو کوئی خاص وزن پیدا ہو اس کو بحر کہتے ہیں مثلاً مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن مفاعیلن (چار بار) کی تکرار سے بحر ہزج سالم پیدا ہوتی ہے۔

ابتدا میں خلیل بن احمد بصری نے جو بحریں ایجاد کی تھیں۔ ان کی تعداد پندرہ ہے۔ یعنی طویل[1] ۔ مدید[2] ۔ بسیط[3] ۔ کامل[4] ۔ وافر[5] ۔ ہزج[6] ۔ رجز[7] ۔ رمل[8] ۔ منسرح[9] ۔ مضارع[10] ۔ سریع[11] ۔ خفیف[12] ۔ مجتث[13] ۔ مقتضب[14] اور متقارب[15] ۔

اس کے بعد چار اور بحریں دریافت ہوئیں۔ (۱) متدارک جس کو ابوالحسن اخفش نحوی نے ایجاد کیا۔ (۲) جدید (اسکو غریب بھی کہتے ہیں) جسکا واضع بزرجمہر سمجھا جاتا ہے (۳) بحر قریب ۔ (۴) بحر مُشاکل ۔ لہذا کل بحور کی تعداد انیس[19] ہے۔

مفرد اور مرکب بحریں

ان میں سے سات بحریں مفرد اور بارہ مرکب ہیں۔ مفرد بحریں وہ ہیں جن میں ایک ہی رکن کی تکرار ہو۔ اور مرکب وہ ہیں جو دو مختلف رکنوں کی تکرار سے پیدا ہوں۔

سات مفرد بحریں

(۱) ہزج ۔ جو مفاعیلن کی چار بار تکرار سے حاصل ہوتی ہے۔
(۲) رجز ۔ جو مستفعلن کی چار بار تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔
(۳) رمل ۔ جو فاعلاتن کی چار بار تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔
(۴) کامل ۔ جو متفاعلن کی چار بار تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔
(۵) وافر ۔ جو مفاعلتن کی چار بار تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔
(۶) متقارب جو فعولن کی چار بار تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔
(۷) متدارک جو فاعلن کی چار بار تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔

بارہ مرکب بحریں

(۱) منسرح ۔ مستفعلن مفعولاتُ دو بار ۔ مُستَفعِلُن (دو بار)

(۲) مقتضب ۔ مفعولاتُ مستفعلن دوبار ۔ مُسْتَفْعِلُنْ عربی میں

(۳) مضارع ۔ مفاعیلن فاع لاتن دوبار ۔ مفاعیلن (")

(۴) مجتث ۔ مس تفع لن فاع لاتن دوبار ۔ فاعلاتن (")

(۵) طویل ۔ فعولن ۔ مفاعیلن دوبار ۔

(۶) مدید ۔ فاعلاتن ۔ فاعلن دوبار ۔

(۷) بسیط ۔ مستفعلن ۔ فاعلن دوبار ۔

(۸) سریع ۔ مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن ۔ عربی ۔ مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ مفعولاتُ

(۹) خفیف ۔ فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن ۔

(۱۰) جدید ۔ فاعلاتن فاعلاتن مس تفع لن ۔

(۱۱) قریب ۔ مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن ۔

(۱۲) مشاکل ۔ فاع لاتن ۔ مفاعیلن مفاعیلن ۔

فک بحور | جب ایک بحر کے ارکان کے تغیر و تبدل سے کوئی دوسری بحر یا بحور پیدا ہوں تو اس کو فک بحور کہتے ہیں شلاً بحر ہزج کا رکن مفاعیلن ہے جس میں پہلے وتد مجموع (مفا) اور پھر دو سبب خفیف (عی ۔ لُن) ہیں ۔ اس میں اگر اس طرح تغیر و تبدل کیا جائے کہ ایک سبب خفیف (لن) پہلے رکھیں اس کے بعد وتد مجموع (مفا) اور پھر دوسرا سبب خفیف (عی) رکھا جائے تو لن مفاعی پیدا ہوتا ہے جو فاعلاتن کے ہموزن ہے اور یہی فاعلاتن بحر رمل کا وزن ہے ۔ پھر اگر دونوں سبب خفیف (عی لن) پہلے رکھے جائیں اور وتد مجموع (مفا) بعد کو آئے تو یہ مجموعہ "عیلن مفا" ہوا جو مستفعلن کے ہموزن ہے اور یہی بحر رجز کا وزن ہے ۔ اسی طرح اسباب و اوتاد کے تغیر و تبدل سے دوسری بحریں بھی حاصل ہوتی ہیں ۔

متذکرۂ بالا پیرا کا مطلب اشارات و علامات کی مدد سے اختصار کے ساتھ اس طرح ظاہر ہو سکتا ہے ۔

مفاعی لن = مفا + عی + لن = مفاعیلن = وزن بحر ہزج

لن مفاعی = لن + مفا + عی = فاعلاتن = وزن بحر رمل

عیلن مفا = عی + لن + مفا = مستفعلن = وزن بحر رجز

(نوٹ :۔ + علامت جمع کرنے کی اور = مساوی یا برابر ہونے کی علامت ہے)

زحافات بحور

زحاف کے معنی ہیں ارکان بحور کے حروف میں تغیر و تبدل کرنا یعنی اُن کے حروف گھٹانا یا بڑھانا یا ساکن کر دینا۔ ظاہر ہے کہ عربی فن عروض کی ابتدا ملک عرب میں ہوئی تھی لہذا واضع نے بحوروں میں ایسے الفاظ اشعار میں رکھے اور الفاظ کے ذریعہ سے ایسی دُھنیں قائم کیں جو اس ملک کے رہنے والوں کو مرغوب تھیں اور جنکے وہ مدتوں سے عادی ہوگئے تھے۔ جب عربوں کا تسلط ایران پر ہوا تو ایران کی زبان فارسی بھی عربی کے تابع ہوگئی اور زبان کے ساتھ عربی شاعری بھی ملک میں رواج پانے لگی۔ مگر عربی اشعار چونکہ اجنبی بحروں میں ہوتے تھے لہذا بجنسہ بغیر تبدل کے اہل ایران کو مرغوب نہ ہوئے۔ پس ضرورت محسوس ہوئی کہ ارکان میں کچھ ایسی ترمیم کیجائے جو اہل عجم کے مذاق کے مطابق ہو۔ اس طرح عربی کی سالم بحروں میں زحافات کی بنیاد پڑی۔

البتہ جو سالم بحریں کانوں کو اچھی معلوم ہوئیں یا جنہیں ان کے نزدیک کافی موسیقیت تھی وہ جوں کی توں رکھی گئیں۔ چنانچہ بحر ہزج سالم (مفاعیلن چار بار) اور بحر رجز سالم (مستفعلن چار بار) اب بھی فارسی اور اُسی کی تقلید میں اردو میں بکثرت موجود ہیں مگر بحر رمل سالم (فاعلاتن چار بار) بغیر قصر یعنی حذف نون کے مقبول نہ ہوئی۔ اب ہم بحور مستعملہ اور ان کے ضروری اور مشہور مشہور زحافات بالاجمال علیحدہ علیحدہ درج کرتے ہیں۔

بحور مستعملہ فارسی و اردو اور اُن کے اوزان

بحر	وزن	
بحر ہزج سالم	مفاعیلن چار بار	یہ بحور مفردہ کہلاتی ہیں۔
بحر رمل سالم	فاعلاتن چار بار	
بحر رجز سالم	مستفعلن چار بار	
بحر کامل	متفاعلن چار بار	
بحر وافر	مفاعلتن چار بار	
بحر متقارب	فعولن چار بار	
بحر متدارک	فاعلن چار بار	

بحر	وزن	
۱- بحر منسرح	مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ	یہ بحور مرکبہ کہلاتی ہیں
۲- بحر مقتضب	مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن	
۳- بحر مضارع	مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن	
۴- بحر مجتث	مستفعلن فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن	
۵- بحر طویل	فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن	
۶- بحر مدید	فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن	
۷- بحر بسیط	مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن	
۸- بحر سریع	مستفعلن مستفعلن مفعولاتُ	
۹ بحر خفیف	فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن	
۱۰- بحر جدید	فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن	
۱۱- بحر قریب	مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن	
۱۲- بحر مشاکل	فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن	

(نوٹ:- یہ اوزان ایک مصرعہ کے ہیں لہذا پورے بیت کا وزن اس کا دونا ہوگا۔)

زحافات بحور مذکرۂ بالا حسب ذیل ہیں،

زحافات بحر ہزج (مفاعیلن)

زحاف	تشریح	وزن
۱- خرم	وتد مجموع کا پہلا حرف گرا دینا	مفاعیلن کا پہلا حرف م گرایا تو فاعیلن رہا جو مفعولن کے برابر ہے

زحاف	تشریح	وزن
۱۔ خرم		جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو اخرم کہتے ہیں۔
۲۔ کف	رکن کے ساتویں حرف کو گرا دینا	مفاعیلن سے **مفاعیلُ** بضم لام رہ جاتا ہے جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو **مکفوف** کہتے ہیں
۳۔ قصر	حرف ساکن سبب خفیف کو جو رکن کے آخر میں آئے گرا دینا	مفاعیلن سے لن سبب خفیف کا ساکن گر گیا۔ لام ساکن ہو گیا۔ **مفاعیل** رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو **مقصور** کہتے ہیں
۴۔ قبض	رکن کے پانچویں حرف ساکن کو جو سبب میں ہو گرا دینا۔	مفاعیلن کا پانچواں حرف ساکن ''ی'' ہے اس کو گرایا تو **مفاعلن** رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو **مقبوض** کہتے ہیں
۵۔ شتر	خرم اور قبض کا جمع ہونا۔	مفاعیلن سے بسبب خرم ''م'' گرا اور بسبب قبض یائے تحتانی گری۔ **فاعلن** رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو **اشتر** کہتے ہیں۔
۶۔ حذف	سبب خفیف جو رکن کے آخر میں ہو گرانا	مفاعیلن سے لن کہ آخر کا سبب خفیف گر پڑا تو مفاعی رہا اُس کی جگہ **فعولن** رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُسکو **محذوف** کہتے ہیں
۷۔ خرب	اجتماع خرم و کف۔	مفاعیلن کا ''م'' بسبب خرم اور ''ن'' بسبب کف گرا دیا تو فاعیل بروزن **مفعول** رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو **اخرب** کہتے ہیں۔
۸۔ ہتم	حذف اور قصر کے زحاف کا رکن میں جمع ہو جانا۔	مفاعیلن سے لن بسبب حذف اور ی بسبب قصر گری۔ عین ساکن ہو گیا تو مفاع رہا اس کو **فعول** (لام ساکن) سے بدل لیا۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو اہتم کہتے ہیں
۹۔ جب	سبب خفیف جو آخر رکن میں ہوں اُن کو حذف کر دینا۔	مفاعیلن سے عی اور لن دو سبب خفیف گر کر مفا رہا اس کی جگہ **فعل** رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو **مجبوب** کہتے ہیں
۱۰۔ زلل	زحافات خرم و ہتم کا جمع ہونا۔	مفاعیلن سے بسبب خرم فاعیلن اور بسبب ہتم **فاع** باقی رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو ازلّ کہتے ہیں۔
۱۱۔ بتر	اجتماع خرم و جب۔	مفاعیلن میں ''م'' بسبب خرم اور دونوں سبب بسبب جب کے حذف ہو گئے تو فاعیلن سے ''فا'' باقی رہا اُس کو **فع** سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو ابتر کہتے ہیں۔

زحاف	تشریح	وزن
۱۲۔ تسبیغ	ایک سبب خفیف کے بیچ میں جو آخر رکن میں واقع ہو الف زیادہ کرنا	مفاعیلن سے مفاعیلان ہوگیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مسبّغ کہتے ہیں۔

زحافات بحر رمل (فاعلاتن متصل)

زحاف	تشریح	وزن
۱۔ خبن	اسقاط حرف ساکن سبب خفیف کو جو رکن کے اول میں ہو۔	فاعلاتن سے فعلاتن رہ گیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مخبون کہتے ہیں۔
۲۔ کف	دیکھو زحاف کف متعلق مفاعیلن	فاعلاتن میں اسقاط ساکن ہفتم سبب خفیف کے بعد فاعلاتُ رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مکفوف کہتے ہیں۔
۳۔ قصر	دیکھو قصر مفاعیلن۔	فاعلاتن سے فاعلات رہا وہ فاعلان سے بدل گیا جس رکن میں یہ عمل ہوا اس کو مقصور کہتے ہیں
۴۔ تشعیث	وتد مجموع کے پہلے یا دوسرے متحرک کو گرانا۔	فاعلاتن میں علا وتد مجموع ہے۔ حرف متحرک کے گرانے کے بعد فالاتن رہا اس کو مفعولن سے بدل دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مشعّث کہتے ہیں۔
۵۔ شکل	خبن اور کف کا رکن میں جمع ہونا۔	فاعلاتن سے بسبب خبن پہلا الف گرا اور بسبب کف نون گرا فعلات رہا۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مشکول کہتے ہیں۔
۶۔ حذف	دیکھو حذف مفاعیلن	فاعلاتن سے تن گر کر فاعلا رہا اس کی جگہ فاعلن رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو محذوف کہتے ہیں
۷۔ بتر	حذف و قطع کے زحافات جمع کرنا۔	فاعلاتن سے حذف کی وجہ سے فاعلا رہا۔ پھر قطع کی وجہ سے الف گرا تو فاعل رہا اس کو فعلن سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو ابتر کہتے ہیں۔
۸۔ جحف	فعلاتن مخبون کا فاصلہ صغری حذف کرنا	فعلاتن سے تن رہا۔ اس کو فع سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مجحوف کہتے ہیں۔

زحاف	تشریح	وزن
۹۔ ربع	اجتماع زحافات خبن وبتر	فاعلاتن سے بسبب خبن کے بعد کا الف اور بسبب بتر آخر کا سبب یعنی تن اور اس کے ماقبل کا الف گر کر لام ساکن ہوا تو فعل رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مربوع کہتے ہیں
۱۰۔ تسبیغ	دیکھو تسبیغ مفاعیلن	فاعلاتن سے فاعلاتان ہوا اس کی جگہ فاعلیّان استعمال کرتے ہیں جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مسبّغ کہتے ہیں

زحافات بحر رجز (مستفعلن)

۱۔ خبن	دیکھو خبن فاعلاتن	مستفعلن سے بسبب خبن مُتَفْعِلُنْ رہا اس کو مَفَاعِلُنْ سے بدل لیا۔
۲۔ طے	دو سبب خفیف میں سے ساکن چہارم کا گرانا جو رکن کے اول میں بفاصلہ واقع ہوں	بسبب طے حرف فا گرا مستعلن رہا اس کو مفتعلن بکسر عین سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مطوی کہتے ہیں
۳۔ قطع	حرف ساکن وتد مجموع کے حذف کرنے اور اس کے ماقبل کو ساکن کرنیکو کہتے ہیں۔ بشرطیکہ رکن کے آخر میں واقع ہوا ہو۔	مستفعلن سے نون گر کر لام ساکن ہوا مستفعل رہا اسکو مفعولن سے بدل دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اسکو مقطوع کہتے ہیں
۴۔ خبل	اجتماع زحافات خبن وطے	مستفعلن سے بسبب خبن حرف سین اور بسبب طے حرف فا گر کر مُتَعِلُنْ رہا اس کو فَعِلَتُنْ سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مخبول کہتے ہیں
۵۔ خلع	اجتماع زحافات خبن وقطع	مستفعلن سے بسبب خبن سین اور بسبب قطع نون گرا اور لام ساکن ہو گیا تو مُتَفْعِلْ رہا اس کی جگہ فعولن رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مخلوع کہتے ہیں۔

زحاف	تشریح	وزن
۶ - رفع	ایک سبب خفیف کو حذف کرنا اُس رکن سے جس کے اول میں دو سبب خفیف واقع ہوئے ہوں۔	مستفعلن سے تفعلن رہا اس کو فاعلن سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہوا اس کو مرفوع کہتے ہیں۔
۷ - حذذ	وتد مجموع جو رکن کے آخر میں گرا دینا	مستفعلن سے مستف رہا اس کی جگہ فعْلن بسکون عین رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو محذوذ کہتے ہیں۔
۸ - اذالہ	ایک الف وتد مجموع میں ساکن سے قبل زیادہ کرنا بشرطیکہ وتد رکن کے آخر میں ہو۔	مستفعلن سے مستفعلان ہو گیا۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو مُذال کہتے ہیں
۹ - ترفیل	وتد مجموع سے آخر رکن پر سبب خفیف زیادہ کرنا۔	مستفعلن سے مستفعلن تن ہو گیا مستفعلاتن سے بدل لیا۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اسکو مرفّل کہتے ہیں۔ مس تفع لن (منفصل میں خبن۔ قصر۔ شکل۔ تسبیغ۔ کف یہ زحافات آتے ہیں جن کی تشریح دیکھنا چاہیئے۔

زحافات مفعولاتُ (بضم تاء)

زحاف	تشریح	وزن
۱ - وقف	مفعولاتُ کی تُ کو ساکن کرنا	مفعولاتْ ہوا اس کو مفعولان سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو موقوف کہتے ہیں۔
۲ - طے	دیکھو طے مستفعلن۔	مفعولاتُ سے وٗ گرا تو مفعلاتُ رہا اُس کو فاعلاتُ بضم تا سے بدلا۔
۳ - خبن	دیکھو خبن فاعلاتن	مفعولاتُ سے معولاتُ بضم تا رہا اس کو فعولاتُ یا مفاعیلُ سے بدل لیا۔
۴ - خبل	دیکھو خبل مستفعلن	مفعولاتُ سے سبب خبن فٗ اور سبب طے وٗ گر کر معلاتُ رہا اُس کو فعلاتُ سے بدل لیا

زحاف	تشریح	وزن
۵۔ کسف	وتد مقرون کے دوسرے متحرک کو گرانا۔	مفعولاتُ میں سے تُ گرکر مفعولا رہا اس کو مفعولن سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو مکسوف کہتے ہیں۔
۶۔ رفع	دیکھو رفع مستفعلن	مفعولاتُ سے عولات رہا اس کی جگہ مفعولُ بضم لام رکھ دیا۔
۷۔ صلم	وتد مفروق کا حذف کرنا۔	مفعولاتُ سے مفعو رہا اس کو فعْلن ساکن العین سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو اصلم کہتے ہیں۔
۸۔ جدع	دو سبب خفیف کا گرانا اور حرف آخر وتد مفروق کو ساکن کرنا	مفعولاتُ سے مفعو حذف ہوا لاتُ رہا اس کو فاعْ سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو مجدوع کہتے ہیں۔
۹۔ نحر	جدع کا زحاف جاری کرکے فاع سے بدلا اور پھر اس کا الف ساکن کیا	مفعولات سے لات رہا۔ فاع سے بدلا پھر فاع کا الف گرایا فَعْ رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو منحور کہتے ہیں۔

زحافات مُفاعلتُن

زحاف	تشریح	وزن
۱۔ عصب	لام مفاعلتن کا ساکن کرنا	مفاعلَتُن سے مَفاعلْتُن رہا اُس کی جگہ مفاعیلن رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو معصوب کہتے ہیں۔
۲۔ قصم	خرم اور عصب کے زحافوں کا رُکن میں جمع ہو جانا۔	مفاعلتن سے بسبب خرم مَم گرا اور بسبب عصب لام ساکن ہوا فاعلتن رہا۔ اس کو مفعولن سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو اقصم کہتے ہیں
۳۔ عقل	اجتماع عصب وقبض	مفاعلتن سے مفاعتن رہا اس کو مفاعلن سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو معقول کہتے ہیں
۴۔ جمّ	اجتماع عقل وخرم	مفاعلتن سے بسبب عقل لام ساکن ہوکر گر گیا اور بسبب خرم مَم متحرک حذف ہوئی فاعتن باقی رہا اس کو فاعلن سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو اجمّ کہتے ہیں۔
۵۔ نقص	اجتماع عصب وکف	مفاعلتن سے بسبب عصب لام ساکن ہوا اور بسبب کف نون

زحاف	تشریح	وزن
		ساکن گرا مفاعلتُ بضم تا رہا۔ اس کی جگہ مفاعیلُ بضم لام لے آئے جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو منقوص کہتے ہیں
۶۔ عقص	اجتماع خرم ونقص	مفاعلتن سے بسبب خرم میم گرا اور بسبب نقص لام ساکن ہوا اور نون حذف ہوا فاعلتُ بضم تا رہا۔ اس کی جگہ مفعول رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو اعقص کہتے ہیں
۷۔ قطف	اجتماع عصب وحذف	مفاعلتن سے بسبب عصب لام ساکن ہوا اور بسبب حذف آخر کا سبب خفیف اُڑ گیا۔ مفاعل بسکون لام رہا اس کو فعولن سے بدل لیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مقطوف کہتے ہیں

زحافات متفاعلن

زحاف	تشریح	وزن
۱۔ اضمار	متفاعلن کی ت کو ساکن کرنا	متفاعلن رہا اُس کی جگہ مستفعلن کر دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اُس کو مضمر کہتے ہیں
۲۔ وقص	اجتماع اضمار وخبن	متفاعلن کی ت بسبب اضمار ساکن ہوئی اور بسبب خبن گر گئی تو مفاعلن رہا جس رکن میں یہ عمل ہو اُسکو موقوص کہتے ہیں
۳۔ خزل	اجتماع اضمار وطے	متفاعلن سے بسبب اضمار لام ساکن ہوا اور بسبب طے چوتھا حرف ساکن حذف ہوا متفعلن رہا اس کی جگہ مفتعلن رکھ دیا جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو مخزول کہتے ہیں
۴۔ قطع	دیکھو زحافات گزشتہ	متفاعلن سے متفاعل بسکون لام رہا اس کو فعلاتن عین کسور سے بدلا۔
۵۔ حذذ	دیکھو زحاف سابق	متفاعلن سے متفا رہا اس کو فعلن عین کسور سے بدلا۔
۶۔ ترفیل	دیکھو زحاف سابق	متفاعلن سے متفاعلاتن ہوا۔ اسکو متفاعلاتن سے بدل لیا
۷۔ اذالہ	وتد مجموع جو رکن کے آخر میں ہو ایک الف یا ... زائد کرنا	متفاعلن سے متفاعلان ہو گیا۔

زحاف	تشریح	وزن
زحافات فعولن		
۱۔ قبض	دیکھو زحافات سابق	فعولن سے **فعولُ** بضم لام رہا۔
۲۔ قصر	دیکھو زحافات سابق	فعولن سے **فعولْ** بسکون لام رہا۔
۳۔ ثلم	رکن فعولن میں زحاف خرم جاری کرنا یعنی وتد مجموع سے کہ رکن اول میں ہو۔ حرف اول متحرک کو حذف کرنا	فعولن سے ف دور ہو کر عولن رہا اس کی جگہ **فعلن** بسکون عین رکھ دیا۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو **اثلم** کہتے ہیں۔
۴۔ ثرم	اجتماع قبض و خرم	فعولن سے بسبب خرم ف اور بسبب قبض نون گر گیا عول رہا۔ اس کی جگہ **فعْلُ** بسکون عین و لام مضموم رکھ دیا۔ جس رکن میں یہ عمل ہو اس کو **اثرم** کہتے ہیں۔
۵۔ بتر	اجتماع حذف و قطع	فعولن سے سبب خفیف بوجہ حذف گرا اور و بسبب قطع گر کر عین ساکن ہو گیا اس طرح **فع** باقی رہا۔
۶۔ تسبیغ	سبب خفیف کے درمیان میں الف بڑھانا	فعولن سے **فعولان** ہو گیا۔
زحافات فاعلن		
۱۔ خبن	دیکھو زحافات سابق۔	فاعلن سے **فَعِلن** عین کسور سے باقی رہا۔
۲۔ قطع	دیکھو زحافات سابق	فاعلن سے فاعل رہا اس کی جگہ **فعْلن** بسکون عین لے آئے۔
۳۔ خلع	دیکھو زحافات سابق	فاعلن سے الف بسبب خبن گرا اور نون بسبب قطع کے گر کر لام ساکن ہو گیا **فَعِل** بکسر عین رہا۔
۴۔ حذذ	دیکھو زحافات سابق	وتد مجموع کو ساقط کرنے کے بعد فا رہا اسکو **فع** سے بدل لیا۔
۵۔ اذالہ	دیکھو زحافات سابق	فاعلن سے بسبب الف بڑھانے کے **فاعلان** ہو گیا۔
۶۔ ترفیل	دیکھو زحافات سابق	وتد مجموع پر سبب خفیف زیادہ کیا تو فاعلن تن ہو گیا۔ اس کو **فاعلاتن** سے بدل لیا۔

(۲) تقطیع کے متعلق

تقطیع — تقطیع کے لغوی معنی قطع کرنا یا کاٹنا ہیں مگر اصطلاح میں شعر کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو کہتے ہیں تاکہ اُس کا وزن عروض کے مقررہ اوزان میں کسی کے مطابق پایا جائے۔

ملفوظی اور مکتوبی حروف — جو حرف تلفظ میں آئے مگر لکھا نہ جائے وہ تقطیع میں محسوب ہوتا ہے اور جو حرف لکھا جائے مگر تلفظ میں نہ آئے وہ تقطیع میں نہیں محسوب ہوتا اول الذکر کو ملفوظ غیر مکتوب اور آخر الذکر کو مکتوب غیر ملفوظ کہتے ہیں۔

ملفوظ غیر مکتوب — یعنی جو حرف لکھا نہ جائے مگر پڑھا جائے۔ جیسے (۱) کسرۂ اضافت (۲) الف ممدودہ (۳) حرف مشدد۔ (۴) ایسا واؤ اور یٰ جن پر ہمزہ ہو۔

(۱) کسرہ اضافت کی مثال جیسے ع دردِ سر دستاں آہ و فغانِ من است۔ اس میں "دردِ سر" برابر ہے "دردِ سرِ(ے)" کے جو مفتعلن کے وزن پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسرۂ اضافت یٰ کی جگہ پر ہے جو ایک حرف ہے

(۲) الف ممدودہ کی مثال جیسے آمد = اامد = فَعْلن

(۳) حرف مشدد کی مثال جیسے تتّع = تت تع = فعولن

(۴) واؤ اور یٰ جن پر ہمزہ ہو جیسے داؤد = داو ود = مفعول۔ اسی طرح لفظ جائے = جائیے = فَعْلن۔

مکتوب غیر ملفوظ — یعنی جو حرف لکھا جائے مگر پڑھا نہ جائے۔ جیسے

(۱) لفظ خواب و خواجہ وغیرہ کا واؤ

(۲) ایسا واو عطف جو کھینچ کر نہ پڑھا جائے۔ جیسے ع دو کس را کہ باشد بہم جان و ہوش۔ اس میں واؤ کھینچ کر نہیں پڑھا جاتا۔ اس لئے تقطیع میں گر جاتا ہے۔

(۳) اگر واؤ کھینچ کر پڑھا جائے تو تقطیع میں شمار ہوتا ہے جیسے ع گنہ بند و پردہ پوشد بحلم۔

(۴) اسی طرح الف وصل یعنی وہ الف جس کے ماقبل ساکن ہو جیسے ع بفرسنگ بگریزد از تو رفیق۔ اس میں چونکہ الف کا ماقبل دال ساکن ہے۔ اس لئے الف گر جاتا ہے۔

(۵) نون غنہ یعنی وہ نون جو الف۔ واؤ۔ یا ساکن کے بعد آوے اور ناک میں پڑھا جاوے جیسے پریاں، چوں، ایاں

(۶) ہائے مختفی جیسے بادہ پیمانہ [illegible] گر جاتی ہے یا وہی [illegible] اختیار کر لیتی ہے۔

تقطیع حقیقی

شعر کی تقطیع اس طرح کرنا کہ الفاظ شعر کسی مقررہ بحر کے ارکان کے بالکل مطابق ہوں جیسے

وحشت کنی نہ بعد فنا بھی مراغبار باتیں کیے ہے سقف سپہر کہن کیساتھ ۔ اسکی حقیقی تقطیع یہ ہے۔

فاعلن	مفاعیل	فاعلات	مفعول
راغبار	فنا بھی م	ای نہ بعد	وحشت کن
ہن کسات	سپہرے ک	رے ہ سقف	باتیں کی

تقطیع غیر حقیقی

تقطیع اس طرح کرنا کہ الفاظ اور ارکان میں مطابقت تو ہو جائے ۔ مگر وہ ارکان کسی مقررہ بحر کے نہ ہوں جیسے اس شعر میں ۔

مفاعلات	فعولن	فعول	مستفعلن
مراغبار	فنا بی	نہ بعد	وحشت کنی

ظاہر ہے کہ مطابقت الفاظ تو ہو گئی ۔ مگر یہ کوئی مقررہ بحر نہیں ہے ۔

مثمن ایسی بحر جس کے ارکان پورے شعر میں آٹھ ہوں یعنی ہر مصرعہ میں چار چار ۔

مسدس ایسی بحر جس کے ارکان پورے شعر میں چھ ہوں یعنی ہر مصرع میں تین تین ۔

سالم ایسی بحر جس کے ارکان میں کوئی کمی زیادتی نہ ہوئی ہو ۔ برخلاف مزاحف ۔ کہ جسکے ارکان میں کوئی زحاف ہوا ہو ۔

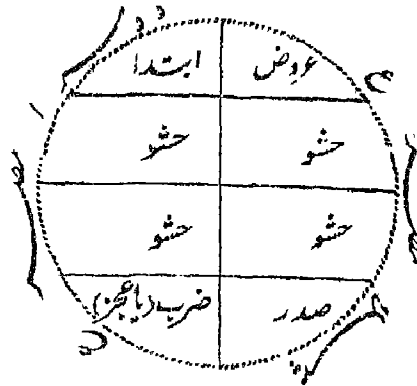
حروف کا تعلق الفاظ یعنی ارکان اور ارکان کا تعلق شعر کے ساتھ

ہمارے خیالات کا اظہار عام طور پر الفاظ کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور الفاظ حروف کے مجموعہ و مرکب کا نام ہے اسی وجہ سے عروضیوں نے تمام ارکان کی بنیاد دو حرفی سہ حرفی اور چہار حرفی ارکان پر رکھی ہے جن کو وہ علی الترتیب سبب ، وتد اور فاصلہ کہتے ہیں اور پھر جب یہی ارکان ایک خاص ترتیب سے رکھے جاتے ہیں تو وہی شعر کہلاتا ہے ۔ یہ ضروری ابتدائی نکتہ دو دائرہ کی وضع سے واضح کیا جاتا ہے جو طلبا کیلئے یقیناً مفید ثابت ہو سکے ۔

دائرہ رکن



دائرۂ بیت



صدر، عروض، ابتدا اور ضرب مصرع اول کا پہلا رکن صدر، اور آخری رکن عروض۔ اسی طرح مصرع ثانی کا پہلا رکن ابتدا اور آخری رکن ضرب یا عجز کہلاتا ہے اور باقی ارکان کو حشو کہتے ہیں۔

بحور مستعملہ مع وزن و مثال اب ہم مستعملہ بحور اور ان کے مشہور زحافات کے اوزان مع مثالوں کے دیتے ہیں اور کہیں کہیں اُن کی تقطیع بھی کرتے جائیں گے۔

(۱) بحر ہزج

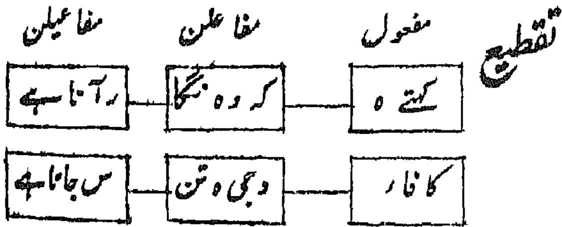
بحر	وزن	مثال
ہزج مثمن سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن دو بار	اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل ما را بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را ستائش گر ہے زاہد اس قدر جس باغ رضواں کا وہ اک گلدستہ ہے ہم بیخودوں کے طاق نسیاں کا
ہزج مثمن مسبغ	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان دو بار۔	بزاری میدہم جاں نی پرسد نگارِ جاناں مسلمانی نمی دانم کجا شد اے مسلماناں حباب آسا محیط عشق سے جو پار اُترتے ہیں گزر جاتے ہیں پہلے سر سے پیچھے پاؤں دھرتے ہیں
ہزج مثمن مقبوض	مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن دو بار	بنفشہ رستہ از زمیں بطرف جوئبار ہا دیا گسستہ حور عین میان کو بہار ہا یہ تھوڑی تھوڑی منہ سے کلائی موڑ موڑ کر بھلا ہو تیرا ساقیا پلا دے خم نچوڑ کر
ہزج مثمن اشتر	فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن دو بار	سرو من شدے بنشیں خانہ را گلستاں کن یک دو جام مے درکش نوش گرداں کن

بحر	وزن	مثال
ہزج مثمن اخرب ؎۱	مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن دوبار۔	کہتے ہو نہ دیں گے ہم دل اگر پڑا پایا — دل کہاں کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا دل باز بجوش آمد جانانِ کہ می آید — بیمار بہوش آمد درمان کہ می آید پھر موج ہوا پیچاں اے میر نظر آئی — شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی تقطیع: مفعول — مفاعیلن — مفعول — مفاعیلن پھر موج — ہوا پیچاں — اے میر — نظر آئی شاید کہ — بہار آئی — زنجیر — نظر آئی
ہزج مثمن ؎۱ اخرب مکفوف مقصور۔	مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل دوبار۔	تا چند مراد غم او پند تواں گفت — چیزے کہ بجائے نرسد چند تواں گفت تیرے لبِ جاں بخش نے پان کی یوں سرخ — عالم نے کہا چشمۂ حیواں میں لگی آگ
ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف الآخر	مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن دوبار۔	اے شیخ مرا راہ خرابات نمودی — میخواست دلم بادہ کرامات نمودی مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کی رقم کا — حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا
ہزج مثمن مکفوف مقصور	مفاعیل مفاعیل مفاعیل مفاعیل دوبار۔	زہے حسن و زہے روئے و زہے نور و زہے نار زہے خط و زہے خال و زہے مور و زہے مار
ہزج مثمن مکفوف محذوف	مفاعیل مفاعیل مفاعیل فعولن دوبار	مرا عشق تو تا کرد بہ سنگام جوانی — چرا باز نہ پرسی تو ز حالم چو بدانی تپ ہجر سے اے یار دل زار جلا ہے — ذرا دیکھ دلِ زار نیا باغ کھلا ہے
ہزج مسدس سالم ؎۱	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن دوبار	قناعت گنج آباد است اگر دانی — ازو تا بیتوانی او بگردانی وہ الٹی لگ گئے ہم سے قسم لینے — جو سچ پوچھو قسم لیتے تو ہم لیتے تقطیع: مفاعیلن — مفاعیلن — مفاعیلن وہ الٹی لگ — گئے ہم سے — قسم لینے جو سچ پوچھو — قسم لیتے — تو ہم لیتے

؎۱ ہزج مسدس سالم اُردو فارسی میں بہت کم استعمال ہوتی ہے

بحر	وزن	مثال
ہزج مسدس مقصور	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل دوبار	نہیں دیتی دکھائی صورت زیست غضب صورت ہوں آیا دیکھ کر آج الٰہی غنچۂ اُمید بکشا گلے از روضۂ جاوید بنما
ہزج مسدس محذوف	مفاعیلن مفاعیلن فعولن ؎	ولا تا کے دریں کاخ مجازی کنی مانند طفلاں عشق بازی کہے کیا ہائے زخم دل ہمارا دہن پایا لب گویا نہ پایا اگر غفلت سے باز آیا جفا کی تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی دم آخر بھی شکوہ کیا نہ کرتا تمہیں بتلاؤ مرتا کیا نہ کرتا
ہزج مسدس مکفوف محذوف	مفاعیل مفاعیل فعولن دوبار	دل آزار جفا کار نگاری جز آزار دلم کار نداری
ہزج مسدس اخرب مقبوض۔	مفعول مفاعلن مفاعلن دوبار	گل پھول لے جو تھے چمن کے جھڑ گئے وہ نقش و نگار سب بگڑ گئے
ہزج مسدس اخرب مقبوض سالم الآخر	مفعول مفاعلن مفاعیلن دوبار	اے از مژۂ تو رخنہ در جانہا اے درد تو کیمیائے درمانہا کہتے ہیں کہ وہ نگار آتا ہے کیا فائدہ جی ہی تن سے جاتا ہے

تقطیع



بحر	وزن	مثال
ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور الآخر۔	مفعول مفاعلن مفاعیل دوبار	گفتی لب من چہ انگبین است خود گو مزہ در کجائے این است
ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف الآخر	مفعول مفاعلن فعولن دوبار۔	تا عشق پریرخان گزیدم از روز خوشی نشان ندیدم بیضاوی صحیح کا بیاں ہے تفصیل کتاب آسان ہے

بحر	وزن	مثال
ہزج مسدس اخرب اشتر مقصور الآخر	مفعولن فاعلن مفاعیل دوبار	صد بارم بیش اگر کشی زار برخیزم تا کشی دگر بار چنچل پیاری تھی ادہ فیل ایک جس پر ہو جائیں غش بد ونیک

۲- بحر رمل

بحر	وزن	مثال
رمل مثمن سالم[۱]	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن دوبار -	مشکل دل بردن کہ تو داری نباشد دلبرے را خواب بندیہا ئے چشمت کم بود جادو گرے را ہے یہ تو جب آئی کوئی نقصان اے شب غم کر دیا ہے
رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبار	ہر کرا بینم سخن با او ز ہر جا میکنم تا کنند ذکر تو صد تقریب ؛ پیدا میکنم عارض گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسد جوشش فصل بہاری اشتیاق انگیز ہے
رمل مثمن مقصور	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان دوبار	ہر کجا بینم مے با عاشق خود مہرباں اقتدا ز بے مہری ماہ خود دم آتش بجاں اس چمن میں مرغ دل گائے نہ آزادی کا گیت آہ یہ گلشن نہیں ایسے ترانے کے لئے کہہ دو رضواں سے یہی پھل پھول سبزہ واں بھی ہے اور کیا جنت میں رکھا ہے جو دکھلائیں گے آپ
رمل مثمن مخبون	فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن دوبار -	شکریت را شد اگر چہ پسہ مور مرتب گمسے نیز بخواہم کہ کند سایہ بران لب گنہ و جرم پہ بھی کرتا ہے تو رزق رسانی تیرے الطاف سے محروم نہ میخوار نہ زانی کر تو ستار ہے سب واقف اسرار نہانی ہمہ را عیب تو پوشی ہمہ را غیب تو دانی ہمہ را رزق رسانی کہ تو موجود عطائی
رمل مثمن مشکول	فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن دوبار	قدرے بخند و از رخ قمرے نمائے ما را سخنے بگو و از لب شکرے نمائے ما را

[۱] یہ بحر بھی اُردو و فارسی میں سالم الآخر بہت بے مزہ معلوم ہوتی ہے ا[illegible] کن میں کوئی نہ کوئی زحاف ضرور ہو جاتا ہے -

بحر	وزن	مثال
	✓	ترے وعدہ پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
رمل مثمن مخبون مقصور	فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان دوبار	تپش دل نہیں بے رابطۂ خوف عظیم کشش وہم نہیں بے ضابطۂ جر ثقیل
رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن دوبار	گرچہ مقصود بلائے دل و دین است مرا ہیچ غم نیست کہ مقصود ہمین است مرا شرکت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری
رمل مثمن مسبغ	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلیان دوبار	تا بکے گریم بزاری ہمچو ابر نوبہاراں از سر اندر وہ حسرت فراق گلعذاراں
رمل مسدس سالم	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن دوبار	اے نگارین روئے دلبرزاں مائی رخ مکن پنہاں چو اندر جان مائی قتل عالم کر چکا غمزہ تو بولے کیا کیا اے خانماں برباد تو نے
رمل مسدس مقصور	فاعلاتن فاعلاتن فاعلان دوبار۔	ہے یہاں کس کو شب فرقت میں ہوش ہو چکی ہو گی ہزاروں بار صبح
رمل مسدس محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبار	بشنو از نے چون حکایت میکند وز جدائیہا شکایت میکند کنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کھلا کاشکے ہوتا قفس کا در کھلا
رمل مسدس مخبون محذوف	فاعلاتن فعلاتن فعلن دوبار۔	گر سخن زاں لب چوں نوش بود پستہ را خندہ فراموش بود
رمل مسدس مخبون مقصور	فاعلاتن فعلاتن فعلات دوبار	شکر بے لعل تو کان نمک است گرچہ شکر نہ مکان نمک است
رمل مربع سالم	فاعلاتن فاعلاتن دوبار۔	پیچ اٹھا کر دل پھنسا کر جا ملا دشمن سے دلبر
رمل مربع مقصور محذوف	فاعلاتن فاعلان دوبار۔	بوسہ رخ دو ہمیں دل ہم اپنا دیں تمھیں دو دل اپنا صنم کیوں نہ ہم تم سے کہیں

بحر	وزن	مثال
رمل مربع مخبون	فعلاتن فعلاتن دوبار	اری موتی ادھر آ تو کہ سکھائے ہنر آ تو مرے دل کی بھی خبر ہو نہ کچھ اے بیخبر آ تو
رمل مربع مشکول	فعلات فاعلاتن دوبار۔	وہ غریب کھیت والے وہ امید وار دہقان کہ کھڑی ہو جنکی کھیتی کہیں کھیت کٹ رہا ہو

۳۔ بحر رجز[۱]

بحر	وزن	مثال
رجز مثمن سالم	مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن دوبار	عید است جام زرفشاں از مے گرانبار آمدہ ہر ذرہ اپنے دامن کشاں در دیہ خمار آمدہ شاہا بہ تا آنی نگر خاقانی ثانی نگر نے روح خاقانی نگر اینک بگفتار آمدہ (یہ پورا قصیدہ مسجع ہے) ہر دم جو اسکی ابروان جنبش میں ہیں کانپے ہو جاں لیتی ہیں آنکھیں جھپکیاں چلتی ہے تلوار اس قدر
رجز مثمن مطوی	مفتعلن مفتعلن مفتعلن مفتعلن دوبار	می شگفد گل بچمن از نسیم سحری وہ چہ شود گر نفسے بچے پیا بادہ گری خواب میں اک بوسہ اگر لب کا پایا تو لگا رات اندھیری میں مرے دزد حنا ہاتھ لگا
رجز مثمن مطوی مخبون	مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن دوبار	دیدہ ور آنکہ تا نہد دل بجمال دلبری در رگ سنگ بنگر و رقص بتان آذری دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

[۱] اس بحر کے خصوصیات حسب ذیل ہیں۔ (۱) رجز مثمن عربی میں بہت کم مگر مسدس و مربع زیادہ استعمال ہوتی ہیں۔ برخلاف اس کے فارسی اور اردو میں مثمن ہی زیادہ استعمال ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے ارکان کا ٹھہراؤ کانوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے (۲) اس بحر میں زحافات بہت کم آتے ہیں اس کے صرف پانچ زحاف مشہور ہیں یعنی خبن، طے، قطع، اذالہ اور ترفیل۔ (۳) فارسی و اردو میں ہشت رکنی اور شانزدہ رکنی بحریں اکثر مسجع ہوتی ہیں۔ اور بہت بالطف معلوم ہوتی ہیں۔ جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہوگا۔

بحر	وزن	مثال
رجز مثمن مخبون مطوی	مفاعلن مفتعلن مفاعلن مفتعلن دو بار	فغاں کناں ہر سحر سے بکوئے تو می گزرم ۔ چو نیست رہ سوئے توام بہ بام و در می نگرم
رجز مثمن مطوی مرفل	مفتعلاتن مفتعلاتن مفتعلاتن مفتعلاتن دو بار	تو سر دنیا ظل الٰہی حکم ترا تا ماہ ز ماہی ۔ تحت ترا ہو تا بہ ثریٰ اور فوق ہو تیرا تا بہ ثریا (ذوق)
رجز سالم شانزدہ رکنی	مستفعلن ہر مصرع میں آٹھ بار	آئی بہار اب ہر چمن ۔ ہے بلبل و گل کا وطن ۔ دیر و حرم سے نعرہ زن ۔ آئے ہیں شیخ و برہمن زاہد سے کہہ دو بے سخن ۔ ہے فصل گل توبہ شکن ۔ گر چاہیے عیش جان و تن میخواروں کا سیکھے چلن (غلام امام شہید)
رجز مسدس سالم	مستفعلن مستفعلن مستفعلن دو بار	ہم کو ملا جو لطف کوئے یار کا ۔ کب وہ صبا کو لطف ہے گلزار کا ساقی بعشرت کوش در دوران گل ۔ مگذار از کف جام تا پایان گل
رجز مسدس مطوی	مفتعلن مفتعلن مفتعلن دو بار	ظلم کا اب اُس سے گلا لطف ہے ۔ جو نہ سُنے شکوے کا کیا فائدہ نیست مرا جز تو نگارا دگرے ۔ می نکنی ہیچ بحالم نظرے
رجز مربع سالم	مستفعلن مستفعلن دو بار	اس عشق نے رسوا کیا ۔ میں کیا بتاؤں کیا کیا آہ دل ناشاد نے ۔ اور آسماں پیدا کیا (واجد علی شاہ اختر)

۴- بحر کامل[1]

بحر	وزن	مثال
کامل مثمن سالم	متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن دو بار	بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ ۔ حسنت جمیع خصالہٖ صلّوا علیہ وآلہٖ رہ عشق کے کج و پیچ میں جو رفیق تھے سو جدا ہوئے مگر ایک نالہ و آہ کو مرے دم سے ہمسفری رہی یونہی اشک کی ہے جھڑی لگی مری چشم تر سے ہر آن ہی یہ عجیب لطف ہے ابر کا کہیں ساں ہو نہ گماں ہی

[1] اس بحر میں زحافات کم آتے ہیں۔

بحر	وزن	مثال
	۵- بحرِ وافر[۱]	
وافر مثمن سالم	مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن دوبار	چہ شد صنما کہ سوئے کسے بچشم رضا نمی نگرے ز رسم جفا نمی گذری طریق وفا نمی سپری
	۶- بحر متقارب یا تقارب	
متقارب مثمن سالم،	فعولن فعولن فعولن فعولن دوبار	کسی نے یہ بقراط سے جاکے پوچھا مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا اگر سرو من در چمن جا بگیرد عجب باشد از سرو بالا بگیرد
متقارب مثمن سالم مضاعف یعنی شانزدہ رکنی،	فعولن ہر مصرعہ میں آٹھ بار	تمنا نہیں ہو کہ امداد دل کو تپش کا صلہ ہو کہ مزد قلق ہو یہی حق ہے قاتل اگر حق دلائے یہ بسمل ترے پاؤں پہ جاں بحق ہو
متقارب مثمن محذوف،	فعولن فعولن فعولن فعل دوبار	یہ حسن و جوانی اور اس پر یہ غم ستم ہے ستم ہو ستم ہے ستم چو آیم بکویت کہ عیب من کہ بے اختیارم در یں آمدن
متقارب مثمن مقصور[۲]	فعولن فعولن فعولن فعول دوبار	پلا ساقیا مجھ کو جام شراب وہ پانی کہ ہو جس میں موتی کی آب مرا گشت آں مہ چو ہجراں نمود ز مرگم خبر بود از نسیم نبود
متقارب مثمن اثرم سالم الآخر	فعلن فعولن فعلن فعولن دوبار	دست جنوں سے اپنے ڈٹے دیا سونے نہ پائے ٹک پاؤں پھیلا آشوب جانی شوخ جہانی بے اعتقادی نامہربانی

۱؎ یہ بحر عربی سے خصوصیت رکھتی ہے، فارسی اور اُردو میں بہت کم مستعمل ہے۔

۲؎ دو مصرعوں میں اجتماع قصر و حذف یعنی آیا ساہیں فعول اور آیا دیں فعل جائز ہے مثلاً ؎

کوئی نا اُمیدانہ کرتے نگاہ سو تم ہم سے منہ بھی چھپا کر چلے (میرؔ)

بحر	وزن	مثال
متقارب مثمن اثلم	فعلن فعلن فعلن فعلن دو بار	دیکھ اُس رُخ کی نور افشانی شمع مجلس پانی پانی
متقارب مثمن اثرم سالم الآخر	فعلُ فعولن فعلُ فعولن دو بار	شعر رواں ہے اشک رواں ہو راگ سینے سے مشق فغاں ہو
متقارب مثمن اثرم مضاعف	فعل فعولن ہر مصرع میں چار بار	اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا
متقارب مثمن مقبوض اثلم	فعول فعلن فعول فعلن دو بار	تڑپ رہا ہوں میں نیم بسمل خبر لے میری شتاب قاتل
متقارب مثمن مقبوض مضاعف	فعول فعلن ہر مصرع میں چار بار	سدا ہے اُس آہ چشم تر سے فلک پہ بجلی زمیں پہ باراں نکل کے دیکھو ٹک اپنے گھر سے فلک پہ بجلی زمیں پہ باراں زہے دو چشمت بجون مردم کشادہ تیر و کشیدہ خنجر رخ چو ماہت صباح دولت خط سیاہت شب معنبر

۷ - بحر متدارک[۱]

بحر	وزن	مثال
متدارک مثمن سالم	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن دو بار	ہاتھ کیا پہونچے گیسوئے خمدار تک دور کھنچنے لگا دامن یار تک حُسن لطف ترا بندہ شد مہر و مہ خط و خال ترا مشک چین خاک رہ
متدارک مثمن محذوف	فاعلن فاعلن فاعلن فع دو بار	اپنی صورت ذرا تم دکھا دو میرے دل کی لگی کو بجھا دو
متدارک مثمن محذوف مضاعف	فاعلن فاعلن فاعلن فع ہر مصرع میں دو بار	جان دیتی ہوں اُدھر دیکھو آنکھیں کھولو ذرا منہ سے بولو اپنی بیکس بہن کی خبر لو میرے اچھے مظلوم بھائی اکثر نوحے اسی بحر میں ہیں۔

۱ اس بحر کو خلیل بن احمد کے بعد اخفش نے نکالا تھا۔

بحر	وزن	مثال
متدارک مثمن مخبون	فعِلن فعِلن فعِلن فعِلن دو بار (عین کے کسرے سے)	مرا دشمن اگرچہ زمانہ رہا ترا یوں ہی رہیں دوست یگانہ رہا چو درخت نہ بود گل باغ ارم چو قدت نہ بود قد سرو چمن
متدارک مثمن مخبون مضاعف	فعِلن ہر مصرع میں آٹھ بار	نہ گلوں میں گلوں کی سی بو وہ رہی نہ عزیز و غریب لطف کی خو وہ رہی نہ وہ آن رہی نہ امنگ رہی نہ وہ رندی و زہد کی جنگ رہی
متدارک مثمن مقطوع[1]	فعْلن فعْلن فعْلن فعْلن دو بار	ہردم کرتا ہوں میں زاری دیکھی بس بس تیری یاری ہردم پیشت دارم زاری از غم تا کے زارم داری
متدارک مثمن مقطوع المضاعف۔	ہر مصرع میں فعْلن آٹھ بار	ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
متدارک مثمن مخبون[2]	فعِلن فعِلن فعِلن فع دو بار	کیا کہیے کیسا کچھ تھا القصہ ایسا کچھ تھا

بحور مرکب[3]

۱۔ بحر منسرح

بحر	وزن	مثال
منسرح مثمن مطوی موقوف	مفتعلن فاعلان مفتعلن فاعلان دو بار	آنکہ دلم صید او دست نگارین است دست بخونم نگار کرد و نگارین است

[1] اس کو صوت الناقوس بھی کہتے ہیں۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کہیں جا رہے تھے راہ میں ایک شخص ناقوس بجا رہا تھا آپ نے فرمایا کہ ناقوس کہتا ہے حقاً حقاً حقاً حقا صدقاً صدقاً صدقاً صدقا ۔ اور یہی اس بحر کا وزن ہے ۔

[2] اکبر الہ آبادی کا "جلوۂ دربار دہلی" اسی بحر میں ہے

[3] حسب ذیل بحریں شعرائے عجم کے یہاں متروک ہیں یعنی طویل، مدید، بسیط، وافر، مقتضب اور جو بحریں تازی میں رائج ہیں وہ یہ ہیں۔ ہزج، رمل، سریع، خفیف، مجتث، مضارع، منسرح، متدارک، متقارب۔ تازی میں بحر کامل سوائے سالم کے حالت کبھی استعمال نہیں ہوتی۔

بحر	وزن	مثال
منسرح مثمن مطوی مکسوف	مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن دوبار	دل میں ہم اپنے نیاز رکھتے ہیں کس طرح راز سو چھپے ہو اسکو یہ بھید جسکی نہ ہو چشم کور اے ز رخت روشنی خانۂ چشم مرا چشم و چراغ ہمہ خواجۂ ہر دو سرا یار کو قاصد مرے جا کے اگر دیکھنا میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا
منسرح مثمن مطوی منحور	مفتعلن فاعلات مفتعلن فع دوبار	چوں غم ہجران او نداشت نہایت عاقبت اندوہ عشق کرد سرایت آ کہ مری جان کو قرار نہیں ہے طاقت بیداد انتظار نہیں ہے
منسرح مثمن مطوی مجدوع	مفتعلن فاعلات مفتعلن فاع دوبار	من شنیدم کہ خط برآب نویسند آیت خوبی بر آفتاب نویسند شعر تو بے ربط و پوچ کہنے سے ہے شوق تیسرا انھیں خلق میں شہرے سے ہے دق
منسرح مسدس مطوی	مفتعلن فاعلات مفتعلن دوبار	شاہ جہاں باد تا زمانہ بود کز کرمش خلق شادمانہ بود نالۂ دل نارسا ہے یار تلک اپنی پہنچ کب ہے گلعذار تلک
منسرح مسدس مطوی مقطوع	مفتعلن فاعلات مفعولن دوبار	بسکہ بہ بویت اسیر شد جانم گر بگذاری گریخت نتوانم آنکھوں میں مے کا خمار اب تک ہے سچ کہیں ہم کو تو آپ پر شک ہے

۲ - بحر مقتضب

بحر	وزن	مثال
مقتضب مثمن مطوی	فاعلات مفتعلن فاعلات مفتعلن دوبار	سرو گلعذار منی فصل نو بہار منی من اگرچہ ننگ توام عز و افتخار منی یار بیوفا سے ہیں کب امید وصل ہوئی شوخ دلربا سے ہیں کب امید وصل ہوئی
مقتضب مثمن مطوی مقطوع	فاعلات مفعولن فاعلات مفعولن دوبار	کارگاہ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے برق خرمن راحت خون گرم دہقاں ہے

۳ - بحر مضارع

بحر	وزن	مثال
مضارع مثمن سالم	مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن دوبار	ز مخموری رنج دارم بیا ساقی ساغرم دہ وگر نقلے خواہم از تو ز کنج لب شکرم دہ

بحر	وزن	مثال
مضارع مثمن اخرب	مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن دوبار۔	از تو دفا نیاید دانی کہ نیک دانم وز من جفا نہ خیزد دانم کہ نیک دانی دل کا پتہ نہ پایا زلفوں کو کھول دیکھا گیسو کو ڈھونڈھ ڈالا ہر طرہ ٹٹول دیکھا
مضارع مثمن اخرب محذوف	مفعول فاعلاتن مفعول فاعلن دوبار۔	رکھتا نہیں ہے مطلق تاب عتاب دل پہلو میں ہو گیا ہے مثل کباب دل
مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلان دوبار	بازم ہوائے آں لب میگوں گرفتہ است معلوم می شود کہ مرا خون گرفتہ است کیا کام ہم کو سجدۂ دیر و حرم کے ساتھ مستوں کا سر جھکے ہے تو ساقی خم کے ساتھ
مضارع مثمن مکفوف مقصور ×	مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلات دوبار	اگر آں طرہ ہست مشک بہ چوں نہاد بوئے درآں چہرہ ماہ چو ادر کشیدہ روئے ارے دل کہا تو مان نہ زلف دوتا کو چھیڑ خبردار کیا کرے ہے نہ کالی بلا کو چھیڑ
مضارع مثمن اخرب مکفوف +	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلاتن دوبار۔	دل ہے رخ تو صورت جاں رانمی شناسد جاں ہے لب تو گوہر کاں رانمی شناسد اے عشق مجھ کو میرے ستانے سے فائدہ کیا جب دل ہی جل چکا ہو جلانے سے فائدہ کیا
مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف،	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن دوبار	اے پیک داستان تہ سر در دانگو احوال گل بہ بلبل دستان سرا بگو ہرگز نہ آگ سینۂ پر سوز کی بجھی گو سیل اشک آنکھ سے میری بہا کیا
× مضارع مسدس اخرب مکفوف سالم	مفعول مفاعیل فاع لاتن دوبار	شکوہ ہے کسی کا نہ ہم کو اے دل اے نیشہ جان اب تو اسکا اے دل
مضارع مسدس اخرب مکفوف مقصور	مفعول مفاعیل فاعلان دوبار	کیوں چاک گریباں گل نہو ہو تنگ قبائے گلستاں کی

بحر	وزن	مثال
۷ مضارع مسدس اخرب مکفوف محذوف	مفعول فاعلات فعولن دو بار	تا صبح نیند آئی نہ دم بھر تو چکیاں چلیں میرے سر پر

۴- بحر مجتث

بحر	وزن	مثال
مجتث مثمن مخبون	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن دو بار۔	ز دور زیست میسر نظر بروئے تو مارا چہ دولت است تعالی اللہ از قد تو قبارا موافقت میں عناصر کی گر نفاق نہ ہوتا فراق روح کا قالب سے اتفاق نہ ہوتا
مجتث مثمن مخبون مقصور	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان دو بار۔	زبسکہ درد تو در جان ناتوان من است بلاک من طلبد ہر کہ مہربان من است اگر شراب کی موجیں نہیں شراب میں سانپ خط شعاع سے لہرائیں آفتاب میں سانپ
مجتث مثمن مخبون محذوف	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن (عین کے کسرے سے) دو بار	شفا چو در قدم تست مبتلا شدہ ترا بمردن خرام کہ دردے مباد پائے ترا جگر میں زخم کا شاید کہ اب نشان رہا جو اپنی چشم سے سیلاب خون روان رہا
مجتث مثمن مخبون مقطوع	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن (بسکون عین) دو بار	اگرچہ یار مرا نیست رسم دلداری بدین خوشم کہ ندارد بدیگرے یاری شب وصال میں پر قلق ابھی تو ہے سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے
مجتث مثمن مخبون مقطوع مسبغ	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان دو بار	چہ گویم از سر مستی لبت مئے ناب است مرنج از سخن ما کہ عالم آب آب است رہا ہے شانہ صفت کشمکش میں وہ اک عمر رکھا ہے جس نے تری زلف عنبریں پہ دانت
مجتث مثمن مشعث مخبون محذوف یا مسکن مقصور	مفاعلن مفعولن مفاعلن فعلن (بسکون عین) دو بار۔	کسی کو ہرگز اپنا نہ جانیو اے شاد کہ دشمن جان ہوتا ہے بھائی بھائی کا ۲

۵۔ بحر طویل[1]

بحر	وزن	مثال
طویل مثمن سالم	فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن دو بار۔	دلآرام یار اگر بو عدہ وفا بودے ہوئے بدے کا خر تسلی بما بودے تمہاری جدائی میں ہوں پر دم آیا ہے کوئی تنگ جی سے یوں مسیحا کم آیا ہے

۶۔ بحر مدید

بحر	وزن	مثال
مدید مثمن سالم	فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن دو بار	اے دل پردرد از لعل تو درمان شدہ خاک پایت بناز د چشمۂ حیواں شدہ اور تو باتیں بری چھوڑ دیں سب خیر سے پر نہ اس کوچے کی باز آیا اب تک سیر سے

۷۔ بحر بسیط

بحر	وزن	مثال
بسیط مثمن سالم	مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن دو بار	اے باد صبانت دلم شاداں زدو رفلک ہجر تو برخاطرم چوں برجراحت نمک گھبرا گیا گھر میں دل الفت ہوئی وحشت سے بہلائیں دل اے جنوں جنگل کی اب گشت سے
بسیط مثمن مخبون	مفاعلن فعلن مفاعلن فعلن دو بار	بچہرۂ چوں قمرے بلعل لب چوں شکرے بُرخ چو برگ گلے بزلف مشک ترے دکھا دے شکل ذرا صنم برائے خدا یہ ہے سوال مرا گلہ رہے نہ ذرا
بسیط مسدس مطوی	مفتعلن فاعلن مفتعلن دو بار	دل تو ربودی بتا از من نیست بغیر تو کس دلبر من دیکھ سکے مجھ کو پری اک ذری ہو گئی مجھ کو وہیں بے خبری

[1] بعض لوگ غلطی سے ہر اس بحر کو جس میں رکن زیادہ ہوں یعنی رکن یا ارکان کی بنیاد پر بار بار تکرار ہو بحر طویل خیال کرتے ہیں حالانکہ اصل بحر طویل عرب کے ساتھ مخصوص ہے اور اردو اور فارسی میں اس بحر میں بہت کم شعر کہے گئے ہیں۔

۸- بحر سریع[1]

بحر	وزن	مثال
سریع مسدس مطوی مکسوف	مفتعلن مفتعلن فاعلن دوبار	شیر خدا شاہ ولایت علی / صیقلی شرک خفی و جلی (جامی) غیر بھی کیوں تجھ سے بنا بیٹھے گر / جرم وفا قابل تعزیر ہے
سریع مسدس مطوی موقوف	مفتعلن مفتعلن فاعلان دوبار	دل کہ زخوباں ہمہ غم دیدہ است / بیشتر از عمر ستم دیدہ است مرد سے بولے کہ نہ کر دو نکاح / زن سے کہے چار ہیں شوہر مباح
سریع مسدس مطوی مقطوع مجدع	مفتعلن مفعولن فاع دوبار	نالہ ہمارا ہے پُر زور / سنگ کو بھی کرتا ہے چُور
سریع مسدس مطوی مقطوع منحور	مفتعلن مفعولن فع دوبار	عشق کا دیوانہ ہے دل / ابرو سے اُس کی جاں بسمل
سریع مسدس مخبون مکسوف	مستفعلن مستفعلن فعولن دوبار	اے دل نہ جا زلفوں میں اُس صنم کی ہر چہ حسین اُس کی قید ہے ستم کی

۹- بحر خفیف[2]

بحر	وزن	مثال
خفیف مسدس مخبون	فاعلاتن مفاعلن فعلاتن دوبار	اے صبا بوسہ زن زمین درِ او را / ور نہ بجد لب چو شکر او را دل مضطر تڑپ رہا ہے لیکن / نظر آتی نہیں وصال کی صورت
خفیف مسدس مخبون مقصور	فاعلاتن مفاعلن فعلان دوبار	ہم نبی را وصی و ہم داماد / چشم پیغمبر از جمالش شاد نزع تک وصل کی ہے یار اُمید / ہے تسلی ایک دم ہزار اُمید

[1] یہ بحر شعرائے عرب و عجم نے بہت کم استعمال کی ہے اور اگر کی ہے تو صرف مسدس کی صورت میں۔

[2] فارسی شاعروں نے اس بحر کو سوائے مسدس کے اور کسی طریقے سے نہیں برتا۔

بحر	وزن	مثال	
خفیف مسدس مخبون محذوف	فاعلاتن مفاعلن فعلن دوبار	ہر شب از شوق جامہ پارہ کنم	عاشقم عاشقم چہ چارہ کنم
		انھیں باتوں میں تھا وہ رشک چمن	کہ جو اتنے میں قتیل قطع سخن
خفیف مسدس مخبون مقطوع	فاعلاتن مفاعلن فعلن	با تو سرّے ز درد ما تواں گفتن	ایں سخن را کجا تواں گفتن
		شکن زلف عنبریں کیوں ہے	نگہِ چشم سرمہ سا کیا ہے
×	١٠- بحر جدید		
جدید مسدس سالم	فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن دوبار	لے گیا وہ بے مروت آرام دل	کچھ نہیں باقی رہا اب جز نام دل
		ہر شبم گوئی کہ فردایت خوش کنم	چند فردا رفت شاید فردا کنی
جدید مسدس مخبون	فعلاتن فعلاتن مفاعلن دوبار	غزل اب اور بھی بحروں میں کہہ کے پڑھ	نہ ملا اس میں بھی انشا سراغ دل
	١١- بحر قریب[1]		
قریب مسدس مکفوف	مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن دوبار	خداوند جہاں بخش شاہ عادل	شہنشاہ جواں بخت نژاد کامل
قریب مسدس مکفوف محذوف یا مقصور	مفاعیل مفاعیل فاع لان دوبار	بسودائے سر زلف مشکبار	پریشانم و ہم تیرہ روزگار
قریب مسدس اخرب مکفوف	مفعول مفاعیل فاعلاتن دوبار	تا طبع رہی برقرار باشد	مداح در شہریار باشد

فاعلاتن	مفاعیل	مفعول
رار باشد	رہی برق	تا طبع
یار باشد	در شہر	مداح

[1] ان بحروں میں اُردو میں بہت کم اشعار ملتے ہیں، اسی لیے ان کے بہت کم نمونے یہاں دیے گئے۔

۱۲ - بحر مشاکل

بحر	وزن	مثال
مشاکل مسدس مکفوف مقصور	فاعلات مفاعیل مفاعیل دوبار	یار غم شدہ ام در شب دیجور زاں سبب کہ نہ شد بروز محن دور بار غم کو اٹھانا ہی پڑا آہ داغ ہجر کو کھانا ہی پڑا آہ

۳ - قافیہ کے متعلق

قافیہ کی تعریف قافیہ اُن چند حروف معین کا نام ہے جو (درصورت مطلع غزل یا قصیدہ اور ابیات مثنوی کے) بیت کے دونوں مصرعوں کے آخر میں اور اس کے سوا دوسری صورتوں میں بیت کے دوسرے مصرعہ کے آخر میں مختلف الفاظ کے اندر مکرر آئیں اور مستقل نہ ہوں۔ مگر آج کل کی اصطلاح میں جو لفظ شعر کے آخر میں ردیف کے پہلے آئے (اگر غزل ردیف دار ہو) اور اگر غزل ردیف دار نہ ہو تو بیت کا پورا آخری لفظ قافیہ کہلاتا ہے۔ مثلاً ؎

کیوں کر اُس بت سے رکھوں جان عزیز کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز

اس میں "عزیز" ردیف اور پورا لفظ "جان و ایمان" قافیہ ہے۔ اسی طرح ان اشعار میں ؎

نے گل نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز میں ہوں اپنی شکست کی آواز

تو اور آرائش خم کاکل میں اور اندیشہ ہائے دور و دراز

چونکہ کوئی ردیف نہیں ہے۔ اس لئے مطلع میں دونوں آخری لفظ یعنی "ساز و آواز" اور باقی ابیات میں صرف دوسرے مصرعہ کا آخری لفظ یعنی دراز قافیہ ہیں[۱]

قافیہ کے اجزائے ترکیبی یعنی وہ حروف جن سے مل کر قافیہ بنتا ہے ایسے حروف جن سے مل کر قافیہ بنتا ہے۔ تعداد میں نو ہیں یعنی روی اور چار حروف جو اس کے پیشتر آتے ہیں یعنی (۱) ردف (بکسرہ) (۲) قید (۳) تاسیس (۴) دخیل۔ اور چار حروف جو روی کے بعد آتے ہیں

[۱] بلاغت کی کتابوں میں اس پر بڑی بحث کی گئی ہے کہ آیا پورا لفظ قافیہ کہا جائے یا اُس کے چند آخری حروف جو نہیں بدلتے مثلاً اوپر کی مثال میں "الف" اور "ز" جن میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ اصلی قافیہ ہیں اور بدلنے والے حروف مثلاً اوپر کی مثال میں "س"، "و"، "ر" داخل قافیہ نہیں ہیں۔

یعنی (۱) وصل (۲) خروج (۳) مزید (۴) نائرہ۔

ان حروف کی ترتیب نقشہ کی صورت میں اس طرح دکھلائی جاسکتی ہے۔



(۱) الفاظ قسم۔ قدم۔ درم۔ مرہم میں حرف "میم" روی ہے اور باقی اجزائے مذکورہ بالا میں سے کوئی نہیں ہے
(۲) الفاظ کار۔ بار۔ یار۔ تار وغیرہ میں "ر" حرف روی اور "الف" ردف ہے۔ اور باقی اجزائے مذکورہ بالا میں سے کوئی نہیں ہے
(۳) الفاظ درد۔ سرد۔ زرد۔ مرد میں "د" حرف روی اور "ر" حرف قید ہے اور باقی اجزائے مذکورہ بالا میں سے کوئی نہیں ہے۔
(۴) حال۔ شامل۔ کامل۔ عامل میں "ل" حرف روی "الف" تاسیس اور "میم" دخیل ہے۔
(۵) سوختہ۔ اندوختہ میں "ت" حرف روی "خ" روی مضاعف (یا ردف زائد) "و" ردف اور "ہ" وصل ہے۔
(۶) بروش۔ خوردمش میں "د" روی "م" وصل "ش" خروج ہے۔ کاویں، تراشیں میں "الف" تاسیس۔ "و" دخیل "ش" روی "ی" وصل اور "نون" خروج ہے۔
(۷) بردیم۔ خوردیم میں "د" روی "ی" وصل "م" خروج "ش" مزید ہے۔ گرے گا۔ پھرے گا میں "ر" روی "ے" وصل "گ" خروج "الف" مزید ہے۔ اسی طرح بردیمش۔ خوردیمش میں "ش" نائرہ۔ اور گھسیٹنگے، چھینیگے اور توڑینگے پھوڑینگے میں آخری "ے" نائرہ ہے

حرف روی حرف روی کو جو متذکرہ بالا حروف قافیہ کا حرف وسط ہے قافیہ کی اصل اور اساس سمجھنا چاہیئے۔ بغیر اس کے قافیہ کا وجود نہیں۔ اس کا تغیر قافیہ کا سخت ترین عیب ہے۔ گو کہ بعض صورتیں اس کے جواز کی بھی پیدا کر لی گئی ہیں جیسا کہ بعد کو معلوم ہوگا۔ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) روی مقید۔ (۲) روی مطلق۔

روی مقید روی مقید وہ روی ساکن ہے جو مصرعہ یا بیت کے آخر میں مکرر آوے۔ مثلاً ؎

پھر ہوست میں جو گئی آج میسر ہی تو کیا چھپکر ۔۔۔ دی خوشی نے وہیں آکر در دل پر دستک

ط قافیہ کے یہ نو حروف ایک قطعہ میں اس طرح جمع کئے گئے ہیں ؎

قافیہ در اصل یک حرف است و ہشت آن را تبع ۔۔۔ چار پیش و چار پس این نقطہ آنہا دائرہ
حرف تاسیس و دخیل و ردف و قید آنگہ روی ۔۔۔ بعد ازاں وصل و خروج است و مزید و نائرہ

ایک خورشید لقا طرفہ جوان ارشق — تاب رخسار فلک سرخی رخسار شفق

پہلے شعر میں "ک" اور دوسرے میں "ق" حرف روی ہے اور چونکہ ساکن ہے اس کو روی مقید کہتے ہیں۔

روی مطلق — جب روی کے بعد کوئی حرف وصل لگایا جائے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں روی متحرک ہو جائے گا۔ ایسے روی کو روی مطلق کہتے ہیں۔ جیسے ؎

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں — میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں

اس میں حرف "د" روی ہے جو بسبب اسے وصل کے متحرک ہو گیا۔ اس کو روی مطلق کہتے ہیں۔

روی مجرّد — جب کسی مصرعہ یا بیت میں سوائے حرف روی کے اول و آخر کوئی دوسرا حرف قافیہ نہ ہو تو وہ روی مجرد کہلاتا ہے۔ جیسے اوپر کی مثال میں حرف "ک" "ق" روی مقید بھی ہے اور مجرد بھی۔

حرف ردف — وہ الف، واؤ، یا یائے ساکن جو حرف روی کے عین ماقبل واقع ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں
(۱) جب کہ درمیان حرف روی اور ایسے الف، واؤ، ی کے کوئی دوسرا حرف واسطہ نہ ہو۔ جیسے جہاں، زباں، ستون، زبوں، جبیں، مکیں وغیرہ۔ ایسے ردف کو **ردف اصلی** یا ردف مطلق یا ردف علی الاطلاق کہتے ہیں
(۲) اگر کوئی دوسرا حرف درمیان میں واقع ہو تو یہ **ردف زائد** کہلاتا ہے۔ وہ حروف جو بطور ردف ردف زائد فارسی میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد عموماً چھ ہے۔ خ - ر - س - ش - ف - ن۔[1] جیسے ساخت۔ تاخت۔ آرد۔ کارد وغیرہ

مثلاً ؎ عجب است دوش از صبحدم مژدہ تتار آمدہ — ہر چہ رخ دوش از جام جم یک نیمہ دیدار آمدہ

تتار اور دیدار قافیہ۔ "د" حرف روی اور "الف" ردف اصلی ہے۔

؎ ہوئی جب جسم آدم کیلئے تخمیر مٹی کی — فلک سے اور ملک سے بڑھ گئی توقیر مٹی کی

تخمیر۔ توقیر۔ قافیہ۔ "ر" روی اور "ی" ردف اصلی ہے۔

؎ کہ چشمان دل مبیں جز دوست — ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

اس میں "ت" حرف روی۔ "و" ردف اصلی اور "س" ردف زائد ہے۔[2]

حرکات ردف — حروف ردف اصلی یعنی واؤ، الف، ی کی حرکتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ اگر ضمہ قبل واؤ اور کسرہ قبل ی خوب کھینچ کر پڑھا جائے تو ایسے واؤ اور ی کو معروف کہتے ہیں جیسے دُور

[1] ردف زائد شش بود اے ذوفنون — خا و را و سین و شین و فا و نون

[2] بعض محققین نے ایسے حرف کو ردف نہیں بلکہ روی شمار کیا ہے اور اس کا نام روی مضاعف رکھا ہے۔

نور، دید، عید وغیرہ۔ اور اگر ہلکے طور سے بغیر کھینچے ہوئے پڑھا جائے تو ایسے واؤ اور یٰ کو مجہول کہتے ہیں جیسے زور، گور، کور، تیز، مہمیز وغیرہ۔

واؤ اور یٰ معروف و مجہول کا قافیہ میں جمع کرنا

فارسی اور اردو دونوں میں جائز ہے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہوگا۔

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا　　　موسیٰ نہیں کہ سیر کروں کوہ طور کا

ہم تو قفس میں آن کے خاموش رہ گئے　　　اے ہمصفیر فائدہ ناحق کے شور کا

(سودا)

اس میں ظہور اور طور کا واؤ معروف اور شور کا مجہول ہے

؎ رحم کے قابل ہے ظالم حال اس نخچیر کا　　　جلد چھوڑ اک ہاتھ کب ہنگام ہوا بے دیر کا

نخچیر کی یٰ معروف اور دیر کی مجہول ہے۔

؎ عشق آورد در ستیز مرا　　　کند عقل کرد تیز مرا

خلوت خاص حسن و عشق بگو　　　کہ برون کردہ اند نیز مرا

اس میں ستیز اور تیز کی یٰ مجہول اور نیز کی یٰ معروف ہے۔

؎ خاموش دبیر اب نہیں لکھنے کا ہے مقدور　　　ان میں ہیں بہتر شہدا بے کفن و گور

مقدور کا قافیہ گور سے کیا ہے ناسخ ایسا مصلح زبان کہتا ہے ؎

ہم نماز ور ہیں جو تا دیر کھڑے رہتے ہیں　　　سامنے پیر ہے پیر کھڑے رہتے ہیں

دیر یائے مجہول کا قافیہ پیر یائے معروف سے کیا ہے۔

یہ ایک مہمل سی بات ہے اور زبان کی کم مائگی اور شاعر کی مجبوری کی علامت ہے کہ دیر (یائے مجہول) کا قافیہ (پیر یائے معروف) اور ظہور، طور (واو معروف) کا قافیہ زور، شور (واو مجہول) کے ساتھ کیا جائے۔ فارسی میں تو اس کیلئے ایک عذر معقول بھی ہے کیونکہ اہل عجم واؤ اور یائے مجہول کو بول چال میں مثل معروف کے استعمال کرتے ہیں مثلاً ستیز اور تیز کو وہ بولتے ہی اس طرح سے ہیں کہ یائے معروف معلوم ہوتی ہے۔ پس اس کا قافیہ وہ چیز اور نیز کے ساتھ بے تکلف کر سکتے ہیں مگر اردو میں یہ صورت نہیں ہے۔ معروف و مجہول کا تلفظ بالکل علیحدہ علیحدہ ہے لہذا ایسے الفاظ کا خلط ملط استادی سے بعید اور کورانہ تقلید کی ایک بین مثال ہے۔

حرف قید | قید وہ حرف ساکن ہے جو سوائے حروف مدہ یعنی واو، الف، یٰ کے ردی کے عین قبل آئے۔ جیسے درد، سرد میں حرف "ر"۔ ابر، صبر میں حرف "ب"۔ وجد، نجد میں "ج"۔ بزم، رزم میں "ز"۔

حشر، نشر میں "ش"۔ عقل، نقل میں "ق"۔ ذکر، فکر میں "ک" حرف قید ہے۔[1]

اختلاف قید قید کا اختلاف قافیہ میں ناجائز ہے مگر کہیں کہیں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ جیسے ؎

چہ مصر و چہ شام و چہ برّ و چہ بحر ہمہ روستا نید و شیراز شہر (سعدی)

اس میں بحر (حائے حطی) کا قافیہ شہر (ہائے ہوز) سے کیا ہے اور یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ یہ حروف قریب المخرج ہیں

ناجائز استعمال کی مثالیں یہ ہو سکتی ہیں ؎

بدی کیا مجھ میں ہے اے سرخوش قدر جو دل میں مجھ سے تو ہے گا کدر

لیکن تو ہی ہے شریعت کی حد اسی واسطے ان کو کہتے ہیں عبد

الف تاسیس اور حرف دخیل الف تاسیس وہ الف ساکن ہے جو روی کے قبل آوے۔ اور اُس کے اور روی کے بیچ میں کوئی حرف متحرک واسطہ ہو یہی متحرک حرف دخیل کہلاتا ہے۔ جیسے اُئل، شمائل میں الف تاسیس اور اس کے بعد ہمزہ دخیل ہے۔ اسی طرح تجاہل، تساہل میں "ہ"۔ یاور، خاور میں "واو"۔ عاقل، ناقل میں "ق"۔ بعد الف تاسیس کے حرف دخیل ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ اگر ایک قافیہ میں الف تاسیس ہو تو دوسرے میں بھی ہو۔ عاقل کا قافیہ۔ دل اور کافر کا قافیہ سر۔ کاکل کا قافیہ منبل بے تکلف ہو سکتا ہے اگر کوئی یہ التزام کرے کہ پوری غزل کے قافیوں میں الف تاسیس آئے تو یہ ایک صنعت مثل لزوم مالایلزم کے ہے۔ مثلاً خواجہ حافظ کی یہ غزل

ہر نکتہ کہ گفتم در وصف آں شمائل ہر کس شنید گفتا للہ در قائل

دل دادہ ہر ایسے عاشق کشے نگارے مرضیۃ السجایا محمودۃ الخصائل

گفتم کہ کے بخشی بر جان ناتوانم گفت آں زماں کہ نبود جاں درمیانہ حائل

حلاج بر سر دار ایں نکتہ خوش سراید از شافعی نپرسید امثال ایں مسائل

اے دوست دست حافظ تعویذ چشم زخم است آیا بود کہ بینم در گردنت حمائل



تمام قافیوں میں الف تاسیس اور حرف دخیل ہمزہ ہے۔

---

[1] حرف قید اندر زبان فارسی دہ دوالا ہست بشنو اے فتا
با و خا و را و زا و سین و شین عین و فا و نون و دا و و ہا و یا

مگر یہ تعیین صحیح نہیں ہے کیوں کہ اس کے علاوہ اور بھی حروف بطور قید آ سکتے ہیں۔

اردو کی بھی ایک غزل میں یہی صنعت ملحوظ رکھی گئی ہے جس کے دو شعر بطور نمونہ دیئے جاتے ہیں ؎

یا الٰہی بانکی صورت پر کوئی مائل نہ ہو　　　زخمی تلوار ہو ابرو کا پر گھائل نہ ہو
رو سے جاناں دیکھ کر ہوتا ہے کیا ہو رنگ زرد　　　زلف کالی گورے مکھڑے پر اگر حائل نہ ہو

اشعار مذکورۂ بالا میں بعد الف تاسیس حرف دخیل جو ہمزہ ہے کہیں بدلا نہیں۔ مگر یہ کچھ ضروری نہیں۔ کامل کا قافیہ عاقل اور کافر کا ظاہر ہو سکتا ہے ؎

اہل ایمان سوز کو کہتے ہیں کافر ہو گیا　　　آہ یا رب راز دل ان پر بھی ظاہر ہو گیا

حروف لاحقہ ردی یعنی وہ حروف جو روی کے بعد آتے ہیں

یہ چار ہیں۔ وصل، خروج، مزید، نائرہ۔

حرف وصل

یہ روی کے عین بعد آتا ہے اور اگر سوائے حرف وصل کے کوئی دوسرا حرف خروج و مزید وغیرہ نہ ملا ہو تو یہ حرف وصل روی کو متحرک کر دیتا ہے اور خود ساکن ہو جاتا ہے۔ جیسے بُریدہ اور رسیدہ میں "ہ"۔ موڑا اور چھوڑا میں "الف"۔ بیماری و گرفتاری میں "ی" حرف وصل ہے۔

حرف خروج

یہ بلا فاصلہ حرف وصل کے بعد آتا ہے جیسے آنا، جانا میں پہلا "الف" روی۔ "ن" وصل اور دوسرا "الف" خروج ہے۔

جو اس شور سے میرؔ روتا رہے گا　　　تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا

اس میں روتا اور سوتا قافیہ ہیں "و" روی۔ "ت" وصل اور "الف" خروج ہے

حرف مزید

جو حرف بعد خروج کے بلا فاصلہ آئے وہ مزید کہلاتا ہے جیسے گرے گا، پھرے گا میں "ر" حرف روی۔ "ی" وصل۔ "گ" خروج اور "الف" مزید ہے۔

کہاں کیا ہیں اس لب کی خوبیاں　　　پسند دل ہیں کب ہور یہ محجوبیاں

خوبیاں و محجوبیاں قافیہ ہیں۔ اس میں "ب" حرف روی۔ "ی" وصل۔ "الف" خروج اور نون مزید ہے۔

حرف نائرہ

یہ بلا فاصلہ حرف مزید کے بعد آتا ہے۔ جیسے رہیں گے، کہیں گے میں آخری "ی"۔

ہم ان کو نہ چھوڑیں گے نہیں چھوڑیں گے عباس　　　تم پوچھ لو بابا سے کہ توڑیں گے عباس

چھوڑیں گے ، توڑیں گے قافیہ۔ "ڑ" حرف روی۔ "ی" وصل۔ "ن" خروج۔ "گ" مزید اور "یائے آخر" نائرہ ہے۔

جو حروف نائرہ کے بعد آئیں وہ بھی نائرہ ہی کے حکم میں ہیں۔

حروف قافیہ کی حرکتیں قافیہ کی حرکتیں چھ ہیں۔ (۱) توجیہہ (۲) مجریٰ (۳) رس (۴) اشباع (۵) حذو (۶) نفاذ۔

توجیہہ حرف روی کے ماقبل کی حرکت کا نام ہے بشرطیکہ روی ساکن ہو۔ جیسے قلم، متکلم، قدم میں "م" حرف روی ہے اور اس کے ماقبل کی حرکت فتحہ ہے جس کو توجیہہ کہتے ہیں۔ اسی طرح خُم، گُم، تُم میں "م" روی ہے۔ اور حرکت ماقبل ضمہ ہے

مجریٰ اگر حرف روی کسی دوسرے حرف کے ساتھ ملنے سے متحرک ہو جائے تو اس حرکت کا نام مجریٰ ہے جیسے بربادی، جلّادی، آزادی وغیرہ میں "د" روی ہے مگر بسبب "ی" کیساتھ ملجانے کے متحرک ہوگیا ہے لہذا اس کسرہ کا نام مجریٰ ہے۔ اسی طرح دیدہ، رسیدہ، دمیدہ وغیرہ میں "د" حرف روی ہے۔ اور اس کی حرکت فتحہ کا نام مجریٰ ہے۔

رس الف تاسیس کے ماقبل کی حرکت کو رس کہتے ہیں۔ جیسے عامل، کامل، شامل وغیرہ میں الف تاسیس ہے اس کے قبل کی حرکت فتحہ ہے۔ اسی طرح سراسر، برابر میں پہلے "ر" کی حرکت اور تجاہل، تساہل، تقابل میں ج، س، ق کی حرکت جو سب فتحہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ الف تاسیس کے قبل ہمیشہ فتحہ ہی ہوگا۔

اشباع حرف دخیل کی حرکت کا نام ہے (دیکھو حرف دخیل)

حذو ردف اور قید کے ماقبل کی حرکت کا نام ہے (دیکھو حروف ردف و قید) جیسے کام اور نام وغیرہ میں "م" حرف روی۔ الف ردف ہے۔ اس کے قبل ک، ن کا جو فتحہ ہے وہ حذو کہلاتا ہے اسی طرح جوش، ہوش، نوش میں ج، ہ، ن کا ضمہ حذو ہے

نفاذ حروف وصل و خروج و مزید کی حرکتوں کا نام ہے۔ (دیکھو حروف وصل و خروج و مزید)

عیوب قافیہ قافیہ چونکہ شعر کا نہایت اہم اور ضروری جزو ہے یہاں تک کہ اکثر کے نزدیک بغیر قافیہ کے شعر ہی نہیں ہو سکتا لہذا اس کے عیوب بھی خاص اہمیت رکھتے ہیں اور اُن کا جاننا بہت ضروری ہے۔ صاحب بحر الفصاحت لکھتے ہیں کہ قافیہ کے عیوب مجملاً تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ کہ اُن کا استعمال کسی

طرح جائز نہیں۔ دوسرے وہ کہ جن کا استعمال عند الضرورت جائز مگر قبیح ہے اور تیسرے وہ کہ بے ضرورت بھی جائز ہے مگر کہ قبیح ہے۔ مختصر یہ کہ مشہور مشہور عیوب قافیہ حسب ذیل ہیں

اقوا (باختلاف توجیہ)

اس سے یہ مطلب ہے کہ حرکت ماقبل روی یعنی حرکت توجیہ مختلف ہو جیسے دِل۔ گُل۔ بَغَل، شَفَق، اُفُق وغیرہ۔

پھٹیں گے مثل تقویم کہن دیواں ہزاروں کے ہوا عالم میں شہرہ میرے اشعار مجدّد کا
زمیں کے شاعروں کو کب مجال گفتگو مجھ سے ترے صدقے سے میں مشہور رہتا ہوں عطارد کا

اس میں مجدَّد (بفتحۂ دال مشدد) اور عطارِد (بکسر رائے مہملہ) کا قافیہ ہے جو ناجائز ہے۔ اگر روی کے بعد کوئی حرف وصل آئے تو اختلاف توجیہ جائز ہو جاتا ہے، جیسے دِلے اور گُلے۔ سکندری، مجادری، عنصری وغیرہ جیسے ؎

بیا مرد ایام او بر دلے نگویم کہ خارے کہ برگ گُلے (سعدی)

اکفا (باختلاف روی)

اس سے یہ مطلب ہے کہ حرف روی بدل جائے۔ یہ قافیہ کا سخت عیب ہے مگر اس کے جواز کی یہ صورت نکالی گئی ہے کہ اگر قریب المخرج حروف ہوں مثلاً ب، پ۔ ک، گ۔ د، ر، ح تو یہ اختلاف جائز سمجھا جاتا ہے مگر جمہور کی یہی رائے ہے کہ یہ بھی جائز نہیں ہے۔

سُن کے یہ بات زاہد مسکین بولا تم سب ہو اپنے بندہ حرص
اسی طرح مدت گئی جب اُسے چڑھی گرمی عشق کی تپ اُسے

اجازہ

بحر الفصاحت میں بحوالہ محقق طوسی اور ابن حاجب لکھا ہے کہ حرف روی کا اختلاف اکفا ہے عام اس سے کہ الفاظ قریب المخرج ہوں یا بعید المخرج۔ لیکن صاحب مفتاح اور مخزن حیہ کے نزدیک اکفا اختلاف روی کا ہے بشرطیکہ الفاظ مخرج میں متقارب ہوں اور اگر بعید المخرج ہوں تو اس کو اجازہ کہتے ہیں۔

تحریف روی

یعنی حرف روی کا کسی ایسے حرف سے بدلنا جو قافیہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ یعنی کانوں کو چنداں بُرا نہ معلوم ہو۔ جیسے سیب کو سیو اور جیب اور تب کو جدا اور رد کر دینا تاکہ ان کا قافیہ ریوڑ اور جدا اور رد کا قافیہ حد سے ہو جائے۔ اسی طرح ؎

عجب نہیں ہی نہ جانے جو میر چاہ کی ریت سُنا نہیں ہی مگر یہ کہ جوگی کس کے میت
ہزار شانہ و مسواک و غسل شیخ کرے ہمارے عندیہ میں تو ہے وہ خبیث پلیت

کہ لفظ پلید ہے مگر بضرورت قافیہ د کو ت سے بدل دیا۔

سناد

(بکسر سین) اشباع اور حذو کے اختلاف کا نام ہے (دیکھو اشباع اور حذو حرکات قافیہ میں)

اشباع یعنی حرف دخیل کی حرکت کا اختلاف جیسے ؎

وہ ظاہر ہیں ہر چند ظاہر نہیں　　پہ ظاہر کوئی اُس سے باہر نہیں　　(میر حسن)

اس میں نہیں ردیف، ظاہر اور باہر قافیہ ہے جس میں "ر" حرف روی اور "ہ" دونوں لفظوں ظاہر و باہر میں حرف دخیل ہے اور مختلف حرکات رکھتا ہے اسی طرح ؎

پر یہ دیاں بہت لگنے ہیں ماہر　　وہاں تھیں سمت چہت حاضر سراسر

ماہر کا قافیہ سراسر سے کیا ہے۔

مگر روی کے ساتھ حرف وصل ملکر اگر روی متحرک ہو جائے تو حرف دخیل کا اختلاف حرکت جائز ہے۔ جیسے حاضری اور دا دری وغیرہ

حذو یعنی ردف کے ماقبل کی حرکت کا اختلاف۔ جیسے نور کا قافیہ۔ دَور (بالفتح) سے اور دیر (بالکسر) کا قافیہ سَیر (بالفتح) سے۔ جیسے ؎

ایک دن مرزا گئے کرنے کو سَیر　　ہو گئی انہیں ناک اک طاہر کی دیر　　(سودا)

قید کے ماقبل کی حرکت کا اختلاف جیسے فَرد اور وِرد۔ زَہر اور مُہر۔ عَصر اور مِصر وغیرہ جیسے ؎

اُٹھ گیا افسوس اپنے عَصر سے　　کم نہ تھا وہ بھی عزیز مِصر سے

ان تینوں عیوب کا نام سناد ہے (بکسر سین)

اختلاف ردف حرف ردف کی حرکت کا اختلاف۔ یہ عربی میں تو جائز بلکہ عام ہے مثلاً جمیل کا قافیہ نزول ہے اور منیر کا قافیہ بُدور ہے مگر فارسی اور اردو میں کسی طرح جائز نہیں۔

اختلاف قید حرف قید کا اختلاف خواہ دونوں لفظ قریب المخرج ہوں یا بعید المخرج۔ قریب المخرج جیسے عصر اور نشر۔ نظم اور بزم اور بعید المخرج کی مثال جیسے نظم اور ختم۔ رزق اور فسق وغیرہ۔ قریب المخرج حروف چند اں معیوب نہیں جیسے ؎

نہایت اک کنیز کہنہ عمر　　کہ دلکش نظم ہے جس کی ہر اک شعر　　(سودا)

چہ شام و چہ مصر و چہ بر و چہ بحر　　ہمہ روستا یند و ایران شہر　　(سعدی)

بعید المخرج ؎

برہمن کو وہاں ہے رزق حاصل　　ہے پر کاروں کو اُس فسق حاصل

ایطا اس کو فارسی میں شائگان کہتے ہیں۔ ایطا سے یہ مطلب ہے کہ قافیہ کی تکرار ہو اور معنی ایک ہی ہوں۔ اگر قافیہ کرر مختلف معنوں میں ہوگا تو یہ ایک صنعت ہو جائے گی۔ ایطا کی دو قسمیں ہیں (۱) ایطائے خفی۔ (۲) ایطائے جلی۔

ایطائے خفی وہ ہے جسمیں تکرار کلمہ خوب ظاہر نہ ہو جیسے دانا اور بینا کہ ان میں اگر الف فاعلی نکال دیا جائے تو دان اور بین رہ جاتا ہے جو قافیہ نہیں ہے لیکن الف چونکہ بسبب کثرت استعمال جزو کلمہ معلوم ہوتا ہے لہذا یہ چنداں معیوب نہیں۔

ایطائے جلی وہ ہے جسمیں تکرار کلمہ ظاہر ہو اور یہ سخت عیب ہے مثلاً جمع کا الف نون یاراں ودوستاں میں "یا" دنون سیمیں و زریں میں۔ اُردو میں چلتا ہے، کہتا ہے۔ دیوسے، جادسے۔ رونے والا، گانے والا وغیرہ کہ ان میں کلمہ "تا ہے"۔ "وسے" اور "نے والا" اگر نکال دئے جائیں تو قافیہ نہ رہے گا ؎

بوقت سحر اُس کو ماریں گے ہم　　لہو خاک میں اُسکا ڈالیں گے ہم
رکھے سیپارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے　　چمن میں پھول گویا آج ہیں تیرے شہیدوں کے

ماریں گے، اور ڈالیں گے، سے اگر "ینگے" نکال دیں تو "مار" اور "ڈال" رہ جاتا ہے جو قافیہ نہیں ہے اسی طرح عندلیبوں اور شہیدوں سے، اگر "وں" جمع کا نکال دیں تو "عندلیب" اور "شہید" رہ جائے گا۔ اسی طرح ؎

پٹکا کاڑھے کا کب تلک باندھوں　　موتی شلوار تا کجا پہنوں　(سودا)

اسی طرح ؎

مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ یا بت خانہ تھا　　ہم سبھی مہمان تھے واں وہ ہی صاحب خانہ تھا　(درد)

اسمیں چونکہ خانہ ایک ہی معنی میں مکرر آیا ہے لہذا اگر اس کو نکال دیں تو "بت" اور "صاحب" رہ جاتا ہے بہرطور تکرار کلمہ یا لفظ معیوب ہے بشرطیکہ وہ لفظ ایک ہی معنی رکھتا ہو۔ اگر ایک لفظ مختلف معنوں میں بار بار آئے یا ایک ہی معنی میں مختلف مضامین کے ساتھ چند اشعار میں باندھا جائے تو وہ عیب نہیں رہتا بلکہ شاعر کی زور طبیعت کا پتہ دیتا ہے۔

معمول معمول سے یہ مطلب ہے کہ ایک جگہ قافیہ لفظ واحد ہو اور دوسری جگہ ترکیب سے حاصل ہو۔ جیسے "پیش آنی" اور "پیشانی"۔ "آئی نہ" اور "آئینہ"

مستم از بادۂ شبانہ ہنوز　　ساقی از رفت خانہ ہنوز
میکشی بغمزہ میکوئی　　توبہ کردی ز عشق یا نہ ہنوز　(حافظ)

اس غزل میں شبانہ، خانہ وغیرہ قافیے ہیں۔ دوسرے شعر میں یا اور نہ کو مرکب کرکے قافیہ کیا ہے۔

آیا نہیں وہ ماہ مہینے گزر گئے　　دریا میں اسقدر کہ سفینے گزر گئے

پوچھا جو اُس کے یار نے ناسخ کے حال کو
ہنس کر کہا رقیب شقی نے گزر گئے

اس غزل میں جینے، سفینے، سینے، پسینے، قرینے قافیے ہیں۔ مقطع میں لفظ "شقی" اور "نے" کو مرکب کر کے قافیہ کر دیا ہے۔
اسی طرح سے

ساقیا ہوں جو صبوحی کے نہ عادت والے
صبح محشر کو بھی اُٹھیں نہ ترے متوالے (ذوق)

اس غزل میں "والے" ردیف اور عادت، محبت وغیرہ قافیے ہیں۔ مطلع کے دوسرے مصرعہ میں لفظ "متوالے" قافیہ معمولہ ہے۔

غلو غلو یہ ہے کہ ایک مصرعہ میں حرف روی ساکن اور دوسرے میں متحرک ہو۔ جیسے سے

صلاح کار کجا و من خراب کجا
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا (حافظ)

پہلے مصرعہ میں حرف روی "ب" ساکن اور دوسرے میں متحرک ہے سے

میں اگر آپ سے جاؤں تو قرار آ جائے
پر یہ ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو یار آ جائے

کر ذرا اور بھی اے جوشِ جنوں خوار و ذلیل
مجھ سے ایسا ہو کہ ناصح کو بھی عار آ جائے

حسنِ انجام کا مومن مرے بارے ہے خیال
یعنی کہتا ہے وہ کافر کہ تو مارا جائے

اس غزل میں "را" نے جملہ روی ہے اور تمام اشعار میں وہ ساکن ہے سوائے مقطع کے کہ اُس میں متحرک ہو گئی ہے۔

تضمین اس سے یہ مطلب ہے کہ ایک مصرعہ کے آخر میں ایسا لفظ بطور قافیہ لائیں کہ اُس کے معنی مصرعہ ثانی پر موقوف ہوں۔ اس میں بظاہر تو کوئی عیب معلوم نہیں ہوتا بلکہ ایک قسم کی صنعت ہے۔ مثال یہ ہے

در حسن تراکسے نماند الا
خورشید کہ ہر صبح بر دل آید اما
خدمت کند و پائے تو بوسد اما
نائی تو بسوئے او کہ تا بوسد پا

اس میں تمام خط کشیدہ لفظ جو مصرعوں کے آخر میں ہیں وہ سب ایسے ہیں کہ اپنے بعد کے مصرعہ سے اُنکا تعلق ہے۔ اسی طرح سے

کچھ نہ کچھ کر گئے اثر نالے
کہ ہوا مہرباں فلک بیٹھنے
کئی دن بعد ایک شب تنہا
التفاتاً ملی وہ مہ سیما (مومن)

لفظ "بیٹھنے" جو پہلے شعر کے آخر میں ہے۔ دوسرے شعر سے متعلق ہے۔

تغیر یعنی قافیہ کا بدل دینا یہ سخت عیب ہے۔ الّا یہ کہ اُس کی نسبت اشارہ کر دیا جائے۔ مثلاً سے

نماز شام کہ از گردش قضا و قدر
زبام چرخ بیفتاد و تشت زر خاور

چند شعر کے بعد تغیر قافیہ کا اشارہ کر کے کہتا ہے سے

بنائے قافیہ را یک الف زیادہ کنم
بشرط آنکہ نگیرند خوردہ اہل ہنر
[illegible] نوردہ بود نہ دار
کہ ایں ہدایت نو آوراں کہ گفتہ قرار (آذری)

علم بیان کے بیان میں

علمِ بیان کے بیان میں

علم بیان سے وہ علم مراد ہے جس کے جاننے سے ایک معنی کو متعدد اور مختلف طریقوں سے ظاہر کر سکتے ہیں اس طرح کہ ایک
نی دوسرے سے زیادہ صاف ہوں ۔ اس علم کا موضوع لفظ ہے اور اس کا مدار چار چیزوں پر ہے (۱) تشبیہ (۲) استعارہ
۳) مجاز مرسل (۴) کنایہ ۔ یعنی اگر کسی معنی کے اظہار کے لئے دو یا زیادہ لفظ استعمال کئے جائیں تو انہیں نسبت تشبیہ
ہوگی یا استعارہ کی یا مجاز کی یا کنایہ کی ۔ اب ہم ان چار چیزوں کو علٰحدہ علٰحدہ بیان کرتے ہیں ۔

تشبیہ تشبیہ سے یہ مطلب ہے کہ دو ایسی چیزیں بیان کیجائیں جنہیں کسی ایک یا زیادہ معنی میں مشارکت ہو۔ مثلاً
لفظ رخسار اور پھول یا پسینہ اور گلاب وغیرہ ۔ رخسار اور پھول میں رنگ کی مشارکت ہے اور پسینہ اور
ہامیں بو کی ۔ لہذا رخسار کی تشبیہ گل سے اور پسینہ کی تشبیہ گلاب سے دے سکتے ہیں ۔ ان دو چیزوں میں سے ایک کو مشبّہ
دوسرے کو "مشبّہ بہ" اور معنی مشترک یعنی جو صفت ان دونوں میں عام ہو اس کو "وجہ شبہ" کہتے ہیں ۔ یہ لازمی ہے کہ مشبہ
مشبّہ بہ میں ایک طریقہ سے تو اشتراک ہو اور دوسرے طریقہ سے افتراق ہو یعنی ایک معنی میں تو وہ آپس میں مشارکت رکھتی
ایک صفت میں مشارکت رکھتی ہوں اور دوسرے معنی یا دوسری صفات میں ایک دوسرے سے علٰحدہ ہوں مثلاً اوپر کی مثال رخسار اور گل میں رخسار
مشابہت گل سے صرف ایک معنی میں یعنی باعتبار رنگ کے ہے دوسرے کسی اعتبار سے مشابہت نہیں ہے اگر یہ بات نہ
ں یعنی ایک معنی میں اتفاق اور دوسرے میں اختلاف نہو گا بلکہ ہر طرح اتفاق ہی اتفاق ہو گا تو تشبیہ باطل ہو جائیگی ۔
لہذا لازم آئے گا یعنی وہ دونوں چیزیں ایک ہی جنس کی سمجھی جائیں گی جو تشبیہ کے اصول سے بالکل مغائر ہے اسی طرح
بیہ کے لئے متکلم کی غرض کا ہونا بھی ضروری ہے ۔

ارکانِ تشبیہ یعنی مشبّہ اور مشبّہ بہ مشبّہ وہ ہے کہ جس چیز کو کسی دوسری چیز سے تشبیہ دیں اور جس چیز سے تشبیہ دیجائے اُسکو

مشبہ بہ کہتے ہیں۔ مثلاً زید مثل شیر کے ہے۔ اسمیں زید کو بہادری میں شیر سے تشبیہ دی ہے پس زید مشبہ ہے اور شیر جس سے تشبیہ دی گئی مشبہ بہ ہے اور بہادری کی صفت کہ جو دونوں میں عام ہے اس کو "وجہ شبہ" کہتے ہیں۔

یہ ضروری ہے کہ جو صفت مشبہ اور مشبہ بہ دونوں میں عام ہو یعنی جو تشبیہ کی باعث ہو وہ مشبہ بہ میں بہ نسبت مشبہ کے زیادہ اور قوی تر ہونا چاہئے خواہ از روئے حقیقت اور خواہ از روئے ادعا یعنی متکلم کے خیال کے بموجب۔ اگر ایسا نہو گا یعنی وہ صفت مشبہ اور مشبہ بہ میں برابر ہوگی تو اس کو تشبیہ نہ کہیں گے بلکہ وہ "تشابہ" کہلاتی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ تشبیہ میں دو چیزوں میں سے ایک کی فضیلت مقصود ہوتی ہے اور تشابہ میں مساوات پایا جاتا ہے۔ مثلاً ؎

دشمن و دوست بد و نیک زمانہ کے ہیں ہیچ ۔۔۔ حکم یہ رکھتے ہیں تیرے پیش کرم چاروں ایک

انوری سعدی و خاقانی و مداح ترا ۔۔۔ رتبہ شعر و سخن میں ہیں بہم چاروں ایک (سودا)

پہلے شعر میں دشمن کی تشبیہ بد سے اور دوست کی نیک سے مقصود نہیں اسیطرح دوسرے شعر میں چاروں شاعروں میں سے کسی ایک کی تشبیہ دوسرے سے منظور نہیں بلکہ مساوات و تشابہ مقصود ہے۔ ٭

تشابہ میں علاوہ اس بات کے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کوئی فاضل اور مفضول نہیں کہا جا سکتا (جیسا کہ اوپر بیان ہوا) ایک خاص بات یہ بھی ہوتی ہے کہ تشبیہ میں عکس صحیح ہوتا ہے یعنی مشبہ کو مشبہ بہ بنا سکتے ہیں مثلاً

خاک کو مسند کمخواب سمجھتے ہیں فقیر ۔۔۔ اور وہ جانتے ہیں مسند کمخواب کو خاک (ظفر)

حقیقت میں یکی و دو رنگی کہاں ۔۔۔ جہاں ذرہ ہے اور ذرہ جہاں (مولوی اسمٰعیل میرٹھی)

مشبہ اور مشبہ بہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) حسی (۲) عقلی۔

(۱) **حسّی** مشبہ اور مشبہ بہ وہ ہیں جو حواس خمسۂ ظاہری سے دریافت ہو سکیں۔ اور حواس خمسۂ ظاہری یہ ہیں یعنی بصر (دیکھنا)، سمع (سننا)، شم (سونگھنا)، ذوق (چکھنا) اور لمس (چھو کر دریافت کرنا خواہ بذریعہ ہاتھ یا پورے جسم کے)

(۲) **عقلی** مشبہ اور مشبہ بہ وہ ہیں جو بجائے حواس خمسۂ ظاہری کے عقل سے دریافت ہوں یعنی غیر مادی اشیاء۔ مثل خوشی و غم، شجاعت و ہمت وغیرہ۔

مشبہ اور مشبہ بہ باعتبار حسی اور عقلی ہونے کے صرف چار طرح پر ہو سکتے ہیں یعنی

(۱) مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسی ہوں۔

(۲) مشبہ اور مشبہ بہ دونوں عقلی ہوں۔

(۳) مشبہ حسی اور مشبہ بہ عقلی ہو۔

٭ [illegible] میں سرخ شراب ہے یا جام یا پیالہ ہے تو اب سمجھ میں نہیں آتا کہ تو کیا اس پیالہ میں ہے وہ شراب ہے یا سرخ خون کے آنسو ہیں۔

(۴) مشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسّی ہو۔

ان سب کی مثالیں علٰحدہ علٰحدہ دیجاتی ہیں۔

(۱) مشبہ اور مشبہ بہ حسّی کی مثال متعلق بہ بصر ؎

عذارے چوگل خاطر افسردہ دید   فسردہ زندہ چوں صبح نوروز دید

عذار یعنی رخسار کو پھول سے اور پھر صبح نوروز سے تشبیہ دی ہے اور یہ دونوں حسّی ہیں

بڑھ چلا رُخ سے یہ اُن کے خط اخضر کیسا   پرِ طاؤس ہے قرآن سے باہر کیسا

رُخ کی تشبیہ قرآن شریف سے اور خط کی تشبیہ پرِ طاؤس سے دی ہے اور یہ دونوں مشبہ اور مشبہ بہ چونکہ مادی ہیں اس لئے بذریعہ آنکھ کے دیکھے جا سکتے ہیں۔

(۲) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسّی ہوں اور سامعہ سے تعلق رکھتے ہوں ؎

گاہ چو حال عاشقاں صبح کند تلوّنے   گہ چو حلّی دلبراں مرغ کند نواگری   (خاقانی)

شعر بالتمثیل دوسرا مصرعہ ہے۔ کہتا ہے کہ کبھی چڑیوں کا نغمہ ایسا خوش آیند معلوم ہوتا ہے جیسے معشوقوں کے زیور کی آواز۔ نوائے مرغان سحر (چڑیوں کا چہچہانا) کو حلی دلبراں (معشوقوں کے زیور کی آواز) سے تشبیہ دی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا تعلق سامعہ سے ہے۔

نوبت ہے صدائے قمریاں کی   تیاری ہے باغ میں اذاں کی   (محسن کاکوروی)

صدائے قمری کو اذان سے تشبیہ دی ہے اور یہ دونوں سامعہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۳) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسّی ہوں اور شامّہ سے تعلق رکھتے ہوں ؎

زاں مے گلگوں کہ بید سوختہ پروردہ   بوئے گل مشک بید خام برآمد

بوئے شراب کی تشبیہ بوئے گل مشک بید سے دی ہے اور یہ دونوں شامہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

کہو دل میں کیوں نہ گل اندام ان حسینوں کو   گلاب کی سی کچھ آتی ہے بو پسینے میں۔ (ذکریا)

(۴) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسّی اور متعلق بہ ذائقہ ہوں ؎

چھوٹی شراب اپنی مجھے مرتے دم تو دے   یہ آب تلخ شربت قند و نبات ہے   (مومن)

آب تلخ (شراب) کو شربت قند و نبات سے تشبیہ دی ہے جس کا تعلق ذائقہ سے ہے

(۵) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسّی ہوں اور لامسہ سے تعلق رکھتے ہوں ؎

جس کفِ پا کو برگِ گُل ہے خار   حیف ہے خار سے وہ ہو دے فگار (دبیر)

کفِ پا کو نرمی میں برگِ گل سے تشبیہ دی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا تعلق لمس سے ہے

(۶) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں عقلی ہوں یعنی جو حس سے دریافت نہ ہوں بلکہ عقل سے دریافت ہوں ۔

مردگی جہل و زندگی دین است   ہر چہ گفتند مغز آں این است (حکیم سنائی)

جہالت کو مردگی اور دین کو زندگی قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں عقلی ہیں

مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں   ہیں جمع سویدائے دلِ چشم میں آہیں

نگاہ کو آہ سے تشبیہ دی ہے یعنی نگاہ مشبہ اور آہ مشبہ بہ ہے اور یہ دونوں عقلی ہیں ۔

(۷) جب مشبہ حسی اور مشبہ بہ عقلی ہو ۔

جب نامِ خدا جوان ہوا وہ   مانندِ نظر رواں ہوا وہ (نسیم)

وہ شخص یعنی تاج الملوک مشبہ ہے اور نظر جو ایک مجرد عقلی چیز ہے مشبہ بہ ہے ۔

ان شیروں کی شمشیریں ہیں یا قوتِ غفار[1]   یا میاں میں خوابیدہ اجل خوف سے بیدار (دبیر)

شمشیر مشبہ حسی اور قوتِ غفار اور خوابیدہ اجل مشبہ بہ عقلی ۔

(۸) جب مشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسی ہو ۔

پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے   رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور (غالب)

طبع یعنی طبیعت مشبہ عقلی ہے اور نالے مشبہ بہ حسی ہیں ۔

ہوں وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر   روح میری گل عارض میں رہے بو ہو کر (خواجہ وزیر)

مقصود بالتمثیل دوسرا مصرعہ ہے ۔ روح مشبہ عقلی اور بوئے گل مشبہ بہ حسی ہے ۔

تشبیہِ خیالی

اس سے یہ مطلب ہے کہ کسی ایسی چیز سے تشبیہ دی جائے جس کا وجود خارج میں نہ ہو بلکہ قوتِ واہمہ (فینسی) اپنی کارفرمائی سے اس کو مرتب کرے ۔ جیسے سونے کا پہاڑ ۔ ظاہر ہے کہ اس کا وجود دنیا میں نہیں ہے مگر قوتِ واہمہ دو چیزوں یعنی سونے اور پہاڑ کی ترکیب سے ایک جدید چیز پیدا کر سکتی ہے ۔ آدمی اس طرح کی چیزیں اکثر خواب میں دیکھتا ہے ۔ اسی قسم سے ہے ۔ دس سر کا آدمی ، یاقوت کا نیزہ ، بھوت کے دانت[1] ایک ...

---

[1] امراء القیس عربی شاعر نے اپنی تلوار کے جوہروں کو غول کے دانتوں سے تشبیہ دی ہے ۔ اسی طرح اردو میں بھی کسی شاعر نے چراغ سرد کو چشمِ غول سے تشبیہ دی ہے ۔

کون کرتا بیکسوں کے گور پہ روشن چراغ   ہم کہ چشمِ غول ہیں گویا سرِ مدفن چراغ

پڑیا جس کے پر زمرد کے اور چونچ یاقوت کی ہو وغیرہ وغیرہ یہ سب ترکیبیں انسانی دماغ کے اُس حصہ سے متعلق ہیں۔ جس کو متخیلہ یا واہمہ کہتے ہیں اسی قوت سے شعراء نے اپنی خیالی نظموں میں بڑا کام لیا ہے۔ مثلاً ملٹن نے "پیراڈائز لاسٹ" میں۔ ڈینٹی نے "انفرنو" میں۔ نظیر اکبرآبادی نے "مہادیو کے بیاہ"، "راجہ رام چندر کی پیدائش" کے بیان میں یہ واضح ہے کہ علم بیان والے اس قسم کی تشبیہوں کو کوئی خاص صنعت نہیں قرار دیتے بلکہ ان کو بھی تشبیہات حسی سمجھتے ہیں اور بالکل صحیح ہے کیونکہ اگر اس قسم کی تشبیہ کا تجزیہ کیا جائے تو اُس کے اجزا جو آخر میں نکلیں گے سب حسی ہوں گے مثلاً زمرد کا نیزہ ظاہر ہے کہ زمرد اور نیزہ دونوں حسی چیزیں ہیں اور دیکھنے اور چھونے میں آسکتی ہیں مگر جب ان کو ترکیب دیدیا تو پھر ان کا وجود ظاہر میں نہیں ہے ؎

ہے عشق کا دریا دل پرسوز میں پنہاں حیراں ہوں کہ ہے آتش سوزاں کے تلے آب (ظفر)

آتش سوزاں کے تلے آب کا ہونا۔ ظاہر ہے کہ اس کا وجود دنیا میں نہیں ہے مگر شاعر نے اپنی قوت فکر سے دریائے عشق کے دل پرسوز میں پنہاں ہونے کو اس سے تشبیہ دی ہے۔

تشبیہ با وجہ شبہ

وجہ شبہ سے وہ صفت یا صفات مراد ہیں جنہیں مشبہ اور مشبہ بہ دونوں شریک ہوں اور وہ معنی مقصود بھی ہوں اور مشبہ اور مشبہ بہ سے ان کو بہت خصوصیت ہو۔ ظاہر ہے کہ اگر ہم کسی چیز کو کسی دوسری چیز سے تشبیہ دیتے ہیں تو ان دونوں چیزوں میں ایک سے زیادہ صفات میں اشتراک ہوتا ہے مگر تشبیہ دینے کے وقت ہم سوائے کسی خاص صفت کے اور صفات مشترکہ کا خیال نہیں کرتے اور یہی ایک صفت جس کا ہم قصدیا خیال کرتے ہیں وجہ شبہ کہی جاتی ہے۔ فرض کیجئے کہ کسی شخص کو شجاعت کی وجہ سے ہم شیر کہیں تو گو کہ انسان اور شیر میں علاوہ بہادری کے اور بہت سی چیزوں میں بھی اشتراک ہے مثلاً جسم، رنگ وغیرہ مگر ان صفات سے ہم کو غرض نہیں ہوتی ہم کو صرف صفت شجاعت سے غرض ہوتی ہے لہذا یہی صفت انسان اور شیر کی تشبیہ میں وجہ شبہ کہی جاسکتی ہے اور وجہ شبہ مفرد اور مرکب دونوں ہوسکتی ہے اور اگر مرکب ہو تو اس کے اجزا حسی ہوں گے یا عقلی۔

جاننا چاہئے کہ طرفین تشبیہ (یعنی مشبہ اور مشبہ بہ) اور وجہ شبہ کی مفرد اور مرکب ہونے کے اعتبار سے متعدد صورتیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً۔

(۱) مشبہ اور مشبہ بہ دونوں مفرد ہوں اور وجہ شبہ مرکب حسی ہو

(۲) مشبہ اور مشبہ بہ اور وجہ شبہ سب حسی ہوں

(۳) مشبہ مفرد حسی اور مشبہ بہ اور وجہ شبہ مرکب حسی ہوں۔

(۴) مشبہ اور وجہ شبہ مرکب اور مشبہ بہ مفرد ہو
انکے علاوہ اور بھی بہت سی صورتیں ہیں۔

اب ہم بعض صورتیں مع امثال کے بیان کرتے ہیں۔

(۱) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسی ہوں اور وجہ شبہ عقلی ہو ؎

اپنی ہستی میں تو آثار فنا سارے ہیں ... شام کو ذرّے ہیں اور صبح کو ہم تارے ہیں (وزیر)

متکلم اپنے آپ کو ذرے اور تارے سے تشبیہ دیتا ہے جو حسّی ہیں اور وجہ شبہ معدومیت ہے جو عقلی ہے۔

(۲) مشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسّی اور وجہ شبہ مفرد عقلی ؎

بس اب جہاں میں کوئی ہو جو تجھ سے کا بدخواہ ... ہے زہر مرگ حلال اُس پہ شہد زیست حرام (سودا)

یہاں مرگ و زیست مشبہ عقلی۔ زہر و شہد مشبہ بہ حسّی اور مصرع ثانی کے اول میں فنا کرنا اور دوسرے حصہ میں رغبت وجہ شبہ ہے جو مفرد عقلی ہیں۔

(۳) برعکس نمبر (۲) کے یعنی جب مشبہ حسّی، مشبہ بہ عقلی اور وجہ شبہ مرکب عقلی ہو ؎

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل ... خواص اُس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدّد کا (شہیدی)

ذات والاصفات رسالتآب صلعم کی مشبہ - برزخ اور حرف مشدد مشبہ بہ اور مصرع اولی یعنی اللہ سے واصل اور مخلوق میں شامل ہونا مرکب عقلی ہے۔

(۴) جب مشبہ اور مشبہ بہ دونوں مرکب ہوں ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وجہ شبہ بھی مرکب ہوگی ؎

روتا ہوں مرے ساتھ ذرا ہنستے رہو تم ... بجلی بھی چمکتی رہے باراں کے برابر (گویا)

پورا پہلا مصرعہ یعنی عاشق کے رونے کے ساتھ معشوق کا ہنستا رہنا اس مرکب خیال کو مشبہ قرار دیا ہے اور دوسرا مصرعہ یعنی باراں کے ساتھ بجلی کا چمکتا رہنا مشبہ بہ ہے۔ وجہ شبہ محذوف ہے مگر ظاہر ہے یعنی ایک سیّال اور رواں چیز میں بسبب تواتر اور کثرت کے ایک قسم کی تاریکی پیدا ہوجاتی ہے اور جب کوئی چمکدار چیز اسمیں نمایاں ہوتی ہے تو وہ تاریکی دور ہوجاتی ہے

مختصر یہ ہے کہ مشبہ، مشبہ بہ اور وجہ شبہ کی اقسام اور ترتیب کے لحاظ سے بیسیوں صورتیں ہوسکتی ہیں یہاں بوجہ اختصار صرف دو ہی چار پر اکتفا کی گئی۔

غرض تشبیہ واضح رہے کہ غرض تشبیہ زیادہ تر مشبہ سے متعلق ہوتی ہے اور اُس کی کئی صورتیں ہیں

(۱) تشبیہ سے مشبہ کے وجود کا امکان ظاہر ہو۔ مگر اُس کا امتناع بھی ممکن ہو مختصر یہ کہ کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا جائے جو بظاہر ناممکن ہو مگر اُس کے امکان کی صورت نہایت خوبصورتی سے پیدا کیجائے۔ مثلاً ؎

جو رنگِ شمع جمع ہوں اگر اہل سخن ہزار — آپس میں چاہیئے کہ کبھو گفتگو نہ ہو (درد)

شاعر کا دعویٰ ہے کہ اگر ہزاروں اہل سخن بھی ایک جگہ جمع ہوں تو اُن کو چاہیئے کہ آپس میں کبھی بات چیت نہ کریں اور دم بخود رہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ عجیب دعویٰ ہے اور قرین عقل نہیں معلوم ہوتا مگر جب اس خیال کی تمثیل شمع سے دیدی تو وہ بالکل قرین عقل و ممکن ہو گیا یعنی محفل میں سیکڑوں ہزاروں شمعیں جلتی ہیں مگر سب خاموش ہیں۔ یہی تعلیم شاعر اہل سخن (یعنی اہل عرفاں) کو دیتا ہے کہ وہ بھی تو آخر نور الٰہی سے منور ہیں وہ کیوں نہیں شمع کی طرح خاموش رہتے۔ مختصر یہ کہ جب وجہ شبہ میں ایک ندرت پائی گئی تو شعر کسقدر بلیغ ہو گیا۔

(۲) تشبیہ سے غرض یہ دکھانا مقصود ہو کہ مشبہ کسی وصف کے ساتھ متصف ہے مثلاً سیاہی، سفیدی وغیرہ مگر اس موقع پر یہ شرط ہے کہ مشبہ بہ وجہ تشبیہ کے ساتھ مشہور ہو ورنہ تشبیہ بیکار ہو گی مثلاً ؎

رکھتا ہے پرغرور کو جوں نیزہ سربلند — جوں جادہ خاکسار کو رکھے ہے زمیں پہ ڈال[1] (سودا)

یہاں سرپُرغرور کو بلند نیزہ سے اور خاکسار کو جادہ (یعنی پگڈنڈی) سے کس قدر خوبصورت تشبیہ دی ہے اور ظاہر ہے کہ دونوں مشبہ بہ یعنی نیزہ کی سربلندی اور جادہ کی خاکساری کو سب جانتے ہیں

(۳) تشبیہ کی غرض یہ ہو کہ مشبہ کے حال کی مقدار مثلاً جسامت، قوت و ضعف وغیرہ بیان کرنا منظور ہو ؎

حدیث سرین و میانش چہ گویم — کہ دیدست کوہے معلق بہ کاہے؟ (انوری)

(گھوڑے کی تعریف میں کہتا ہے کہ اُس کے پٹھوں اور کمر کی کیا تعریف کروں بس سمجھ لو کہ ایک پہاڑ ایک گھاس کے تنکے میں لٹکا ہوا ہے) پٹھوں کو پہاڑ سے اور کمر کو گھاس کے تنکے سے تشبیہ دی ہے جس سے مشبہ یعنی پٹھوں اور کمر کی تعریف میں کمال مبالغہ ظاہر ہوتا ہے۔

یہ حالتِ قامتِ خمیدہ — جیسے شجر خزاں رسیدہ (مومن)

کمزوری اور لاغری میں اس تشبیہ سے کمال مبالغہ مقصود ہے۔

---

[1] مقابلہ کرو ؎ پا برہنہ دھوپ میں مجھ کو پھرا دے دربدر — خار کے سر پر کرے دامانِ گل کا سائباں (سودا)

ع جو انگر کھا تھا ہمارا وہ لبادہ ہوگیا (ناسخ)

(۴) تشبیہ کی غرض یہ ہو کہ سُننے والوں کو مشبہ کا حال اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اس میں اور نمبر (۲) میں یہ فرق ہے کہ اس میں مشبہ کی حالت بذریعہ کسی مثال کے ذہن نشین کرانا مقصود ہوتا ہے اسواسطے کہ مثال سے کیفیت اصلی اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے ؎

صورت ابلہاں چو دیگ تہی است   از درون خالی و بیرون سیہ است   (حکیم سنائی)

یعنی جاہل لوگوں کو جو دیکھو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک خالی دیگ ہیں جو اندر سے خالی اور باہر سے سیاہ ہوتی ہے جہل سے جو کور سوادی اور تاریکی قلب میں پیدا ہوتی ہے وہ اس مثال کے ذریعہ سے بہترین طریقہ سے سمجھ میں آسکتی ہے ؎

مئے عشرت طلب کرتے تھے ناحق آسماں سے ہم   کہ آخر جب اُسے دیکھا فقط خالی سبو نکلا   (ذوق)

فلک کی خالی سبو کی تمثیل سے یہ ذہن نشین کر دیا کہ اُس سے کسی قسم کے عیش و آرام اور کامیابی کی امید رکھنا فضول ہے اسی مضمون کو سودا نے بھی کہا ہے ؎

نہیں ہوں طالب رزق آسماں سے کہ مجھے   یقیں ہے کاسۂ واژوں میں کچھ نہیں ہوتا   (سودا)

(۵) تشبیہ سے یہ غرض ہو کہ مشبہ سُننے والے کی نظر میں اچھا معلوم ہو جیسے سیاہ چہرے کو ہرن کی پتلی سے تشبیہ دینا ؎

ببیں وقت سخن گفتن لب شیریں و دندانش   کہ گوئی درِ عمان است در لعل بدخشانش   (انوری)

یعنی جب وہ بات کرتا ہے تو اُسکے لب شیریں اور دانت ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا عمان کے موتی لعل بدخشاں کیساتھ رکھے ہوئے ہیں ؎

لال ہونٹوں سے نمایاں دانت موتی سے نہیں   کان ہیرے کی نہاں یاقوت کی معدن میں ہے   (ذوق)

(۶) برعکس نمبر (۵) کے تشبیہ کی یہ غرض ہو کہ مشبہ سُننے والے کو بُرا معلوم ہو۔ واضح رہے کہ پھبتیاں وغیرہ اسی صنف میں آتی ہیں ؎

کچھ نہ پوچھو غرض کہ تھے کیسے   سر تھا اُنکا چکوترا جیسے
چڑھا رہتا تھا اُن پہ کالا بھوت   اُنکی دونوں بھویں تھیں جوں شہتوت
چاٹ کھانا ہی اُنکا تھا پیشہ   اُن کی پلکیں تھیں آم کا ریشہ

رکھتے تھے آپ کے وہ دونوں گال — سوکھے ساکھے انار کی سی چھال
ہو بیاں کس سے وہ شکوہ و شان — مثل اخروٹ تھے وہ دونوں کان
میں کروں عرض آپ جو پوچھیں — تھیں کیسرو کے بال کی مونچھیں
جب انھیں سوجھتا لطیفہ تھا — تب وہ منہ کھلتا جوں شریفہ تھا
بھٹے کی داڑھی جیسی تھی داڑھی — بلکہ کچھ اور اُس سے تھی گاڑھی
بسکہ پینک کا اُن کو تھا آسیب — ٹھڈی جو بن گئی تھی جیسے سیب (انشا - ماخوذ از بحر الفصاحت)

(۷) تشبیہ کی یہ غرض ہو کہ مشبہ میں ایک خصوصیت اور ندرت پیدا ہو جائے اور وہ سننے والے کے ذہن میں اس طرح آئے کہ بغیر تشبیہ کے اس کی وہ صورت ذہنی ناممکن ہو اس قسم کی تشبیہ کو ایک وہمی یا خیالی تشبیہ سمجھنا چاہیئے ؎

کھلی عارض پہ زلف یار کیوں کر — حلب سے مل گیا تاتار کیوں کر (ضیا)

کہاں حلب و کجا ملک تاتار، ہزاروں میل کا فاصلہ۔ ان دونوں مقاموں کا مل جانا درحقیقت محال ہے مگر جب عارض کی تشبیہ حلب سے اور زلف کی تشبیہ تاتار سے دی تو بسبب ندرت اور جدت کے تشبیہ پُرلطف ہوگئی۔

ادات تشبیہ

ادات تشبیہ سے وہ چھوٹے چھوٹے الفاظ مراد ہیں جو ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دینے میں استعمال کئے جاتے ہوں مثلاً جوں - جیسے - جیسی - مانند - مثل - آسا - مانا - سا - سے - وغیرہ - بعض کی مثالیں دی جاتی ہیں ؎

حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا — نہایت غم ہے اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا (داغ)
مسی آلودہ سر انگشت حسیناں لکھئے — سر پستان پریزادے سے مانا کہیئے (غالب)
جب نام خدا جواں ہوا وہ — مانند نظر رواں ہوا وہ (نسیم لکھنوی)
کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسی — زمانے میں ماں جائی بہنیں ہوں جیسی (حالی)
گاہ آواز خوش سنا دینا — جوں سحر گاہ مسکرا دینا (مومن)

اقسام تشبیہ

تشبیہ کی متعدد قسمیں ہو سکتی ہیں جن میں سے بعض مشہور یہ ہیں۔

تشبیہ جمع

وہ ہے کہ جب مشبہ واحد اور مشبہ بہ متعدد ہوں، جیسے ؎

عارض است این یا قمر یا لالہ احمر است این — یا شعاع شمس یا آئینۂ دلہا است این (جامی)

عارض (رخسار) مشبہ واحد ہے اور مشبہ بہ (۱) قمر (۲) لالۂ سرخ (۳) شعاع آفتاب (۴) آئینۂ دل ہیں۔

خنجر تھا آہی یا زبان تھی ۔ خنجر سے زیادہ تر رواں تھی
تھی یا کوئی تیغ آتشیں دم ۔ یا شعلۂ آتش جہنم (مومن)

یہاں ایک مشبہ یعنی زبان کو تین چیزوں سے تشبیہ دی ہے (۱) خنجر (۲) تیغ آتشیں دم (۳) شعلۂ آتش جہنم ۔ اگر صورت برعکس اس کے ہو یعنی مشبہ کئی ہوں اور مشبہ بہ ایک ہو تو اس کو تشبیہ تسویہ کہتے ہیں ۔ جیسے

عجب نہیں ہے کہ آرائش زمانہ سے ۔ حنائی پنجہ ہوں تاک چنار و بید انجیر (ذوق)

یہاں (۱) تاک (۲) چنار (۳) بید انجیر مشبہ ہیں اور مشبہ بہ ایک ہے یعنی آرائش زمانہ سے حنائی پنجہ ہو جانا ۔

تشبیہ اضمار اس کو کہتے ہیں کہ ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دیں مگر ظاہر میں اس سے انکار کریں اور سننے والے کو یہ نہ معلوم ہو کہ قائل کا مقصد تشبیہ ہے مگر حقیقت میں غرض تشبیہ سے ہو یہ تشبیہ چھپی ہوئی ہوتی ہے اسی لئے اس کو تشبیہ اضمار کہتے ہیں ۔ مثال کیلئے وہ قطعہ دیکھنا چاہئے جسمیں مرزا غالب نے چکنی ڈلی کو جو ایک شخص کے ہتھیلی پر رکھی ہوئی تھی متعدد چیزوں سے تشبیہ دی ہے جس کا مطلع ہے ؎

ہے جو صاحب کے کف دست پہ یہ چکنی ڈلی ۔ زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہئے

اسی میں بطور اضمار یا انکار کہتے ہیں ؎

کیوں اسے قفل در گنج محبت لکھئے ۔ کیوں اسے نقطۂ پرکار تمنا کہئے
کیوں اسے گوہر نایاب تصور کیجئے ۔ کیوں اسے مردمک دیدۂ عنقا کہئے
کیوں اسے تکمۂ پیراہن لیلیٰ لکھئے ۔ کیوں اسے نقش پئے ناقۂ سلمیٰ کہئے

ان اشعار میں چکنی ڈلی کو ان چھ چیزوں سے تشبیہ دی ہے (۱) قفل در گنج محبت (۲) نقطۂ پرکار تمنا (۳) گوہر نایاب (۴) مردمک دیدۂ عنقا (۵) تکمۂ پیراہن لیلیٰ (۶) نقش پئے ناقۂ سلمیٰ ۔ اور شروع میں لفظ کیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر ان چیزوں سے تشبیہ نہیں دینا چاہتا بلکہ ان سب سے مشبہ کو اعلیٰ و افضل سمجھتا ہے ۔

تشبیہ قریب یعنی ایسی تشبیہ جو جلد سمجھ میں آجائے خواہ اس وجہ سے کہ وجہ شبہ واحد ہو یا اس وجہ سے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں قریب کی نسبت ہو ۔ مثلاً کسی آدمی کے دانت اگر معمول سے بڑے ہوں تو کہیں کہ اس کے ہاتھی کے ایسے دانت ہیں یا وہ چیز جس سے تشبیہ دی جائے ذہن میں آسانی سے اور اکثر گزرتی ہو ۔ مثلاً زلف کی تشبیہ سانپ سے ۔ آنکھ کی تشبیہ نرگس سے ۔ قد کی تشبیہ سرو سے ۔ چاند کا

اہل بلاغت تشبیہ قریب کو اچھا نہیں سمجھتے اور اس کو تشبیہ مبتذل کہتے ہیں مگر جب یہ ابتذال بسبب کسی

خاص تصرف کے دور ہو جاوے تو وہ تشبیہ بہت لطف دیتی ہے۔ مثلاً

ماہی اگر بارہ را از سرو بدے قد — سروی اگر سرو را زماہ بود بر (مختاری)

شاعر کہتا ہے کہ تو چاند ہے (یعنی ہم تیری پیاری صورت کو چاند سے تشبیہ دیتے) اگر چاند کا قد سرو کا ایسا ہوتا۔ اور تو سرو ہے (یعنی تیرے قد کو ہم سرو سے تشبیہ دیتے) اگر سرو کا سینہ چاند کا ایسا ہوتا۔ یہاں چہرے کی تشبیہ چاند سے اور قد کی تشبیہ سرو سے تشبیہ مبتذل ہے یعنی اس میں کوئی خاص بات نہیں مگر جب کہ کچھ شرطیں اس میں اضافہ کر دی گئیں تو تشبیہ میں غرابت پیدا ہو گئی۔ یا ؎

ابرو نہیں تماشا ترے اے رشک قمر دو — لگتا ہے نو سامنے آتے ہیں نظر دو (ظفر)

ابرو کی تشبیہ بسبب خمدار ہونے کے مہ نو سے دی ہے جو ایک معمولی بات ہے مگر دو چاندوں کا یکجا جمع ہو جانا ایک نئی بات ہے جس سے تشبیہ میں لطف پیدا ہو گیا ہے۔

تشبیہ بعید جس کو تشبیہ غریب بھی کہتے ہیں۔ یعنی ایسی تشبیہ جس میں وجہ شبہ بعد تامل کے سمجھ میں آئے خواہ اس وجہ سے کہ وجہ شبہ متعدد ہو یا مرکب ہو یا مشبہ کو مشبہ بہ کیساتھ دور کی نسبت ہو یا مشبہ بہ وہمی یا خیالی ہونے کی وجہ سے ذہن میں ندرت کے ساتھ آئے۔ واضح رہے کہ تشبیہ جتنی زیادہ وجہ شبہ ترکیب زیادہ رکھتی ہو گی۔ اسی قدر اس میں بعد اور غرابت زیادہ ہو گی اور اسیقدر زیادہ بلیغ اور پرلطف بھی ہو گی۔ برخلاف اس کے معمولی تشبیہیں جن میں تفصیل و ترکیب کم ہوتی ہے وہ بلاغت میں کم رتبہ رکھتی ہیں۔ الّا یہ کہ اُستادانہ بندش سے وہ پرلطف کر دی جائیں۔ مثلاً ؎

گورے گالوں پر ترے زیبا ہے خال عنبریں — تھا یہی بنا سزاوار ایسی لوح سیم کا (آتش)

گورے گورے گالوں کو لوح سیمیں (چاندی کی تختی) سے اور خال عنبریں (معشوق کے سیاہ تل) کو مینا سے تشبیہ دی ہے۔ ہر چند کہ علیحدہ علیحدہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کوئی دور کی نسبت نہیں ہے مگر مل کر ایک ندرت اور غرابت پیدا ہو گئی۔

دی ہے واعظ نے کن آداب کی تکلیف نہ پوچھ — ایسے اُلجھاؤ تری کاکل پیچاں میں نہیں (حالی)

شاعر واعظ کی مذاق آمیز لہجے میں شکایت اور مذمت کرتا ہے کہ واعظ مذہبی معاملات میں ایسی پیچیدہ اور مشکل باتیں پیدا کر دیتا ہے جو اصل اصول مذہب کے بالکل منافی ہیں۔ کیونکہ ارشاد نبوی ہے اَلدِّیْنُ یُسْرٌ ہے اس شعر میں مذہبی پیچیدگیوں کو کاکل پیچاں سے کس قدر خوبصورت تشبیہ دی ہے۔ وجہ شبہ لفظ اُلجھاؤ سے

ظاہر ہے جو تامل کے بعد ذہن میں آتی ہے۔ کاکل پیچاں سے سرور عالم صلعم کے ارشادات مراد ہیں۔

شک ہے کمر یار کے اوپر رگِ جاں کا   کیسی رگِ گل رشتۂ باریک کہاں کا؟   (آباد)

کمر یار کو شعراء ہمیشہ نازک باندھتے ہیں۔ اسی اعتبار سے کمر کو (۱) رگِ گل اور (۲) رشتۂ باریک (پتلے ڈورے) سے تشبیہ دی گئی ہے جو ایک پیش پا افتادہ مضمون ہے مگر جب یہ مضمون بطور استفہام انکاری کے بیان کیا گیا نیز یہ کہ جب مبالغہ کر کے کمر کو رگ جاں سے تشبیہ دی تو غرابت و لطف پیدا ہو گیا۔

× **تشبیہ مشروط** | اگر تشبیہ قریب یا مبتذل میں کوئی شرط لگا دی جائے تو اس میں ایک ندرت پیدا ہو جاتی ہے اس کو تشبیہ مشروط کہتے ہیں۔ مثال کیلئے دیکھو مختاری کا شعر صفحہ ۱۶۱۔ اسکی ایک دوسری صورت یہ بھی ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دیں مگر مشبہ بہ میں کوئی نقص یا خرابی نکال کر مشبہ کو اس سے اعلیٰ و افضل قرار دیں۔ مثال کیلئے حضرات عون و محمدؑ کے سراپا کے یہ دو بند دیئے جاتے ہیں۔

رو دار ہے خورشید پر ابرو نہیں رکھتا   ابرو مہِ نو رکھتا ہے پر رو نہیں رکھتا
قد رکھتا ہے طوبیٰ پہ یہ گیسو نہیں رکھتا   سنبل کے ہیں گیسو قد دلجو نہیں رکھتا
گر آنکھ ہے نرگس کی تو بینائی نہیں ہے
غنچہ کے دہن ہو تو یہ گویائی نہیں ہے

بو ہے گل جنت میں پہ رخسار نہیں ہے   ایمن میں تجلی ہے یہ دیدار نہیں ہے
قد رکھتا ہے طوبیٰ پہ یہ رفتار نہیں ہے   شیریں لب کوثر ہے یہ گفتار نہیں ہے
آئینہ میں رو ہے پہ خط سبز کہاں ہے
غنچہ کے دہن ہے نہ زباں ہے نہ بیاں ہے
(دبیر)

ان اشعار میں (۱) رو کی تشبیہ خورشید سے (۲) ابرو کی تشبیہ مہِ نو سے (۳) قد کی طوبیٰ سے (۴) گیسو کی سنبل سے (۵) آنکھ کی نرگس سے (۶) دہن کی غنچہ سے (۷) خوشبوئے جسم کی گل جنت سے (۸) دیدار کی وادی ایمن سے (۹) لب کی لب کوثر سے (۱۰) رو کی آئینہ سے اور (۱۱) دہن کی غنچہ سے دی ہے مگر بعد کو مشبہ بہ میں کوئی نہ کوئی نقص نکال کے مشبہ یعنی حضرات عون و محمد کے سراپا کو فضیلت دی ہے۔

تشبیہ مفصّل | وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ بیان کر دی جائے۔ جیسے ؎

جہاں پہلا ندا ماند بعینہ   کہ چوں پر شد تہی گردد بہ یکبار   (خاقانی)

دہان کو پیمانہ ٹھہرایا ہے اور وجہ شبہ دوسرے مصرعہ میں بیان کر دی۔

چمک رہے ہیں در نظم اختروں کی طرح — ادا ہے نثار مضموں میں لہروں کی طرح (نفیس)

تشبیہ مجمل اگر وجہ شبہ مذکور نہ ہو تو اس کو تشبیہ مجمل کہتے ہیں۔ جیسے

از عارض و روی و زلف داری — طاؤس و بہشت و مار باہم (خاقانی)

اس میں عارض کو طاؤس سے۔ رو کو بہشت سے۔ اور زلف کو مار سے تشبیہ دی ہے مگر وجہ شبہ کوئی بیان نہیں کی۔

واہ واہ کیا معتدل ہے باغ عالم کی ہوا — مثل نبض صاحب صحت ہے ہر موج صبا (ذوق)

یہاں موج صبا کو صاحب صحت کی نبض کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور وجہ شبہ کی تصریح نہیں کی البتہ ایک مجمل طور پر لفظ معتدل سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

تشبیہ مؤکد اس کو کہتے ہیں جس میں کوئی لفظ تشبیہ (جن کو ادات تشبیہ کہتے ہیں) مذکور نہ ہو جیسے ؎

مے آفتاب زر فشاں جامش بلوریں آسماں — مشرق کف ساقیش دان مغرب لب یار آمدہ (خاقانی)

مے کو آفتاب سے۔ جام کو بلوریں آسمان سے۔ کف ساقی کو مشرق سے اور لب یار کو مغرب سے تشبیہ دی مگر کوئی لفظ تشبیہ مذکور نہیں ہے۔

تشبیہ مرسل جس کو تشبیہ صریح بھی کہتے ہیں وہ ہے جس میں لفظ تشبیہ مذکور ہو۔ جیسے ؎

خدا نے اس کو دیا ایک خوب رو فرزند — ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوئے ماہ (غالب)

اور فرزند کو ستارہ سے تشبیہ دی اور لفظ جیسے جو تشبیہ کا پتہ دیتا ہے۔ مذکور ہے۔

مراتب تشبیہ باعتبار مبالغہ کی قوت و ضعف کے

واضح رہے کہ تشبیہ کا استعمال نظم و نثر میں مشبہ کی اہمیت ظاہر کرنے اور اس کو مہتم بالشان بنانے کے لئے حسب ذیل طریقوں سے ہو سکتا ہے۔ مثالیں یہاں نثر سے دی جاتی ہیں تاکہ صاف اور آسانی سے ذہن نشین ہو جائیں۔

(۱) جب مشبہ، مشبہ بہ، وجہ شبہ اور لفظ تشبیہ چاروں ذکر کئے جائیں۔ جیسے یہ گنڈیریاں مٹھاس میں برفی کی ڈلیوں کے سے ہیں۔ تشبیہ کی یہ صورت نہایت ضعیف و مبتذل خیال کی جاتی ہے۔

(۲) جب حرف تشبیہ حذف کر دیا جائے۔ باقی تین قائم رہیں۔ جیسے یہ گنڈیریاں مٹھاس میں برفی کی ڈلیاں ہیں

(۳) جب وجہ شبہ حذف کردیں اور باقی تین قائم رہیں۔ جیسے یہ گنڈیریاں کیا ہیں برفی کی ڈلیاں ہیں۔
(۴) جب وجہ شبہ اور لفظ تشبیہ دونوں حذف کردئے جائیں۔ صرف مشبہ اور مشبہ بہ باقی رہیں جیسے یہ گنڈیریاں برفی کی ڈلیاں ہیں۔
(۵) جب وجہ شبہ، لفظ تشبیہ اور مشبہ تینوں حذف کردئے جائیں جیسے گنڈیریوں کو دکھلا کے سودے والا صرف یہ کہتا ہے "یہ برفی کی ڈلیاں کون لے گا"۔ یہ صورت نہایت بلیغ ہے۔
(۶) جب تشبیہ کے چاروں اجزا حذف کردئے جائیں صرف مشبہ بہ کی صفت کا اعلان کیا جائے۔ جیسے (گنڈے والے کی آواز) "کنکوّے کون لوٹے گا"۔ اس مختصر جملے سے یہ مطلب ہے کہ ہمارے گنڈے لمبائی میں مثل بانس کے ہیں۔ یہ پورا جملے کا جملہ محذوف ہے صرف ۲ یعنی مشبہ بہ کی صفت (کنکوّے لوٹنا) بیان کی ہے غرض یہ ہے کہ لوگ مشتاق ہو کر اس اصل چیز کو ضرور خریدیں۔ یہ صورت بھی مثل (۴) کے نہایت بلیغ ہے۔

استعارہ

تشبیہ اور استعارہ میں اکثر چیزوں میں مشارکت ہے لہذا اُس کا ذکر یہاں نہایت اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ تشبیہ کے بیان میں ان تمام باتوں کی تصریح کردی گئی ہے۔ جاننا چاہئے کہ جس طرح تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ کو طرفین تشبیہ کہتے ہیں۔ اسی طرح استعارہ میں یہی دو چیزیں طرفین استعارہ کہلاتی ہیں مگر استعارہ میں مشبہ کو مستعار لہ اور مشبہ بہ کو مستعار منہ کہتے ہیں اور تشبیہ میں جو چیز وجہ شبہ کہلاتی ہے اُس کو استعارہ میں وجہ جامع کہتے ہیں۔ تشبیہ اور استعارہ میں یہ بڑا فرق ہے کہ مشبہ کو بعینہ مشبہ بہ ٹھہرا لیتے ہیں عام اس سے کہ وہ متروک ہو یا اُس کا ذکر کیا جائے۔ یعنی فرض کیجئے کہ ایک بہادر کو بعینہ شیر کہیں گے۔

اقسام استعارہ

استعارہ کی خاص خاص اقسام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ استعارہ بالتصریح ۔ وہ ہے جسمیں مشبہ متروک اور مشبہ بہ مذکور رہو۔

۲۔ استعارہ بالکنایہ ۔ وہ ہے جس میں مشبہ بہ متروک اور مشبہ مذکور رہو۔

۳۔ استعارہ وفاقیہ ۔ وہ ہے جسمیں صفات مستعار منہ و مستعار لہ ایک شخص میں جمع ہوسکیں۔ جیسے

یہ سنتے ہی تھرّا گیا گلہ سارا | یہ راعی نے للکار کر جب پکارا (حالی)

راعی چرواہے کو کہتے ہیں۔ مراد اس سے یہاں ذات قدسی صفات رسالتمآب صلعم کی ہے۔ اسی طرح لفظ گلّہ سے

قوم عرب مراد ہے۔ ✓

۳ **استعارہ عنادیہ** - برخلاف استعارۂ وفاقیہ کے اگر مستعار لہٗ و مستعار منہ کا جمع ہونا شخص واحد میں ناممکن ہو تو اُس کو استعارہ عنادیہ کہتے ہیں - جیسے کسی ایسے مردہ شخص کو جس کے کارِ خیر دنیا میں باقی رہ گئے ہوں زندہ سے اور ایسے زندہ شخص کو جو جاہل ہو یا خوابِ غفلت میں پڑا ہوا ہو مردہ سے تعبیر کریں - جیسے ؎

کوئی آج سے ہے فلک مدعی کیا
ہمیشہ مرے حال پر مہرباں ہے (میرؔ)

یہاں فلک کا استعارہ مہربان سے بمعنی نامہربان کے کیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ دو صفتیں یعنی مہربانی اور نامہربانی ایک ذات میں جمع نہیں ہو سکتیں اسی طرح ؎

شریعت ہوئی ہے نکو نام اُن سے
بہت فخر کرتا ہے اسلام اُن سے (حالیؔ)

یہاں بدنام کا استعارہ نکونام سے اور ننگ و عار کرنے کا استعارہ فخر کرنے سے ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ایک دوسرے کے نقیض ہیں - اسی ذیل میں ایسے استعارے بھی سمجھنا چاہیئے جو بہ سبیل مذاق و ظرافت برعکس معنی میں استعمال ہوں جیسا کہ تشبیہ کے ذکر میں بیان کیا گیا۔

وجہ جامع

وجہ جامع کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) یہ کہ وجہ جامع مستعار منہ اور مستعار لہٗ کا جزو ہو۔

(۲) یہ کہ وجہ جامع مستعار منہ اور مستعار لہ کے مفہوم کا جزو نہ ہو۔

(۳) یہ کہ وجہ جامع ایسی ہو جو بہت جلد سمجھ میں آجائے - ایسے استعارہ کو استعارۂ عامیہ یا مبتذلہ کہتے ہیں

(۴) یہ کہ وجہ جامع بوجہ نادر ہونے کے ہر شخص کی سمجھ میں نہ آئے (اس کو استعارۂ غریبہ بھی کہتے ہیں) جیسے ؎

ہوا یہ جوش میں سوداؔ کہ میری آنکھوں سے
بجائے لعل نکلتے ہیں اب سلیمانی (سوداؔ)

سبب جوش سودا سے سیاہ ہونے کے اشک خونی کو دانۂ سلیمانی سے استعارہ کیا ہے
کبھی استعارۂ مبتذلہ بسبب تصرف کے استعارۂ غریبہ ہو جاتا ہے - جیسے ؎

از فیض تو در دو دوگا ہوارہ
دو ہندو طفل شیر خوارہ (خاقانیؔ)

یعنی یہ تیرا ہی فیض ہے کہ دو پالنوں میں دو سیاہ رنگ ہندو کے بچے دودھ پی رہے ہیں) سیاہ رنگ ہندو کے بچے سے آنکھ کی دو پتلیاں اور دودھ سے آفتاب کی روشنی مراد ہے - علیحدہ علیحدہ یہ استعارۂ عامیہ ہے مگر

مل کر ایک ندرت اور غرابت پیدا ہو گئی ہے

پابرہنہ دھوپ میں مجھ کو پھراوے دربدر　　　خار سے کے سر پر کرے دامانِ گل کا سائباں　(سودا)

دامانِ گل کو سائبان سے تشبیہ دینا ایک عام بات ہے مگر پہلے مصرعہ کے تقابل سے شعر بہت بلیغ ہو گیا ہے (اسکی مثالیں تشبیہ کے ذکر میں بھی دیکھنا چاہئے)

اقسام استعارہ باعتبار مستعارلۂ مستعارمنہ و جامع تینوں کے

اس کی چھ قسمیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) مستعار منہ، مستعارلۂ اور وجہ جامع تینوں حسّی ہوں اور چونکہ حس کا تعلق حواس سے ہے لہٰذا اس کی مثل تشبیہ کے پانچ صورتیں ہو سکتی ہیں۔ متعلق بہ باصرہ، سامعہ، شامہ وغیرہ (دیکھو اسکی بحث تشبیہ میں)

(۲) طرفین حسّی ہوں اور وجہ جامع عقلی ہو۔

(۳) مستعارلہٗ حسّی ہو اور مستعار منہ و وجہ جامع عقلی ہوں۔

(۴) مستعار منہ حسّی ہو اور مستعارلۂ و وجہ جامع عقلی ہوں۔

(۵) مستعارلۂ، مستعار منہ اور وجہ جامع تینوں عقلی ہوں۔

(۶) طرفین حسّی ہوں اور وجہ جامع مرکب ہو حسّی اور عقلی دونوں سے۔

استعارۂ تمثیلیہ

استعارہ کی ایک صورت یہ ہے کہ اس میں مستعارلہ، مستعار منہ، وجہ جامع کئی چیزوں سے حاصل ہوتی ہوں۔ اس میں اور تشبیہ تمثیلی میں یہ فرق ہے کہ جہاں کہیں مطلقاً تمثیل ہو وہ استعارہ ہے اور اگر الفاظ تشبیہی ہوں تو وہ تشبیہ ہے (تشبیہ تمثیل کی مثال کے لئے دیکھو تشبیہ) استعارہ تمثیلی کی یہ مثال ہو سکتی ہے

یک جہاں زیر ایں افلاک　　　کام پُر زہر و خانہ پُر تریاک　(سنائی)

علمائے جاہ طلب کی ہجو میں کہتا ہے کہ اس دنیا میں ایک بڑی جماعت ایسی ہے کہ جن کا تالو زہر سے اور گھر تریاک سے بھرا ہوتا ہے۔ یعنی جن کا ظاہر نہایت چکنا چپڑا اور بظاہر مفید اور باطن مثل زہر کے مضر۔ اس شعر کا مصرع ثانی تمثیل ہے۔

دنیا و دین میں رہتا ہے آکر وہ جو فقیر　　　دھوبی کا کتا ہے نہ وہ گھر کا نہ گھاٹ کا

مقصود بالتمثیل دوسرا مصرع ہے جو ایک مثل ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ بیکار محض یعنی جو کوئی مفید کام نہ کرتا ہو۔

تھی لاگ اس کی تیغ کو ہم سے سو عشق نے — دونوں کو مر کے میں گلے سے ملا دیا (میرؔ)

گلے سے ملانا یعنی دو چیزوں میں آشتی و محبت پیدا کرنا محاورہ ہے، یہاں تلوار گلے پر رکھنے کو گلے ملانے سے استعارہ کیا ہے۔

۷. استعارہ بالکنایہ

یعنی ایسا استعارہ جو کنایہ کے ساتھ ہو۔ اس میں مشبہ کا ذکر نہیں ہوتا اور مشبہ سے مشبہ بہ کا ارادہ کیا جاتا ہے اور وہ چیز جو مشبہ بہ سے خصوصیت رکھے اُس کو مشبہ کے لئے ثابت کرنے کا نام استعارہ تخئیلیہ ہے جیسے ؎

بر وئے کردہ ہمہ حجرہ بوستاں ارم — بزلف کردہ ہمہ خانہ طبلۂ عطار (مسعود سعد)

یعنی اپنے چہرہ سے تمام حجرہ کو باغ بنا دیا (چہرے کی تشبیہ پھول سے ہے) اور زلف سے پورے گھر کو عطار کا بکس کردیا۔ (زلف کی تشبیہ مشک و عنبرہ وغیرہ سے ہے) اس میں مشبہ بہ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ لہذا استعارہ بالکنایہ ہے۔

روشن ہے یہ چپکے مر نا پروانے کا تو لیکن — اے شمع کچھ تو تو کہہ تیرے بھی تو زباں ہے (میرؔ)

شمع کو ایک جاندار بولنے والے انسان سے تشبیہ دی ہے (جس کا ذکر متروک ہے) اور لوازم تشبیہ یعنی دونوں میں زبان کا ہونا ذکر کیا گیا ہے۔

پی گئی کتنے کے لہو تیری یاد — غم ترا کتنے کلیجے کھا گیا (دردؔ)

محبوب کی یاد اور غم (محبت) کو ایک درندہ جانور سے تشبیہ دی ہے۔ اور اس کے واسطے خون پینا اور کلیجہ کھانا کہا ہے۔ پس یہ استعارہ بالکنایہ اور تخئیلیہ ہے۔

مجاز مرسل

مجاز مرسل اصطلاح میں اُس لفظ کو کہتے ہیں کہ معنی موضوع لہٗ کے سوا کسی دوسرے معنی میں استعمال نہ ہو اور اُس لفظ کے حقیقی و مجازی معنی میں کوئی علاقہ سوائے علاقۂ تشبیہ کے ہو۔ علم بلاغت میں اس کی متعدد قسمیں ہیں۔ یہاں صرف چند پر اکتفا کی جاتی ہے۔

(۱) کُل بجائے جزو کے استعمال کیا جائے ۔ جیسے نبض پر ہاتھ رکھنا یعنی نبض دیکھنا ۔ ظاہر ہے کہ نبض پر پورا ہاتھ نہیں رکھا جاتا بلکہ صرف دو تین انگلیاں رکھی جاتی ہیں

(۲) جزو بجائے کُل کے استعمال کیا جائے ۔ جیسے ؎

عشق را بحر بود و دل را کاں — شرع را دیدہ بود و دیں را جان (سنائی در منقبت)

مقصود بالتمثیل دوسرا مصرع ہے جس میں لفظ دیدہ بمعنی پاسبان کے استعمال ہوا ہے ۔

محفل میں شورِ قلقلِ مینائے مُل ہوا — لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قُل ہوا (ذوق)

مقصود بالتمثیل لفظ قُل ہے جو بمعنی فاتحہ استعمال ہوا ہے جس میں چاروں سورتیں قرآن مجید کی جن کے شروع میں لفظ قُل ہے پڑھی جاتی ہیں ۔

(۳) مسبب بجائے سبب کے استعمال کیا جائے ۔ جیسے ساغرِ عیش بمعنی ساغرِ شراب ۔ عیش مسبب ہے اور شراب سبب کیونکہ عیش شراب سے پیدا ہوتا ہے ۔

(۴) سبب بجائے مسبب کے استعمال کیا جائے ۔ جیسے بادل کا برسنا یعنی پانی کا برسنا ۔ دست بمعنی قدرت بازو بمعنی مددگار وغیرہ

(۵) ظرف بجائے مظروف کے استعمال کیا جائے ۔ جیسے پرنالہ بہنا ۔ دریا بہنا ۔

پلا ساقیا ساغرِ بے نظیر — پھنسی دامِ ہجراں میں بدرِ منیر (مثنوی میر حسن)

ساغر سے مراد شراب ہے جو مظروف ہے ۔

(۶) مظروف بجائے ظرف کے استعمال کیا جائے ۔ جیسے ؎

گئے بتخانہ پوجا گھر کیا طوفِ حرم ہم نے — اُڑائی تیری خاطر خاک کن کن رہ گزاروں میں (آتش)

بتخانہ پوجنے سے مراد بت کا پوجنا ہے ۔

کنایہ

کنایہ کے لغوی معنی ہیں پوشیدہ بات کرنا ۔ یہ تصریح کا برعکس ہے ۔ اصطلاح میں کنایہ اُس لفظ کو کہتے ہیں جو معنی موضوع لہ کے لئے مستعمل ہو ۔ لیکن مقصود وہ معنی نہ ہوں بلکہ ایک دوسرے معنی ہوں ۔ اس کی تین قسمیں ہیں

(۱) ایک یہ کہ کنایہ سے مقصود موصوف کی ذات ہو ۔

(۲) دوسرے یہ کہ کنایہ سے مقصود موصوف کی صفات میں سے کوئی صفت ہو۔

(۳) تیسرے یہ کہ کنایہ سے مقصود کسی صفت کا اثبات یا نفی کسی موصوف کے واسطے ہو۔

کنایہ قریب جب کوئی صفت جو کسی موصوف سے خصوصیت رکھتی ہو بیان کیجائے اور اس سے مراد موصوف ہو تو اس کو کنایہ قریب کہتے ہیں جیسے لولی فلک سے مراد زہرہ خسرو انجم سے مراد آفتاب۔ ترک فلک سے مراد مریخ ہے۔ اسی طرح آب آتشیں سے کنایہ شراب۔ مگس کی قے سے کنایہ شہد ہے ۔ ع

کیوں ردّ قدح کرے ہے زاہد — مے ہے یہ مگس کی قے نہیں ہے (غالب)

کنایۂ بعید جب بہت سی صفتیں مل کر ایک موصوف کے ساتھ مختص ہوں۔ اگرچہ علٰحدہ اور چیزوں میں بھی پائی جاتی ہوں اور ایسی تمام صفات کے مجموعہ سے موصوف مراد لیں تو یہ کنایہ بعید ہے اس لئے کہ تعدد صفات سے ذہن آسانی سے موصوف کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ جیسے ۔ ع

صبح آیا جانب مشرق نظر — اک نگار آتشیں رخ سر کھلا (غالب)

اس سے مراد آفتاب ہے کیونکہ اس میں یہ سب صفتیں موجود ہیں (۱) صبح کو جانب مشرق نظر آنا (۲) نگار یعنی خوبصورت ہونا (۳) آتشیں رخ یعنی اس کے چہرے میں گرمی اور سرخی ہونا (۴) سر کھلا یعنی وہ ایک گول شکل کا ہے اور بالکل کھلا ہوا ہے۔

تلویح کنایۂ بعید ہی کو جو عام طور پر کثیر الوسائط ہوتا ہے تلویح کہتے ہیں اور تلویح سے یہ مطلب ہے کہ لازم سے ملزوم کی طرف کئی واسطوں سے ذہن منتقل ہو جیسے عربی میں ایک ایسے شخص کو جو مہمان دوست ہو اور جس کے یہاں برابر دعوتیں ہوتی رہتی ہوں۔ کثیر الرّماد کہتے ہیں۔ (رماد کے معنی راکھ کے ہیں پس وہ شخص جس کے باورچی خانہ میں راکھ کثرت سے ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اس کے یہاں لکڑی بہت جلتی ہوگی۔ یعنی کھانا کثرت سے پکتا ہوگا اور کھانے کی کثرت سے انتقال ذہنی مہانوں کی کثرت کی طرف ہوتا ہے)...

بزرگی بایدت دل در سخا بند — سر کیسہ بہ برگ گندنا بند (نظامی)

ماحصل اگر تم کو بزرگی کی طلب ہے تو سخاوت کی عادت ڈالو اور اپنی تھیلی کو برگ گندنا سے باندھا کرو جو ایک نہایت سبز و رچیز ہوتی ہے) برگ گندنا سے تھیلی باندھنا یعنی کمزور باندھنا یعنی اسکا جلد کھلجانا۔ یعنی دینے میں جلدی کرنا۔

الغرض مطبخ اس گھرانے کا — رشک ہے آبدار خانے کا (سودا)

یہ ایک بخیل کی شان میں ہے جس سے مطلب یہ ہے کہ اس کا باورچی خانہ مثل آبدار خانہ کے ہمیشہ ٹھنڈا پڑا رہتا ہے۔

تعریض یہ بھی کنایہ کی ایک قسم ہے اور اس سے یہ مطلب ہے کہ جو الفاظ موصوف کے لئے استعمال کئے جائیں ان سے بالکل برعکس صفت مراد لیجائے۔ جیسے ؎

ستون چشم بد دور ہیں آپ دیں کے　　　نمونہ ہیں خلق رسولؐ امیں کے　　(حالیؔ)

یہ شعر اس زمانہ کے علماء کے حال میں کہا گیا ہے۔ دین کے ستون اور خلق رسول اللہ کا نمونہ ہونا بڑی تعریف کی بات ہے مگر جب تعریض کے طور پر استعمال کیا گیا تو معنی برعکس ہو گئے۔

دیکھ کر ہنستے ہو کیا تم صورت پاک ریاضؔ　　　یہ بڑے پہنچے ہوئے اللہ والے لوگ ہیں

صورت پاک اور اللہ والے لوگ بالکل اُلٹے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

سرقۂ شعری کے بیان میں

اُردو اور فارسی کی بلاغت کی کتابیں عام طور پر سرقۂ شعری کے بیان پر ختم ہوتی ہیں۔ میری سمجھ میں اصول بلاغت اور سرقۂ شعر کا تعلق نہیں آتا مگر چونکہ عام طور پر اس کا رواج ہو گیا ہے نیز یہ کہ اس ذریعہ سے شعراء کی افکار کا مقابلہ اچھی طرح کیا جا سکتا ہے اور عمدہ عمدہ اشعار پڑھنے میں آتے ہیں لہذا دوسری کتابوں کی تقلید میں اس کتاب کے خاتمہ پر بھی ایک مختصر بیان سرقۂ شعر کا دیا جاتا ہے مگر میں اپنی ذاتی رائے سرقۂ شعر کے متعلق ظاہر کر دینا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میں ہر اُس شعر کو جو کسی دوسرے شاعر کے کلام سے ماخوذ ہو خواہ لفظاً یا معناً دوسرے لوگوں کی تقلید میں سرقہ نہیں سمجھتا بلکہ سرقہ کی قانونی تعریف پر نظر رکھ کے نیت کو بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک کسی شاعر کو سارق ٹھہرانے سے پہلے یہ ثابت کرنا بہت ضروری ہے کہ اُس کی نظر سے کلام مسروق لازمی طور پر گزرا۔ نیز یہ کہ سارق نے بُری نیت سے یعنی بغیر اصلی شاعر کا ذکر یا حوالہ دیتے ہوئے اُس کے کلام میں دستبرد یا تصرف کیا۔ اس اصول سے تمام ایسی صورتیں خارج ہو جاتی ہیں جو قدما کے دیوانوں میں توارد و تکرار کی ملتی ہیں اس لئے کہ یہ ثابت کرنا اتنے دنوں کے بعد بہت مشکل ہے کہ شاعر سارق نے کلام مسروق ضرور ضرور دیکھا۔ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ ابن یمین کا کلام حافظ شیرازی کے سامنے یا سعدی کا کلام سلمان ساوجی کے سامنے تھا۔ اگر

ان شعراء کا کلام کہیں کہیں لڑ گیا یعنی بعض غزلیں ایک کی دوسرے کے یہاں پائی جاتی ہیں تو ہیں اس غلطی کو کاتب و ناقل کے سر منڈھوں گا نہ کہ ایسے بڑے بڑے شاعروں پر سرقہ کا الزام لگاؤں اور نہ معاصرین کے کلام میں بعض بعض صورتوں میں سرقہ سمجھا جا سکتا ہے گو کہ معاصرین کو ایک دوسرے کا کلام دیکھنے کا موقع ملا ہو فرض کیجئے کہ انیس و دبیر آتش و ناسخ ۔ حالی و داغ وغیرہ ہم معاصر تھے۔ ان کے اکثر اشعار ایک دوسرے سے لڑ جاتے ہیں ہم ان کو سرقہ ہرگز نہیں کہہ سکتے بلکہ تخیل کا مقابلہ اور فکر کی جنگ کہیں گے۔ مثالاً یہ دو شعر دیئے جاتے ہیں

نکلتا ہے جو ہر گل زر بکف گلزار عالم میں	خدا جانے زمیں میں دفن یہ کیسا خزانہ ہے	(ناسخ)
زمیں سے آتا ہے جو گل سو زر بکف	قاروں نے راستہ میں لٹایا خزانہ کیا	(آتش)
اُن کے جانے سے یہ کیا ہو گئی گھر کی صورت	نہ وہ دیوار کی صورت ہے نہ در کی صورت	(حالی)
رہی آشفتہ سری سے نہ وہ گھر کی صورت[1]	وہی دیوار کی صورت ہے جو در کی صورت	(داغ)

اب ان میں پہلے دو شعروں میں الفاظ گل ، زر بکف ، خزانہ ، ناسخ اور آتش دونوں کے یہاں مشترک ہیں۔ آتش نے خزانہ کی رعایت سے قارون اور بڑھا دیا ہے دونوں شعر اپنے اپنے رنگ میں اچھے ہیں مگر آتش کا شعر زیادہ پرلطف ہے۔ اسی طرح حالی اور داغ کے شعروں میں گھر اور در و دیوار کی صورت دونوں شاعروں کے یہاں مشترک ہیں مگر داغ نے اپنی طباعی سے لفظ آشفتہ سری بڑھا کے شعر میں ایک مزہ پیدا کر دیا۔ اب فرمائیے کہ ان بڑے بڑے شعراء میں ہم کس کو شعر کا چور ٹھہرائیں یہ ضرور ہے کہ ایک کا کلام دوسرے کے سامنے ہے مگر وہ اسمیں کچھ اضافہ کر کے کچھ جدت و مزہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے

اقسام سرقہ بہرطور سرقۂ شعر کچھ بھی ہو اور اُس کی نوعیت کسی قسم کی ہو اہل بلاغت نے اُس کی دو قسمیں مقرر کی ہیں (۱) سرقۂ ظاہر - (۲) سرقۂ غیر ظاہر -

اقسام سرقۂ ظاہر (۱) **نسخ و انتحال** اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا شعر بغیر کسی لفظی یا معنوی تغیر کے اپنا کر لے جو ظاہر ہے کہ چوری کیا سرزوری ہے اس کو نسخ و انتحال کہتے ہیں۔ اس کی مثالیں فارسی و اردو کتابوں میں اکثر دی ہیں مگر میں ان سے قطع نظر کرتا ہوں اس لئے کہ وہ سب بڑے بڑے لوگوں کا کلام ہے جو میرے نزدیک کاتب کی غلطی یا بدنیتی سے ادھر سے اُدھر ہو گیا ہے۔ میں

---

[1] مقابلہ کرو سے

شب جو زنداں میں ہوئی تازہ گرفتاروں کو	سر وہ ٹکرائے کہ در کر دیا دیواروں کو	(انیس)

اپنے نظریہ کے مطابق ہرگز ہرگز ایسے اساتذہ کو سرقہ کا ملزم نہیں قرار دے سکتا۔ مثالاً ایک شعر فارسی کا اور ایک اردو کا پیش کیا جاتا ہے۔

(بحوالۂ حدائق البلاغت) خواجہ حافظ کی وہ غزل جس کا مطلع ہے ؎

زباغ وصل تو یابد ریاض رضوان آب زتاب ہجر تو دارد شرار دوزخ تاب

من اولہ الی آخرہ سلمان ساوجی کے دیوان میں موجود ہے۔

(بحوالۂ بحر الفصاحت) ؎

جانیں مشتاقوں کی لب تک آئیاں بل بے ظالم تیری بے پروائیاں

میر محمدی بیدار اور خواجہ بہنگا شیدا دونوں کے کلام میں موجود ہے اور مولوی نجم الغنی صاحب مصنف بحر الفصاحت صاف طور پر لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں صاحبوں میں سے ایک نے سرقہ کیا ہے۔

(۳) **مسخ واغارہ** ۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ کسی شخص کا کلام (یعنی اُس کا مضمون) کل الفاظ یا بعض الفاظ کے تغیر کے ساتھ اخذ کریں اور ترتیب الفاظ کو بھی بدل دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی بری بات نہیں ہے بلکہ بلغا کی رائے ہے کہ اگر شعر ماخوذ شعر ماخوذ منہ سے بہتر ہو تو وہ نہایت مقبول و ممدوح ہے ؎

کہیو قاصد جو وہ پوچھے ہمیں کیا کرتے ہیں جان و ایمان و محبت کو دعا کرتے ہیں (میر)

اسی کے کچھ الفاظ کم کر کے اسیر کہتے ہیں

وہ جو پوچھے ہمیں کیا کرتے ہیں کہیو قاصد کہ دعا کرتے ہیں

سرو گفتم کہ بپائے تو بماند لیکن نتوانم کہ ازیں شرم ببالا نگرم (امیر خسرو)

(میں نے سرو کو تیرے پاؤں سے مشابہت دی لیکن اس تشبیہ سے اسقدر شرمندہ ہوں کہ اب سر اونچا نہیں کر سکتا)

اسی مضمون کو اختصار لفظ کیساتھ جامی کہتے ہیں ؎

سرو گفتم قد ترا وز شرم سر ببالا نمی توانم کرد

اگر شعر ماخوذ و ماخوذ منہ دونوں مرتبہ میں مساوی ہوں تو "الفضل للمتقدم" کے اصول پر عمل کیا جائے گا یعنی فضیلت اول کو ہے۔ جیسے ؎

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی (سراج)

چلی باد گرم فراق سے جلا سب جو دنیاز کا مگر ایک عشق کی کشت غم جسے دل کہیں سو ہری رہی (شاہ نیاز احمد نیاز)

اس میں فضیلت متقدم یعنی سراج کو ہے۔

اگر شعر ماخوذ ماخوذ منہ سے کمتر ہے تو وہ نہایت مذموم و مردود ہے جیسے ؎

کہا اُس بت سے جب مرتا ہے مومن — کہا میں کیا کروں مرضی خدا کی

کہوں جب میں کہ بے تیرے ہوں مرتا — تو کہتا ہے وہ بُت مرضی خدا کی (خواجہ وزیر)

اس میں دوسرا شعر پست ہے

(۳) **سلخ و المام** - اس سے یہ مطلب ہے کہ مضمون تو پورا لے لیا جائے مگر الفاظ بالکل بدل دیئے جائیں اس صورت میں بھی یہی تینوں شرطیں ملحوظ رکھی جائیں گی جن کا ذکر مسخ و اغارہ میں ہوا۔ ؎

بر من از جور تو ہر چند کہ بیداد رود — چوں رخ خوب تو بینم ہمہ از یاد رود (جامی)

ہر چند کہ از ہجر تو ام خوں رود از دل — از در چو در آئی ہمہ بیروں رود از دل (اہلی شیرازی)

دونوں شعر مساوی ہیں لہذا فضیلت جامی کو ہے۔

براں ناتواں صید بیداد رفت — کہ در دام از یاد صیاد رفت (ظہوری)

اے وائے بر اسیرے کز یاد رفتہ باشد — در دام ماندہ باشد صیاد رفتہ باشد (حزیں)

اس میں بسبب اختصار الفاظ کے شعر اول کو ترجیح ہے۔

رات ساری تو کٹی سنتے پریشاں گوئی — میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو

سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات — اب آئی سحر ہونے کو ٹک تو کہیں مر بھی

دونوں شعر میرے نزدیک مساوی ہیں اگر کچھ ترجیح ہو سکتی ہے تو سودا کے شعر کو

یہ ناتواں ہوں کہ ہوں اور نظر نہیں آتا — مرا بھی حال ہوا ہے تری کمر کا سا (مومن)

زار ہوں ایسا کسی کو میں نظر آتا نہیں — عشق میں گھل گھل کر کمر یار کی مو ہو گیا (آتش)

بسبب اختصار الفاظ اور چستی بندش کے مومن کا شعر اچھا ہے۔

اسی قبیل سے وہ اشعار بھی ہو سکتے ہیں جو بذریعہ ترجمہ کے فارسی اور عربی سے لئے گئے ہیں۔ جیسے ؎

کردم ہمہ مشکلات عالم را حل — ہر بند کشودہ شد مگر بند اجل (بو علی سینا)

عقدے سب حل ہوئے گمراہ انیس — یہ بند اجل کسی سے کھولا نہ گیا

گشت چوں رشتۂ عمرم کوتاہ — معنی سال گرہ فہمیدم (غنی کشمیری)

جب سالگرہ ہوئی تو عقدہ یہ کھلا | یاں اور گرہ سے اک برس جاتا ہے | (انیس)
در فراق تو چہا لے بت محبوب کشم | صبر ایوب کشم گریۂ یعقوب کشم | (مخلص کاشی)
ہمنے کیا کیا نہ ترے عشق میں محبوب کیا | صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا | (ذوق)
آلودہ ز قطرات عرق دیدہ جبیں را | اختر ز فلک می نگرد روئے زمیں را | (محمد جان قدسی)
آلودہ قطرات عرق دیکھ جبیں کو | اختر پڑے جھانکے ہیں فلک سے زمیں کو | (سودا)
گفتی بشبے بخواب تو آیم ولے چہ سود | چوں من بعمر خویش ندیدم کہ خواب چیست | (جامی)
وہ آسکے خواب میں تسکین اضطراب تو دے | ولے مجھے طپش دل مجال خواب تو دے | (غالب)

اقسام سرقۂ غیر ظاہر

(۱) اس کی ایک قسم ایسا سرقہ ہے جو معنوی ہو یعنی معنی میں تشابہ ہو اور الفاظ بدلنے کی کوشش کی جائے ۔

کعبہ میں جاں بلب تھے ہم دوری بتاں سے | آئے ہیں پھر کے یارو ابکی خدا کے یاں سے | (میر)
گر ابکی پھر کے جیتے وہ کعبہ کے سفر سے | تو جانو پھر کے شیخ جی اللہ کے گھر سے | (ذوق)

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا | دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا | (درد)
پاس جا بیٹھا جو میں کل اک ترے ہمنام کے | رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے | (جرأت)

تفاوت قامت یار او رقیامت میں ہے کیا مومن | وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچہ میں ڈھلتا ہے
ترے سرو قامت سے اک قد آدم | قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہیں | (غالب)

(۲) دوسری قسم سرقۂ غیر ظاہر کی یہ ہے کہ ایک شخص شعر میں ادعائے عام کرے اور دوسرا ادعائے خاص۔

اذا غضبت علیک بنو تمیم | وجدت الناس کلھم غضابا | (جریر)

(اگر تجھ سے بنو تمیم تمھارے خلاف ہو جائیں تو سمجھو کہ دنیا تمھارے خلاف ہو گئی)

ولیس للہ بمستنکر | ان یجمع العالم فی واحد | (ابو نواس)

یہ شعر فضل بن جعفر برمکی کی تعریف میں ہے شاعر کہتا ہے کہ اللہ کے نزدیک محال نہیں ہے کہ تمام دنیا کو یعنی تمام دنیا کی فضیلتوں کو ایک شخص واحد میں جمع کر دے۔

ترا مہر آئینہ باید بشہر دیگر رفت — کہ دل نماند دریں شہر تا ربائی باز (سعدی)

(معشوق سے کہتا ہے کہ اب تم کو کسی دوسرے شہر میں چلا جانا چاہیئے۔ کیونکہ اب اس شہر میں تو کوئی دل باقی نہیں رہا جس کو تم نے اپنے قبضہ میں نہ کیا ہو۔)

کسے نماند کہ او را بہ تیغ ناز کشی — مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی (امیر خسرو)

(اب کوئی باقی نہیں رہا کہ جس کو تو نے اپنی تیغ ناز سے قتل نہ کیا ہو۔ مگر تیرے شوق قتل کے پورا کرنے کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ ان مُردوں کو زندہ کر اور پھر قتل کر)

دوسرے شعر میں پہلے شعر سے ادعائے عام زیادہ ہے لہٰذا اُس سے بہتر ہے۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ مضمون ایک ہی ہو مگر موقع بدلا ہوا ہو۔ جیسے ؎

زلف تو سیہ چراست ماناک — بسیار در آفتاب گشتہ است (امیر خسرو)

(تیری زلف اس قدر سیاہ کیوں ہے شاید دھوپ میں بہت پھری ہے) چہرہ کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے

ز سیر خانہ آئینہ چوں بروں آید — گمان برند کہ در آفتاب گردیدست (صائب)

(جب اس کو آئینہ دیکھ کر فراغت ہوتی ہے تو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ دھوپ میں پھر کے آیا ہے۔) دونوں شعروں کا مضمون ایک ہے مگر جو چیز امیر خسرو نے زلف کی نسبت کہی ہے وہ صائب نے چہرہ کے متعلق کہی دونوں شعروں میں چہرہ کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے۔ پہلا شعر حُسن تعلیل کی بہت اچھی مثال ہے۔ میرے نزدیک دوسرا بسبب لطیف مبالغہ کے پہلے سے بہتر ہے۔

اُردو کی مثالیں یہ ہو سکتی ہیں ؎

چمن میں گل نے جو کل دعوئ جمال کیا — جمال یار نے منھ اُسکا خوب لال کیا (میر)

برابری کا تیرے گل نے جب خیال کیا — صبا نے مار طمانچہ منھ اُس کا لال کیا (حیا رامی)

دعوی کیا تھا گل نے اُس رُخ سے رنگ و بو کا — ماریں صبا نے دھولیں شبنم نے منھ میں تھوکا (میر سوز)

(۴) چوتھی قسم یہ ہے کہ دوسرے شعر کا مضمون پہلے شعر کی ضد ہو ؎

ایں کہ زد ناقۂ لیلے دو سہ گامے بغلط — آسماں تا چہ بلا بر سر مجنوں آرد (اہلی شیرازی)

(ناقۂ لیلےٰ غلطی سے دو تین قدم مجنوں کی طرف بڑھ گیا دیکھئے اب بیچارے مجنوں پر کیا مصیبت آتی ہے۔)

بغلط ہم نہ رود بر سر مجنوں لیلے — عاشق ایں بخت ندارد سخنے ساختہ اند (شفائی)

(غلطی سے بھی کبھی لیلےٰ مجنوں کی طرف نہیں جاتی۔ عاشق کا یہ نصیب بھلا کہاں لوگوں نے ایک بات بنالی ہے) ظاہر ہے کہ مضمون ایک دوسرے کا برعکس ہے۔

مثال بدر جو حاصل ہوا کمال مجھے　　گھٹا گھٹا کے فلک نے کیا ہلال مجھے　　(انیس)
علیؑ کی مہر سے ہے بدر کا کمال مجھے　　مجال کیا جو بنائے فلک ہلال مجھے　　(واحد)

تیز رکھنا سرِ ہر خار کو اے دشتِ جنوں　　شاید آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد　　(میر)
خارِ صحرائے جنوں یونہی اگر تیز رہے　　کوئی آئے گا نہیں آبلہ پا میرے بعد　　(ظفر)

اب ہم یہاں بعض اساتذہ کے چند متحد المضمون اشعار دیتے ہیں جو لطف سے خالی نہیں ان کو سرقہ کہنا خواہ وہ ظاہر ہو یا غیر ظاہر کس قدر ظلم ہے ؎

ہو گئی شہر شہر رسوائی　　اے مری موت تو بھلی آئی　　(میر)
مارا دیارِ غیر میں مجکو وطن سے دور　　رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم　　(غالب)
ہنسنے والا نہیں ہے رونے پر　　ہم کو غربت وطن سے بہتر ہے　　(آتش)
رونے والے نہ تھے غربت کی اجل پر نہ سہی　　ہنسنے والا تو وہاں کوئی دل زار نہ تھا　　(ناطق)

بالیں پہ میرے گھر سے تو آویگا جب تلک　　کر جاؤں گا سفر ہی میں دنیا سے تب تلک　　(میر)
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن　　خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک　　(غالب)
کی تو تھی تاثیر آہِ آتشیں نے اس کو بھی　　جب تلک پہنچے ہی پہنچے راکھ کا یاں ڈھیر تھا　　(درد)

کیوں نہ ہو فسخ ضعفِ اعضا پر　　مر گئے اس قشون کے سردار　　(میر)
دل نہیں ورنہ دکھاتا تم کو داغوں کی بہار　　اس چراغاں کا کہوں کیا کار فرما جل گیا　　(غالب)

مت ڈھلک مژگاں سے میرے اے سرشک آبدار　　مفت ہی جاتی رہے گی تیری موتی کی سی آب　　(میر)
توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے　　آنکھوں میں ہے وہ قطرہ جو گوہر نہ ہوا تھا　　(غالب)

کو گل و لالہ۔ کہاں سنبل سمن اور نسترن
خاک سے یکساں ہوئے ہیں ہائے کیا کیا آشنا (دبیر)

ہیں مستحیل خاک سے اجزائے نوخطاں — کیا سہل ہے زمیں سے نکلنا نبات کا (؍؍)
سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں — خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں (غالب)

میرے تغیر حال پر مت جا — اتفاقات ہیں زمانے کے (میر)
میرے تغیر رنگ کو مت دیکھ — یوں بھی سلے مہربان ہوتا ہے (درد)
میرے تغیر رنگ کو مت دیکھ — تجھ کو اپنی نظر نہ ہو جائے (مومن)

دوستاں منع کنندم کہ چرا دل بتو دادم
باید اول ز تو گفتن کہ چنیں خوب چرائی (سعدی)

پیار کرنے کا جو خوباں ہم پہ رکھتے ہیں گناہ — اُن سے تو پوچھے کوئی تم اتنے کیوں پیارے ہوئے (میر)

تضمین اس سے یہ مطلب ہے کہ ایک شاعر دوسرے کا پورا شعر یا مصرعہ اپنے کلام میں باندھے اور اس کا نام بھی ظاہر کردے یا بسبب شعر اول کے مشہور ہونے کے نہ بھی کرے۔ جیسے ؎

شبے با صراحی ہمیگفت شمع — کہ اے ہر شبے مجلس آرائے دوست
ترا با چنیں قدر پیش قدح — سجود دمادم بگو از چہ روست
صراحی بدو گفت نشنیدۂ — تواضع ز گردن فرازاں نکوست (امیر شاہی)

آخری مصرعہ شیخ سعدی کا ہے اور بہت مشہور ہے

مرا بہ سادہ دلیہائے من تواں بخشید — گنہ نمودہ ام و چشم آفریں دارم (نظیری)

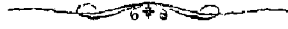
مرزا غالب اسی طرح کی غزل کے مقطع میں نظیری کا مصرعہ ثانی تضمین کرتے ہیں ؎

جواب خواجہ نظیری نوشتہ ام غالب — گنہ نمودہ ام و چشم آفریں دارم

اغیار کی جو سعی سے بالفرض جاؤں نہیں | واللہ ہو نگاہ میں مثل سقر بہشت
مجھ کو نوائے بلبل شیراز یاد ہے | کیا لکھنؤ کہ منہ نہ کروں ہو اگر بہشت (ناسخ)
حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است | رفتن بپائے مردی ہمسایہ در بہشت



ضمیمۂ آئینۂ بلاغت



اصطلاحات علم عروض و علم بدیع مع ترجمہ انگریزی

Nami Press, Lucknow. Phone No. 575.

فرهنگ الفاظ و اصطلاحات علم عروض و علم بدیع بزبان فارسي و انگریزي

الف

الف قطع ...	Pronounced *Alif* ... ...
الف وصل ...	Conjunctive or unpronounced *Alif* ...
ابتدا ...	First foot of the second *Misra* as opposed to *Zarb*
ابداع	Reconstructing, Recreating ...
اختصار	Brevity ... ...
ادماج	Ambiguous expression (see ایهام)
ارسال المثل ...	Proverbial commission, Paramia
استخدام (با قول با لموجب)	Ambiguous discourse, Amphiboly
استدلال (مذهب کلامی) ...	Arugmentative ... ...
استعاره	Metaphor (ا) ... ...

(ا) Metaphor سے یہ مطلب ہے کہ دو چیزوں میں مقابلہ صراحتاً نہیں بلکہ ضمناً کیا جائے یعنی مستعار منہ کا نام نہ لیا جائے بلکہ ایک ہی لفظ مقابلہ یا تشبیہ کے لئے کافی ہو جیسے His victory was brilliant (اسکی فتح درخشان تھی) اس جملے میں فتح کو ضمناً کسي روشن و درخشان چیز سے تشبیہ دی گئی ہے مگر اوس چیز کا نام نہیں لیا گیا۔اسي طرح Sinews of war (عضلات جنگ) سے زر مراد ہے کیونکہ بغیر زر کے سامان جنگ فراہم نہیں ہوسکتا اور اسکو قوت نہیں حاصل ہو سکتی۔افلاطون عبارت کي درستی اور تزئین کو (کنگهي کرنا اور گھونگھر بنانا) Combing and curling سے تعبیر کرتا تھا۔ یعنی عبارت کی تشبیہ بالوں سے ہے اور کنگھی کرنا اور گھونگھر بنانا اونکی آرائش اور تزئین ہے۔ (بقیہ فٹ نوٹ صفحہ آیندہ پر)

استعجاب ... ... Exclamation (۱)

استفہام ... ... Interrogation (۲)

استہزا (دیکہو تمسخر)

(بسلسلہ فٹ نوٹ صفحہ سابق)— جب بغاظر اختصار کئی Metaphor ملا دئیے جاتے هین اسکو Mixing of Metaphors (خلط استعارہ) کہتے هین مثلاً

I *bridle* in my straggling muse with pain.
That longs to *launch* into bolder *strain* (Addison.)

اس شعر مین شاعر اپنی تخیل کی پرواز کو پہلے گہوڑے سے پہر ایک جہاز یا کشتی سے پہر موسیقی کے راگ سے تشبیہ دیتا هے جس سے استعارہ مین خلط واقع هوگیا —

(۱) فوری یا گہرے جذبات کے موقع پر همارا دل نہین چاهتا کہ اظہار خیال محض معمولی لفظون کے ذریعہ سے کیا جائے - ایسے مقام پر هم زوردار الفاظ استعمال کرتے هین اسکو Exclamation کہتے هین -

کبہی عبارت کا زور اسطرح دکہایا جاتا هے کہ جملے کے شروع مین کوئی حرف استعجاب مثلاً O لاتے هین جیسے O insupportable ! O heavy hour !

کبہی تکرار لفظ کے ذریعہ سے جیسے
Late, late, so late ! and dark the night and chill (Tennyson)

کبہی لفظ How یا What شروع مین لانے سے جیسے "*How* pure at heart and sound in head, With *What* divine affections bold."
O earth ! *how* many changes hast thou seen. (Tennyson)

اُردو مین اسکی مثالین حسب ذیل هوسکتی هین —

ملتفت هوتا نہین هے گاہ تو ٭ کسقدر مغرور هے الله تو (میر)

جمال و عظمت دادار خالق ملکوت ٭ خیال کرکے یہ کہتا هون بہلہ رے جبروت (انشا)

اسمین "الله" اور "بہلہ رے" کلمۂ استعجاب هین -

(۲) اس سے یہ مطلب هے کہ کوئی جملہ بطور سوال کے بولا جائے مگر یہ غرض نہو کہ اوس کا جواب بہی مطلوب هو کبہی ایسا استفہام بطور شرط کے هوتا هے جیسے (بقیہ فٹ نوٹ صفحہ آیندہ پر)

Mould, Model	اسلوب (جمع اسالیب)
Prolongation of a vowel	اشباع
Etymology, Radical splitting	اشتقاق
	اعتراض (دیکھو حشو)
	اغراق (دیکھو مبالغہ)
Change in the letter روي	اِکفا
Consequential indication ...	التزامي (دلالت)...
	انتقال صفت (دیکھو صفت منتقلہ)
Epigram (۱)	ایجاز
Equivocation	ایہام (توریہ)

(بسلسلہ فٹ نوٹ صفحہ سابق)

Is any among you afflicted? let him pray.
Is any merry? Let him sing psalms.

کبھي بطور انکار کے جیسے

Is there a man with soul so dead?
Who ne'er to himself has said
This is my own my native land.

کبھي سوال کے ساتھ جواب بھی دیدیا جاتا ھے جیسے

What makes all physical or moral ill?
There deviates Nature, and here wanders Will. (Pope)

اس میں پہلے مصرع میں سوال اور دوسرے میں جواب ھے -
کبھي بطور تجاھل عارفانہ ایک تشبیہ کي صورت میں ھوتا ھے جیسے

O cuckoo, shall I call thee bird,
Or but a wandering voice? (Wordsworth)

(۱) ایجاز کے لغوي معنی اختصار کے ھیں مگر ھم نے اوسکا انگریزي مرادف لفظ Epigram قرار دیا ھے Epigram کے اصلی معنی کتبہ (Inscription) کے ھیں - اھل یونان اپنی سنگی یادگاروں پر کچھ مختصر مگر نہایت پر معنی اشعار کندہ کراتے تھے انہیں کو وہ Epigram کہتے تھے - بعد کو اس لفظ کا اطلاق تمام ایسے اشعار یا مصرع یا فقرہ پر ھونے لگا جسمیں کوئی دلچسپ مضمون زور دار الفاظ میں بہت اختصار کے ساتھ ادا کیا جائے -
(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ آیندہ پر)

ب

Hidden or latent (ي) as in ... ... مفاعیلان = منے بیدل = من بیدل	باطني (ي)
Metre	بحر
Art of verbal embellishment, Euphuism	بدیع (علم)

(بسلسلہ فٹ نوٹ صفحہ سابق)
اور اب اس لفظ کا مفہوم صرف ایسے مختصر جملوں پر محدود ہوگیا جنکے معنی بظاہر تو صحیح نہوں مگر در اصل غور کرنے سے اون مین کوئی حقیقت مضمر ہو - مثلاً The child is father of the man اس کے لفظی معنی تو یہ ہین کہ بچہ آدمی کا باپ ہے جو بظاہر غلط ہے - مگر حقیقی معنی یہ ہین کہ انسان کی آئندہ ترقی یا تنزل کے آثار اوس کے بچپن ہی سے معلوم ہونے لگتے ہین - یعنی بچہ اپنی آئندہ ترقی یا تنزل کا خلاق ہے - (ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات) یا مثلاً

Language is the art of concealing thought. اس کے ظاہری معنی یہ ہین کہ زبان خیالات چھپانے کا ایک فن ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے مگر قائل کا اصلی مطلب یہ ہے کہ انسان کسی مصلحت سے جھوٹ بولنے پر مجبور ہوجاتا ہے - لہذا وہ اپنے اصلی خیالات کو زبان ہی کے ذریعہ سے چھپاتا ہے -

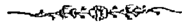
اسی طرح He is all fault who has no fault at all (Tennyson) جو شخص بے قصور ہے وہ سراسر قصور وار ہے مگر شاعر کا اصلی مطلب یہ ہے کہ ہر انسان مین کچھہ نہ کچھہ کمی یا خرابی ضرور ہوتی ہے - بے عیب خدا کی ذات ہے - (بندے اگر قصور نہ کرتے قصور تھا)

عربی مین بھی اس قسم کے اکثر جملے پائے جاتے ہین مثلاً فی القصاص حیاۃ سید القوم خادمھم - الامر بین الامرین (ابن رشد) یعنی امر واقعی دو امرون کے درمیان ہے - دو امرون سے مراد جبر و اختیار ہے - مطلب یہ ہے کہ انسان نہ پوری طرح سے مجبور ہے نہ پوری طور سے مختار ہے - بلکہ حقیقت بین بین مین ہے -

Improvisation	بدیہہ گوئي ...
	براعة الاستهلال (دیکھو حسن مطلع مع مثال)
Rhetoric	بلاغت (علم)
Stanza	بند ...
Spring Poem	بہاریہ ...
Art of exposition	بیان (علم)
Anthology	بیاض ...
Couplet, verse, sticho	بیت ...
Refrain	بیت راجع ...



ت



Pathos	تاثیر (کلام) ...
Chronogram (۱)	تاریخ ...
Quiescent *Alif* before (دخیل) (which see)...	تاسیس (الف)
Praise implying satire, Praiseworthy Satire.	تاکید الذم بما یشبه المدح
Satire implying praise, Satirical praise.	تاکید المدح بما یشبه الذم
	تبدیل (دیکھو طرد و عکس)
	تبلیغ (دیکھو مبالغہ)
Aporia	تجاهل العارف

(۱) اس صنعت سے یہ مطلب ہے کہ کسي واقعہ کا سن وقوع بجائے اعداد کے الفاظ کے ذریعہ سے ظاہر کیا جائے - اُردو اور فارسي میں اس کا بہت رواج ہے قدیم اقوام مثلاً رومیوں اور یونانیوں نے بھي حروف کے کچھ عدد مقرر کرلئے تھے جس کے ذریعہ سے وہ واقعات کا سن نکالتے تھے اس کي نمایاں مثال گھڑیوں کے ڈائیل کے حروف ہیں جو رومن اعداد کہلاتے ہیں - انگریزي میں اس صنعت کا زیادہ رواج نہیں - مگر پھر بھي رومیوں کي تقلید میں انگریزي حروف کي بھي مثل ہمارے حروف تہجي کے قیمت مقرر ہے مثلاً حرف I ایک کے برابر ہے V پانچ کے X دس کے L پچاس کے C سو کے چنانچہ اکثر انگریزي کتابوں کا سن طباعت بجائے عربي اعداد کے رومي اعداد میں لکھا جاتا ہے مثلاً سنہ ۱۸۵۵ع کو اس طرح لکھیں گے — MDCCCLV

Self address	تجرید
Wordplay, Homonym	تجنیس
Complete Homonym as bear (noun), bear (verb) ...	تجنیس تام
Redundant Homonym as bear, forbear ...	تجنیس زائد
Defective Homonym	تجنیس ناقص
Compound Homonym as "In Bengal there is a plentiful *rain*, *dear*, but there are no *reindeer* there." ...	تجنیس مرکب
Repeated Homonym	تجنیس مکرر
Lopsided or Terminal Homonym	تجنیس مطرف
Linear or Scriptory Homonym (۱)	تجنیس خطی
Vocal Homonym (۲)	تجنیس صوتی
Separation, breaking up of a word in a rhyme ...	تحلیل
Deducting a number from a chronogram ...	تخرجہ
Pen-name, Pseudonym Nom de guerre (۳) ...	تخلص
Imagination, Ideality	تخییل

(۱) انگریزی میں چونکہ نقطہ دار حروف نہیں ہیں لہذا صحیح معنوں میں تجنیس خطی انگریزی میں نہیں ہوسکتی —

(۲) یعنی ایسے الفاظ جو تحریر میں مختلف مگر تلفظ میں متفق ہوں جیسے (انگریزی میں) sun, son, seen, scene (فارسی اور عربی میں) صور- سور. سہل - اسل - زال - ضال وغیرہ — کہ یا رب مر سنائی را صفائی دہ تو در حکمت + تو آن کز وے برشک آید روان بو علی سینا (حکیم سنائی)—

(۳) انگریزی میں ایسے تخلص جو ہمارے ایشائی شاعر اختیار کرتے ہیں کم ہیں یعنی ہر شاعر کے لئے ضروری نہیں کہ اپنا نام بدل کے ایک فرضی نام Pseudonym رکھ لے مگر پھر بھی بعض لوگوں نے دوسرے ناموں سے کتابیں لکھی ہیں - لہذا وہی انکا تخلص سمجھنا چاہئے - مثلاً Miss Mary Evans معروف بہ George Elliot کے ناول مشہور ہیں - Revd. Richard Barham نے Ingoldsby کے اسم فرضی سے اپنی دلچسپ کتاب Ingoldsby Legends لکھی اور بعض لوگوں نے تو ایسا گہرا پردہ اپنے ناموں پر ڈالا کہ آج تک انکا اصلی نام کسی کو نہیں معلوم - مثلاً Letters of Junius اور Ossian's Poems کے مصنفین کے نام - ہمارے شہر کے مشہور جرنلسٹ سید جالب مرحوم کا نام بھی بہت کم لوگ جانتے ہیں —

Antithetical colouring	تدبیج
Lives of the poets, Memoirs	تذکرہ
	ترانہ (دیکھو رباعی)
Return tie, Pœm with a refrain (۱)	ترجیع بند
Composite tie, Strophe	ترکیب بند
Ornation	ترصیع

(۱) انگریزی میں ترجیع بند کی مثال یہ نظم ہوسکتی ہے - بند راجع (refrain) کے مقابل خط کہینچ دیا ہے —

I come from haunts of coot and hern,
I make a sudden sally
And sparkle out among the fern,
To bicker down a valley.
By thirty hills I hurry down,
Or slip between the ridges
By twenty thorps, a little town
And half a hundred bridges.
Till last by Phillip's farm I flow,
To join the brimming river,
For men may come and men may go,
But I go on for ever.

I chatter over stony ways,
In little sharps and trebles,
I bubble into eddying bays,
I babble on the pebbles.
With many a curve my banks I fret
By many a field and fallow
And many a fairy foreland set,
With willow-weed and mallow.
I chatter, chatter, as I flow,
To join the brimming river,
For men may come and men may go,
But I go on for ever. (The Brook, Tennyson).

Climax (۱)	ترقي
Melody	ترنم (موسيقيت)
Prolongation of, or adding *Alif* to a سبب خفيف	تسبيغ
Exordium	تشبيب

(۱) کلام ميں احساسات کو تيز اور جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے ضروري هے که جزئيات کي تفصيل و ترتيب اس طرح کي جائے که کلام کا زور درجه بدرجه اور زينه بزينه بڑهتا اور ترقي کرتا جائے - اسي کو Climax کہتے هيں - جذبات کسي نہج کے هوں اونکو برانگيخته کرنے کے لئے يه طريقه اهل بلاغت نے ضروري سمجها هے - انتعاش کيفيت کے واسطے ابتدا ميں ايک خفيف سي تحريک کي ضرورت هوتي هے مگر جب تک کوئي دوسرا محرک جو اوس سے بهي زياده موثر نہو نه پيدا کيا جائے پہلي تحريک مضمحل اور بيکار هوجائيگي - اسي طرح دوسري تحريک کو چاق کرنے کے واسطے تيسري کي اور تيسري کے واسطے چوتهي کي ضرورت هوتي هے - قس علي هذا قدما ميں اسکا بہت رواج تها - مثلاً مشہور رومي خطيب سسرو ايک اسپيچ کے موقع پر کہتا هے —

It is an outrage to *bind* a Roman citizen ; to *scourge* him is an atrocious crime : *to put him to death* is almost a parricide, but to *crucify* him – what shall I call it ? ”

(ايک رومي کي مشکيں باندهنا نہايت بے شرمي هے - اوسکو کوڑوں سے مارنا سخت جرم هے - اوسکي جان لينا گويا اپنے باپ کو قتل کرنا هے مگر اوسکو سولي پر چڑهانا —— اسکے لئے کوئي لفظ مجهکو نہيں ملتا) —

“ For, lo, the winter is past, the rain is over and gone : the flowers appear on the earth, the time of the singing of birds is come, and the voice of the turtle isheard in our land ; the fig tree putteth forth her green figs, and the vines with the tender grape give a good smell.” (Song of Soloman.)

(ديکهو سرما ختم هوگيا - بارش بهي اب ختم هے - پهول نکل رهے هيں - چڑيوںکے چہچہانے کا زمانه آگيا - قمري کي اواز سنائي ديني لگي - انجير کے درخت ميں گدر انجير نظر آنے لگے - تاک (درخت انگور) ميں کچے انگوروں کے خوشے اپني بهيني بهيني خوشبو دے رهے هيں) اسميں موسم بہار کا سماں تدريجي طريقے سے نہايت عمدگي سے دکهايا گيا هے —

Comparison, Simile (۱)		....	...	...	تشبیہ
Absolute	,,	...	...	... مطلق	,,
Preferential	,,	...	...	... تفضیل	,,
Emphatic	,,	...	...	... تاکید	,,
Conditional	,,	...	...	... مشروط	,,
Implicit	,,	...	...	... اضمار	,,
Equivalent	,,	...	...	... تسویہ	,,
Metaphorical	,,	...	...	... کنایہ	,,
Antithetical	,,	...	...	... عکس	,,

(۱) اگر دو چیزون مین مقابلہ صراحتاً کسي لفظ کے ذریعہ سے کیا جائے تو اسکو Simile کھتے ھین - جو فعل Metaphor مین ضمناً ھوتا ھے وہ Simile مین بالصراحت عمل مین آتا ھے Simile مین عام طور پر کوئي ایسا لفظ جس سے تشبیہ کا اظہار ھو (ادات تشبیہ) استعمال کیا جاتا ھے مگر بعض وقت اسکي ضرورت نہین سمجھي جاتي - البتہ طرفین تشبیہ یعني مشبہ اور مشبہ بہ کا لانا بہت ضروري ھے جیسے -

He who ascends to mountain tops shall find
The loftiest peaks most wrapt in clouds and snow:
He who surpasses or subdues mankind
Must look down on the hate of those below. (Byron's Childe Harold)

(جو شخص پہاڑ کي بلندیون پر چڑھتا ھے وہ اوسکي بلند چوٹیون کو برف اور ابر سے ڈھکا ھوا پاتا ھے (اسي طرح) جو انسانون پر سبقت لیجاتا یا اونکو دبالیتا ھے وہ اپنے نیچے والون کي نفرت کو نگاہ حقارت سے دیکھتا ھے) اسمین مشبہ اور مشبہ بہ علي الترتیب "انسانون پر سبقت لیجانیوالا" اور "پہاڑ کي بلندیون پر چڑھنے والا" ھین مگر کوئي لفظ جس سے تمثیل و تشبیہ ظاھر ھوتي ھو مذکور نہین ھے -

"Good nature is the most precious gift of Heaven; spreading itself *like* oil over the troubled sea of thought, and keeping the mind smooth and equable in the roughest weather"

(Washington Irving.)

(نیک نفسي اللہ کا ایک بیش قیمت عطیہ ھے جو ھمارے خیالات کے متلاطم سمندر مین مثل روغن کے کام دیتي ھے اور سخت سے سخت طوفان (اضطراب) مین بھي دل کو خوش اور مطمئن رکھتي ھے) اسمین مشبہ اور مشبہ بہ کے علاوہ لفظ تشبیہ "مثل" بھي موجود ھے - اسي طرح -

"Princes are like to heavenly bodies, which cause good or evil times, and which have much veneration but no rest." (Lord Bacon)

(بادشاہ مثل ستارون کے نیکي یا بدي پھیلانے والے (سعد و نحس) ھوتے ھین اور بڑے صاحب عظمت ھین لیکن خود آرام نہین لیتے) اس مثال مین بھي طرفین تشبیہ وجہ شبہ' اور ادات تشبیہ' سب موجود ھین —

Personification (۱)	تشخیص
Change of dots or diacritical points	تصحیف
Antithesis, synerisis (۲)	تضاد (یا طباق)
Elliptical indication	تضمنی (دلالت)
Insertion, quotation	تضمین
Diffuseness	تطویل
	تعجب (دیکہو استعجاب)
Adding a number to a chronogram	تعمیہ
Separation	تفریق
Explanation	تفسیر
Latent Explanation	تفسیر خفی
Patent Explanation	تفسیر جلی
Discrimination	تقسیم
Scansion	تقطیع

(۱) بیجان چیزون کو جاندار تصور کرنا اور اونکو صفات انسانی سے متصف کرنا Personification ہے جیسے Silent night (خاموش رات)۔ Angry sea (غضب ناک سمندر) Dying lamp (چراغ کشتہ) The broud sun above laughed a pitiless laugh (Browning) (دریض آفتاب اوپر سے ایک بے رحم ہنسی ہنسا –

اسی صنعت کی کورانہ تقلید نے ہماری اردو زبان کو آجکل غارت کردیا ہے –

(۲) مثل تشبیہ کے تضاد بہی ایک بڑی صنعت ہے جس سے مختلف چھوٹی چھوٹی صنعتین مستخرج ہوتی ہین۔ ان کا ذکر فٹ نوٹون مین موقع موقع سے کردیا گیا ہے ––

ایک صورت تضاد کی یہ بہی ہے کہ ایک کلمے کے معنی ایک دوسرے کلمے کے ذریعہ سے جو متضاد ہو محدود کردئے جائین گویا کلمہ ثانی کلمہ اول کی تعریف ہوجاتا ہے۔ جیسے

All *nature* is but *art*, unknown to thee;
All *chance*, *direction*, which thou dost not see;
All *discord, harmony* not understood;
All *partial evil, universal good.* (Pope)

(تمام فطرت ایک صنعت ہے جس کا علم تجہکو نہین ہے۔ تمام اتفاق ایک ہدایت ہے جسکو تو نہین دیکہ سکتا۔ تمام اختلاف دراصل اتفاق ہے جسکو تو نہین سمجہ سکتا۔ تمام جزئی نقصان کلی فائدہ ہے)۔ خط کشیدہ الفاظ مین تضاد واقع ہے مگر کلمہ ثانی کلمہ اول کی معنی کی تشریح کرتا ہے۔ یعنی فطرت کیا ہے ؟۔ ایک غیر معلوم صنعت ہے۔ اتفاق کیا ہے ؟ ایک غیر مرئی ہدایت ہے وغیرہ

Conversion	تقلیب
Repetition, reiteration, palilogia (۱)	تکرار
Homonymies	تلازمہ لفظی
Allusion (۲)	تلمیح
Allegory (۳)	تمثیل
Ridicule	تمسخر (یا استہزا)
Arrangement of attributes	تنسیق الصفات ...

(۱) تکرار کی مثال حسب ذیل ہے —

"O earth, earth earth, hear the word of the Lord."

اگر لفظ یا الفاظ کی تکرار جملوں کی شروع میں کیجائے تو اوسکو Epanaphora کہتے ہیں — اسکی مثال کے لئے دیکھو برک کی وہ مشہور اسپیچ جو اوسنے وارن ہیسٹنگز کے مقدمہ میں دی تھی — جس کے اکثر جملوں کے شروع میں الفاظ "I impeach him" کی بار بار تکرار ہے - اور اگر لفظ یا الفاظ کی تکرار بطور خبر کے جملوں کے آخر میں کیجائے تو اوسکو Antistrophe کہتے ہیں جیسے —

"Wit is dangerous, eloquence is dangerous, a talent for observation is dangerous, everything is dangerous that has efficacy and vigour for its characteristics"

(۲) تلمیح (Allusion) سے یہ مطلب ہے کہ کسی شعر میں کسی تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کیا جائے - انگریزی میں علاوہ واقعات تاریخی کے رومی و یونانی اصنامیات کی طرف بھی اشارہ کیا جاتا ہے اور اسکی متعدد مثالیں انگریزی شاعری میں موجود ہیں - نمونے کے طور پر یہاں ایک مثال پر کفایت کیجاتی ہے —

And the king seized a flambeau, with zeal to destroy;
Thais led the way,
To light him to his prey,
And like another Helen, fired another Troy. (Dryden.)

(اور بادشاہ (سکندر) نے تباہ کرنے کے شوق میں ایک مشعل اپنے ہاتھہ میں لی اور تھیئس آگے آگے چلی تاکہ اوسکو اوس کے شکار (منزل مقصود) تک لیجائے اور ایک دوسری ہیلن کی طرح اوسنے ایک دوسرے ٹرائے میں آتشزنی کی) شاعر ڈرائیڈن کی اس نظم کا خلاصہ یہ ہے کہ جب سکندر اعظم نے ایران فتح کیا تو ایران کے قدیم پایہ تخت اصطخر میں ایک بڑی مجلس عیش و طرب منعقد کی جسمیں تمام اوسکے بڑے بڑے افسر مع اپنی معشوقاؤں کے موجود تھے - سکندر کے حکم اور اجازت سے سب لوگ نہایت بے تکلفی سے شراب نوشی کر رہے تھے اسی اثنا میں سکندر کے محبوب جنرل بطلیموس (جو بعد کو بادشاہ مصر ہوا) کی معشوقہ تھیئس نے یہ تجویز پیش کی کہ اس مبارک موقع پر شاہ فارس زرکسیز کا قدیم تاریخی محل جو اصطخر میں واقع ہے اس فتح کی خوشی میں جلا کے خاک کردیا جائے - چونکہ سکندر کو اس ماہ جبین حسینہ یعنی تھیئس پر ایک خاص نظر التفات تھی لہذا اوسنے یہ تجویز خوشی سے فوراً منظور کرلی اور اپنے ہاتھہ میں ایک مشعل لیکر اوٹھہ کھڑا ہوا - آگے آگے وہی حسینہ تھی اور پیچھے سکندر اعظم اور اوسکے جانباز سردار اوسکی اس خواہش کو پورا کرنے جارہے تھے - چوتھے مصرع میں صنعت تلمیح ہے اور اشارہ ہے یونان کے قدیم شہر ٹرائے کی تباہی و بربادی کی طرف جو ملکہ ہیلن کی گرفتاری کی وجہ سے عمل میں آئی تھی

(۳) جب تشبیہات پے در پے مسلسل پوری نظم میں واقع ہوں تو اسکو Allegory کہتے ہیں جیسے انگریزی میں Bunyan's Pilgrim's Progress اور فارسی میں خواجہ فریدالدین عطار کی منطق الطیر —

Douple facedness	توجیه
	توریہ (دیکھو ایہام)
	توشیح (دیکھو موشح)

ح

Personal poem	حالیہ
Shortening a *Rukn*; dropping the last two letters of مفاعیلن when only مفاعي remains. ...	حذف
Poetical ætiology	حسن تعلیل
Beauty of demand, apposite request	حسن طلب
Apt transition	حسن مخلص
Beauty of Exordium (۱)	حسن مطلع
Beauty of Conclusion	حسن مقطع
Padding, Pleonasm (۲)	حشو (اعتراض) ...
Cacopleonasm	حشو قبیح
Indifferent pleonasm	حشو متوسط
Eupleonasm	حشو ملیح
Praise of God	حمد

(۱) مثال کے طور پر Keats کي مشہور نظم Endymion کے چند ابتدائي اشعار بطور حسن مطلع کے دئے جاتے ہیں —

A thing of beauty is a joy for ever.
Its loveliness increases; it will never
Pass into nothingness; but still will keep
A bower quiet for us, and a sleep,
Full of sweet dreams and health and quiet breathing.

اسي کے قریب قریب وہ صنعت بھي ہے جسکو براعة الاستہلال کہتے ہیں — چونکہ انگریزي میں اس کے لئے کوئي خاص اصطلاح نہیں ہے لہذا یہي لفظ Beauty of exordium اوسکو بھي کہہ سکتے ہیں — مثال ملتن کي مشہور کتاب Paradise Lost کے ابتدائي اشعار ہیں جن سے کتاب کا اصل موضوع پوري طرح معلوم ہو جاتا ہے —

"Of Man's first disobedience, the fruit of that forbidden tree,
Whose mortal taste brought death into this world,
And all its woes, heavenly goddess, sing."

(۲) Ah! there my *young* footsteps in *infancy* wander'd; (Byron) (وہاں میرے چھوٹے پاوں بچپن میں جاتے تھے) اس مصرع میں لفظ young حشو و زائد ہے —

خ

Predicate	...	خبر
Dropping the second letter of مستفعلن thus reducing it to مفتعلن = متفعلن	...	خبن
Dropping the first and the last letter of مفاعیلن which makes it مفعول = فاعیل	...	خرب
Dropping the first letter of مفاعیلن leaving مفعولن = فاعیلن	...	خرم
A letter added to وصل (which see)	...	خروج
Apostrophe (۱)	...	خطاب
Epitome	...	خلاصہ
Quintet	...	خمسہ
Wine-poems	...	خمریات
Piebald; a figure in which undotted words are followed by dotted words and *vice versa*	...	خیفا

(۱) عمیق جذبات کے اظہار کے موقع پر غیر حاضر اشخاص اور بیجان چیزوں سے اسطرح خطاب کیا جاتا ھے گویا کہ وہ سامنے موجود ھیں-

خطاب غیر حاضر اشخاص سے —

Ben Jonson کا خطاب Shakespeare سے —

"Soul of the age !
The applause, delight, the wonder of our stage !
My Seakespeare rise !"

اردو میں اسکی یہ مثال ھو سکتی ھے - اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ھے +
اُمت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ھے — (حالی)

خطاب بیجان چیزوں سے - (ملک یونان سے خطاب)

"Shrine of the mighty ! can it be
That this is all remains of thee ? " (Lord Byron)

خاک ایران سے خطاب —

"اے تربت پاک - واے کحل الجواھر دیدۂ نمناک - شکر خدایرا کہ دیدارت بمن روزی شد و دیدہ بدیدار توام روشنائی گرفت توئی کہ مامن نیازمندان و مدفن نیاکان مائی - توئی کہ درمہد ناز خود ما را پروردی و تو زو عزت نشو و نما دادی" — (سیاحت نامہ ابراھیم بیگ)

خطاب مجردات سے :— (موت سے خطاب)

"O Death, all-eloquent ! you only prove
What dust we dote on, when'tis man we love" (Pope)

امید سے خطاب : —

بس اے ناامیدی نہ یوں دل بجھا تو جھلک اے امید اپنی آخر دکھا تو
ذرا ناامیدوں کی ڈھارس بندھا تو فسردہ دلوں کے دل آخر بڑھا تو
ترے دم سے مردوں میں جانیں پڑی ھیں جلی کھیتیاں تو نے سرسبز کی ھیں
(حالی)

د

Circle	دائرہ
Uniform Circle	دائرہ متفقہ
Transferred ,, ...	,, مجتلبہ
Doubtful ,, ...	,, مشتبہہ
Different ,, ...	,, مختلفہ
Unitary ,, ...	,, مفردہ
Allied ,, ...	,, موتلفہ
A quiescent letter between روي and تاسیس ... as ش in عاشق - م in شامل	دخیل
Indication	دلالت
	دوبیتي (دیکھو رباعي)

ذ

Thesaurus, encyclopaedia	ذخیرہ
Havihg two metres, double metred	ذوبحرین
Having two rhymes, double-rhymed	ذوقافیتین
Pun (۱)	ذومعنیین
	ذوالوجہتین (دیکھو توجیہ)

(۱) انگریزي میں Pun یعني ذومعنیین الفاظ کا بہت رواج ہے - مثلاً کوئي سوال کرے ? Is life worth living اورجواب میں کہا جائے That depends on the *liver* اس جملے میں liver کے دومعني ہیں (۱) زندہ رہنے والا یعني خود آدمي (۲) جگر -

ملٹن سے اوسکے ایک دوست نے کہا اپني لڑکیوں کولیٹن کیوں نہیں سکہاتے - جواب دیا One tongue is sufficient for a woman (عورتوں کیلئے ایک زبان کافي ہے) لفظ زبان ذومعنیین ہے -

ر

Quatrain (see مربع)	رباعي (دوبيتي - ترانه)
Spring-poem (see also بهاريه)	ربيعيه
A metre consisting of مستفعلن eight times ...	رجز (مثمن سالم)
Contradiction...	رجوع
Concatenation, chain-verse ...	ردالعجز علي الصدر
The *Alif* which stands before روي as the *alif* in شباب	ردف اصلي
Quiescent letter before روي as خ in گداخت ...	ردف زايد
(Lit. one who rides a horse behind the principal rider ; co-rider) The word repeated at the end of a verse. (۱) ...	رديف
A figure in which dotted and undotted letters are used alternately (see خيفا) (۲) ...	رقطا
(Lit. the galloping of horses) the metre متدارک مثمن سالم	رکض الخيل
Foot of a verse	رکن
Perfect *rukn*	,, سالم
Imperfect *rukn*	,, غير سالم يا مزاحف
Fundamental basis or the last radical letter in a قافيه ...	روي

(۱) انگريزي مين رديف کا وجود نهين هے مگر پهر بهي بعض شعر ايسے ملتے هين جاهين اردو فارسي کي طرح مصرع کا آخري لفظ دوهرايا جاتا هے۔ اسي کو رديف که سکتے هين حالانکه انگريزي مين يه Double-rhyme کهلاتا هے مثال حسب ذيل هے —

"Round your people and *over them*
Night like raiment is drawn,
Close as a garment to *cover them*"

(۲) چونکه انگريزي مين نقطه دار حروف کي بهت کمي هے لهذا رقطا اور خيفا وغيره قسم کي لفظي صنائع اوسمين ممکن نهين مگر اسی کے قريب قريب وه صنعت هے جب کوئي خاص حرف ايک ايک يا دو دو حروف کے بعد برابر لايا جائے — مثلاً

ADA SAW AN AMANA MAN AT AMANA EAT AWAY AT A BANANA.

اس جملے مين هر دوسرا حرف 'A' هے — (يه مثال السٹرتيڈ ويکلي مورخه ۱۱ دسمبر سنه ۱۹۳۲ع سے ليگئي هے) —

س

Quiescent	ساکن
Entire, perfect	سالم
Cord	سبب (عروض) ...
A word or a syllable of which the second letter is ساکن as مل و گل	,, خفیف
A word or a syllable having two letters both متحرک as گلِ‌سرخ	,, ثقیل ...
(Lit. The cooing of a dove) Concordance, harmonious cadence.	سجع ...
Parallel concordance	,, متوازي ...
Rythmical ,, ...	,, متوازن ...
Lopsided ,, ...	, مطرف ...
Capapie, personal delineation (۱)	سراپا
Plagiarism	سرقه
Difference of vowels in ردف as عهید و دهود ...	سناد
Dialogue	سوال و جواب (یامکالمه)
Proposition of multiples	سیاق‌الاعداد

(۱) معشوق کے اعضا کي تعریف جسکو همارے یہان سراپا کہتے هیں انگریزي میں بہت کم رائج هے - بہت تلاش کے بعد ایک مثال ملي جو پیش کي جاتي هے - جس سے انگریزي دان اصحاب یه دیکهه لین گے که یه چیز بهي انگریزي میں مفقود نہیں هے —

Hadst thou lived in days of old,	اگر تو قدیم زمانه میں هوتي
O what wonders had been told	تو کیا کیا تعریفیں کیجا تیں
Of thy lovely *countenance*,	تیرے حسین چہرے
And thy humid *eyes*, that dance	اور تیري طراوت دار انکهون کي
In the midst of their own brightness,	جو خود اپني روشني میں
In the very fane of lightness, —	اپنے نور کے قبون میں ناچا کرتي هیں
Over which thine *eyebrows*, leaning,	جن کے اوپر تیري خمدار بهوین
Picture out each lovely meaning:	هر دلکش جذبے کي تصویر کهینچا کرتي هیں
In a dainty bend they lie,	اونکا خم نہایت نازک هے
Like the streaks across the sky,	جیسے که آسمان پر دهاریان —
Or the feathers from a crow,	یا مثل کوے کے پرون کے
Fallen on a bed of snow:	جو برف کے فرش پر پڑے هون
Of thy *dark hair*, that extends	اور تیرے سیاه بالون کي جنهیں
Into many graceful bends:	خوبصورت پیچ و تاب هیں —

(بقیه فٹ نوٹ صفحه آینده پر)

ش

Pseudo-etymology	شبہ اشتقاق
Dropping the م and ي of مفاعیلن thus ... reducing to فاعلن	شتر
Blasphemous or heretic poem ...	شطحیہ (یا کفریہ)
Couplet, verse	شعر
A poem complaining of the vicissitudes of the times (see also حالیہ)	شکایت روزگار ..
(Lit. Tying up) Combination of خبن & کف (which see) ..	شکل
An invective against the people of a town ...	شہر آشوب

(بہ سلسلہ فتے نوٹ صفحہ سابق)

As the leaves of hellebore — جو مثل "ہیلی بور" کی پتیوں کے ہیں
Turn to whence they sprung before—
جو اُس مقام پر پھر ملجاتی ہیں جہاں سے وہ نکلتی ہیں
And behind each ample curl — اور تیرے ہر گھونگر کے پیچھے
Peeps the richness of a *pearl*, — ایک نہایت عمدہ قیمتی موتی جھلکتا ہے
Downward too flows many a *tress* — اور تیری لمبی زلفونکی جو چمکدار
With a glossy waviness, — لہرون کے ساتھہ نیچے لٹکتی رہتی ہیں
Full, and round like globes that rise — یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا بخوردان سے
From the censer to the skies—
گولے کی صورت میں بخور کا دھوان آسمان کیطرف اوتھہ رہا ہے
Through sunny hair. Add too, the sweetness — اسکے علاوہ تیری شیرین
Of thy honied *voice*; the neatness — آوازکی حلاوت کی - اور
Of thine *ankle* lightly turn'd: — تیرے خوبصورت نازک ٹخنے کی
With those *beauties* scarce discern'd,
اور اُن حسین چیزون کی جوکہ بہت کم نظر آتی ہیں
Kept with such sweet privacy, — اور ہمیشہ ایسے پیارے پردے میں رہتی ہیں
That they seldom meet the eye — کہ بمشکل دکھائی دیتی ہیں
Of the little Loves that fly — اون چہوٹے چہوٹے عشق کے دیوتاؤن کو بہی
Round about with eager pry—
جو متجسس آنکہون کے ساتھہ اونکی تاک جہانک میں رہتے ہیں
Saving when with freshening lave, — سوائے اس کے کہ جب نہانے کے موقع پر
Thou dipp'st them in the taintless wave;
توصاف پانی کی لہرون میں اونکو ڈبوتی ہے
Like twin water-lilies born
اور وہ مثل نیلوفر کے دوہرے پہولون کے معلوم ہونے لگتی ہیں
In the coolness of the morn — جو صبح کی ٹھنڈک میں کھلتے ہیں
(Miscellaneous poems—Keats)

ص

صدر	First foot of the first مصرع as apposed to عروض (which see)
صفت متضاد	Oxymoron (۱)
صفت منتقله	Transferred epithet (۲)
صنائع لفظی	Verbal embellishment
صنائع معنوی	Embellishment in meaning
صنعت (جمع - صنائع)	Figure of speech
صوت الناقوس ... متدارک مثمن مقطوع	(Lit. the sound of the bell) the metre (see also رکض الخیل)

ض

ضرب	Second foot of the second مصرع as opposed to ابتدا (which see)

ط

طباق (دیکھو تضاد)	...
طرد و عکس	Transposition and inversion
طی	Dropping the fourth letter (ت) of مستفعلن thus reducing it to مفتعلن = مستعلن
طنز	Irony (۳)
طنزیه	Ironical

ظ

ظرافت	Humour
ظریفانه	Humorous

---

(۱) جیسے Cruel kindness (ظالمانه رحم) Laborious idleness —(محنت آمیز سستی) - Horribly beautiful (خوفناک حسین-یعنی بےانتہا حسین)

(۲) اس سے یه مطلب هے که کسی صفت کا موصوف حذف کرکے بنظر اختصار وه کسی دوسرے موصوف سے متعلق کیجاے جیسے Restless pillow (بیچین تکیه) ظاهر هے که بیچین تکیه کی صفت نهیں هوسکتی بلکه اوس شخص کی جس کا سر تکیه پر هے-اسیطرح "A lackey presented an obsequious cup of coffee" (Carlyle)

(خدمتگار نے ایک خوشامدانه پیالی قهوه کی پیش کی)-خوشامد پیالی کی صفت نهیں بلکه خدمتگار کی هے —

(۳) جوبات Innunendo میں کنایته کہی جاتی هے وه Irony میں صاف طور پر کهتے هیں مگر معکوس طریقه سے - البته طرز کلام سے معلوم هوجاتا هے که کهنے والے کا اصلی مطلب کیاهے - مثلاً بیوقوف آدمی کو کهیں آپ کتنے عقلمند هیں - انگریزی میں اسکی مثالیں حسب ذیل هیں: - Bentham انگلش لا (قانون انگلستان) کی تنقید و مذمت کرتے هوے کہا کرتا تھا Our matchless constitution (همارا لاجواب قانون) یعنی جو حماقت میں لاجواب هے-فلسفی Locke جو بدیہیات کا منکر اور نظریات کا قایل تھا-مذاق و طنز سے کہا کرتا تھا —

"If ideas were innate, it would save much trouble to many worthy persons."

(اگر همارے خیالات وهبی هوتے تو اکثر قابل لوگ بهت سی تکلیفوں سے بچ جاتے) مطلب یه هے که انسانی خیالات اگر اکتسابی کا نتیجه نهوتے تو پهر تعلیم و تربیت کی یه زحمتیں اوٹهانا فضول اور تحصیل حاصل تھا —

ع

Naked, simple, inornate ... ... عاري
Erotic pœm, amatory verses ... ... عاشقانه (نظم) ...
Last *rukn* of the second hemistich ... ... عجز يا ضرب
as opposed to ابتدا (which see)
(1) Last foot of the first hemistich ... ... عروض
as opposed to صدر (which see)
(2) Prosody
Prosodian ... ... عروضي
عکس (دیکهو طرد و عکس)

غ

Ode ... ... غزل
غلو (دیکهو مبالغه)
غير سالم (دیکهو مزاحف)
Blank verse, heroic ... ... غير مقفي نظم ...

ف

Stay ... . فاصله (عروض)...
A word or a syllable consisting of four letters ... ,, صغري
the first three of which are متحرک as شکنم وصنها
A word or a syllable consisting of five letters ... ,, کبري
the first four of which are متحرک as شکنوش
Boasting verse or pœm ... ... فخريه
Separation-pœm ... ... فراقيه
Unitary or single verse ... ... فرد

ق

Rhyme ... ... قافيه
When the الف تاسيس runs throughout a pœm ... قافيه موسسه
Dropping the fifth letter (ي) in مفاعيلن thus ... قبض
reducing it to مفاعلن
Dropping the last letter (ن) of مفاعيلن and ... قصر
making the penultimate ساکن
Purpose pœm, panegyric ... ... قصيده
Panegyrist ... ... قصيده گو

Dropping the last three letters of a rukn as اتن ... قطع
of فاعلاتن thus reducing it to فعلن = فاعل

Fragmentary poem ... ... قطعه

قول بالموجب (see ابہام and استخدام)

The penultimate ساکن before the letter روي ... قید
as ن in جنگ, آھنگ

ک

(Lit. complete, perfect) a metre consisting of .. کامل (بحر)
متفاعلن eight times

Dropping the final letter (ت) of مفعولات, thus .. کسف (یا کشف)
reducing it to مفعولن = مفعولا,

Dropping the last quiescent letter (ن) ... ... کف
of مفاعیلن thus reducing it to مفاعیل

کفریه (دیکھو شطحیه)

Works, collected works ... ... کلیات

Innuendo, insinuation (۱) ... ... کنایه

Thesaurus ... ... کنز

Transition-verse ... ... گریز

ل

Imposing a thing upon one's self unnecessarily ... ... لزوم مالا یلزم

Lexicon .. .. لغت

Enigma ... ... لغز

Folding and unfolding ... ... لف و نشر

Regular ,, ,, ... ,, مرتب

Irregular ,, ,, ... ,, غیر مرتب

Inverted ,, ,, ... ,, معکوس الترتیب

---

(۱) Innuendo عموماً ایسے موقعوں پر استعمال کیا جاتا ھے جبکہ کسی کی مذمت کھلے الفاظ میں کرنا منظور نہو - بلکہ ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جن سے ظاھري طور پر اوسکی تعریف معلوم ھو - اسکو تاکید المدح بما یشبه الذم بھي کہہ سکتے ھیں - مثلاً :—

Sydney Smith ایک مرتبه ایک غیر دلچسپ کتاب پڑہ رھا تھا - اوس کے متعلق اوسنے یه ریمارک کیا

"I sincerely hope it will improve"

ظاھري معني تو یه ھیں که مجھکو امید ھے که یه کتاب ترقي کریگی یعني میري معلومات میں اضافه کریگي - مگر کنایتهً یه کہنا منظور ھے که کتاب کچه نہیں ھے - مہمل ھے —

م

مبادلةالراسین ...	(Lit. changing the heads) changing the initial letters of two words, thus forming two new words as "best way" and "west bay"
مبالغه (غلو-اغراق-تبلیغ) ...	Hyperbole, (1) exaggeration
مبتدا	Subject

(۱) "Hyperbole" سے یہ مطلب ہے کہ کلام میں اثر اسطرح پیدا کیا جائے کہ کسی چیز کو اوسکی قدرتی اور جائز حدود سے بڑھاکر دکھایا جائے - جب کسی شئے سے بسبب اوسکی بعض صفات کے ہمکو خاص مسرت حاصل ہوتی ہے تو دل چاہتا ہے کہ اون صفات کے بیان میں چارچاند لگا کے مسرت اور زیادہ حاصل کیجائے - نفس کی اس قدرتی خواہش سے کلام میں ایک خاص زور اور اثر پیدا ہو جاتا ہے جسکا نام اہل بلاغت نے مبالغہ رکھا ہے - مگر مبالغہ کے صحیح التاثر ہونے کے لئے حسب ذیل شرائط ضروری ہیں —

(۱) مسرت یقینی اور قطعی ہو —

(۲) قدرتی اور جایز حدود سے آگے بڑھنے میں تجاوز عن الحق بالکلیہ نہونے پائے —

(۳) مبالغہ کے بیان میں الفاظ ایسے ملایم و مناسب استعمال کئے جائیں جو جذبہ استلذاذ کے منافی نہوں —

(۴) قائل کے دل میں بھی وہ جذبہ جسکو وہ مبالغہ سے بیان کرے اوسی شدت سے ہونا چاہئے جتنے کہ الفاظ زوردار ہوں - اگر دل اور زبان میں یکرنگی نہوگی تو کلام بے مزہ اور غیر موثر ہوگا (الکزنڈر بین - ایل - ایل - ڈی)

انگریزی میں مبالغہ کی مثالیں حسب ذیل ہوسکتی ہیں :—

One moment now may give us more
Than fifty years of reason. (Wordsworth)

(موسم بہار کے ایک لمحہ کی ازخود رفتگی پچاس برس کی عقل و ہوش کے ساتھہ زندگی سے زیادہ بہتر ہے)

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ آیندہ پر)

Antithetic	متضاد
Veriegated, chamelion (see ذوبحرین)	متلون
Symmetrical, balanced	متوازن
Parallel, concordant	متوازي
Satirical poems of pre-Islamic days	مثالب
Triplet, tercet	مثلث
Octometer	مثمن

(بسلسله فٹ نوٹ صفحه سابق)

ڈاکٹر بین کي چوتھي شرط کے بموجب یه جمله صرف شاعر و رڈس ورتھه مذکوره بالا کو یا اس زمانه مین ڈاکٹر بوس کو سزاوار هے جنکي نظر مین
برگ درختان سبز در نظر هوشیار هر ورقے دفتر یست معرفت کرد گار

I was all ear

And took in strains that might create a soul
Under the ribs of Death. (Milton's Comus)

(مین سرا سر گوش تها اور وه نغمے سن رها تها جو مردون مین بهي جان ڈالدین)

یه جمله بهي بقول بین اور لوگون کے منهه سے بے معني هوگا تاوقتیکه اونکا دل مثل شاعر کے جذبهٔ حقیقي سے لبریز نهو —

Two hours, whose mighty circle did embrace
More time than might make grey the infant world. (Shelley)

(دو گهنٹے جن کے عظیم دائرے نے اوس سے بهي زیاده وقت گهیر لیا تها جتنا که ازل سے ابد تک سماتا)

(بقیه نٹ نوٹ صفحه آینده پر)

Double-rhyme, couplet poem	مثنوي
Non-literal sense	مجاز
Synechdoche: Metonymy (۱)	مجاز مرسل
A *rukn* in which the process of جب has taken place (which see) ...	مجبوب
A *rukn* in which the process of جدع has taken place (which see) ...	مجدوع

(بسلسله فٹ نوٹ صفحه سابق)

یه مبالغه غلو کي حد تک پهونچتا هے اس وجه سے که جزو اپنے کل سے کبهی بڑه نهیں سکتا - اور یہان دو گهنٹے ایسے فرض کئے گئے هیں جو ازل سے ابدتک وقت سے بهي بڑه گئے - مگر الفاظ کي مناسبت اور زور نے شعر کو بے لطف هونے سے بچا لیا —

Fair tresses man's imperial race ensnare
And beauty draws us with a single hair. (Pope)

(معشوق کي) زلفیں اپنے جال میں مغرور انسان کو پهانس لیتي هیں بلکه حسن تو ایک بال کے زور سے هم کو کهینچتا هے)

اسمیں بهي مثال نمبر ۳ کے مبالغه بعید از قیاس هے مگر صرف الفاظ کي خوبي اور سجاوٹ نے کلام کو بے مزه نهونے دیا —

(۱) مجاز مرسل کا ترجمه دو لفظوں سے کیا گیا هے (۱) Synecdoche
(۲) Metonymy یه دونون یونانی لفظ هیں۔ اوران کے لغوي معنی علی الترتیب ایک چیز سے دوسري چیز مراد لینا اور تبدیل نام کے هیں–قدیم زمانه میں یه دونون صنعتیں اوس موقع پر استعمال کي جاتي تهیں که جب ایک چیز سے کنایته کوئي دوسري چیز مراد لیجاتي تهي - اب یه دونون صنعتیں مصرحه ذیل معنون میں استعمال هوتي هیں —

(بقیه فٹ نوٹ صفحه آینده پر)

مجزو	A verse in which both the ضرب and عروض are dropped...
مجہول الضدین (دیکھو توجیہ)	
محذوف	Apocopated, imperfect ... ...
مخبون	A metre in which the process of خبن has taken place... (which see)
مخمس	Five-some ... ...
مدح موجہ	Implied praise ... ...

(بسلسلہ فٹ نوٹ صفحہ سابق)

(الف) Synecdoche - (۱) جزو بجائے کل کے - جیسے sail بمعنی ship یا hand بمعنی summer - person بمعنی year (A maiden of sixteen summers) -

(۲) کل بجائے جزو کے جیسے year بجائے spring The smiling year - spring بمعنی spring —

(۳) غیر مصنوع شے بجائے مصنوع کے جیسے steel بمعنی sword کے linen - بمعنی linen garment کے copper - بمعنی penny —

(ب) Metonymy - (۱) نشان یا علامت بجائے اصل شئے کے - جیسے crown - throne - sceptre بمعنی بادشاہت - red - tape بمعنی routine of office —

(۲) ظرف بجائے مظروف کے - جیسے city بمعنی inhabitants of the city — the palace and the cottage - بمعنی rich and poor people —

(۳) نتیجہ بجائے سبب کے جیسے grey hairs بمعنی old age —

(۴) صانع بجائے مصنوع کے - جیسے شاعر کا نام بمعنی تصنیفات شاعر کے - Bradshaw بمعنی Railway Time Table کے جسکو Bradshaw نے تیار کیا تھا -

(۵) جذبہ کا نام بمعنی اوس شخص کے جس کے ساتھہ جذبہ کا اظہار کیا جائے جیسے my love - my joy وغیرہ —

A metre consisting of فاعلاتن four times ... مدید

Panegyric ... ... مدیحه

مذهب کلامي (دیکهو استدلال)

The observance of the similar (۱) (تناسب و توفیق) مراعات النظیر

Foursome, quatrain ... ... مربع

Threnody, elegy ... ... مرثیه

Cadenced ... ... مرجز

A poem having a ردیف as opposed to مقفي ... مردف

(مثال کے لئے دیکهو ردیف)

Ornate ... ... مرصع

Imperfect ... ... مزاحف

Consorted ... ... مزدوج

A letter added to خروج (which see) as ت in گویهت ... مزید

A *rukn* in which the process of تسبیغ has taken place. ... مسبغ

---

(۱) انگریزي میں اس صنعت کا رواج کم هے مگرپهر بهي اسکي مثالیں کبهي کبهي دیکهنے میں آتي هیں - مثال نمبر ایک میں دریا اور کشتي راني وغیره کے مناسبات استعمال کئے گئے هیں —

مثال نمبر ۱ —

I appeal to the House for one last long *pull*, all of us pulling together, in the confident assurance that so doing we shall quickly get the *boat* out of the vicious *current* which is threatening to drag India down on to the *rocks* of insolvency. Once back in *safe waters*, I have every hope that in a surprisingly short time we shall find ourselves on the *flood tide* of prosperity. (Finance Member's speech in introducing the Imperial Budget for 1923 24).

مثال نمبر ۲ —

Assuredly, if the *tree* which Socrates *planted* and Plato *watered* is to be judged by its *flowers* and *leaves*, it is the noblest of trees. But if we take the homely test of Bacon, if we judge of the tree by its *fruits*, our opinion of it may perhaps be less favourable. (Macaulay)

مثال نمبر ۲ میں درختوں کے مناسبات استعمال کئے گئے هیں —

Increment-poem	مستزاد
Rythmed	مسجع
Sixsome, hexastich	مسدس
Multiple-poem (۱)	مسمط
Apparent similarity	مشاکله
	مشطور (دیکھو سریع)
A *rukn* in which the process of شکل has taken place (which see) ...	مشکول
Hemistich	مصرع
Similar	مضارع
Ludicrous	مضحک
Facetiae	مضحکات
Lopsided, lateral	مطرف
Opening verse	مطلع
A *rukn* in which the process of طي has taken place (which see) ...	مطوي
Art of signification	معاني (علم)
Tensome, decastich	معشر
Riddle, enigma	معما
A *rukn* in which the process of قبض has taken place (which see) ...	مقبوض
Prologomena	مقدمة

(۱) مسمط کي مثال انگريزي مين يه هو سکتي هے —

Then *up* with your *cup*, till you *stagger* in *speech*,
And *match* me this *catch*, though you *swagger* and *screech*,
And *drink* till you *wink*, my merry men *each* (Scott.)

A *rukn* in which the process of قصر has taken place (which see)	...	مقصور
Concluding verse	... ...	مقطع
Anagram	... ...	مقلوب
Complete anagram	... ...	,, کل
Partial ,,	... ...	,, بعض
Winged ,,	... ...	,, مجنح
Even ,,	... ...	,, مستوي ...
		مکالمه (دیکهو سوال و جواب)
A *rukn* in which the process of کف has taken place (which see)	...	مکفوف
Poet-laureate	... ...	ملک الشعرا
Patch-work, pied verse	... ...	ملمع
Prayer addressed to God	... ...	مناجات
Joust, strife-poem	... ...	مناظره
Monograph	... ...	منفرده
Praise of the Prophet's family	... ...	منقبت
Acrostic	... ...	موشح
A figure in which all the letters of a word are joined together as opposed to مقطع	...	موصل
A *rukn* in which the process of وقف has taken place (which see)	... ...	موقوف

ن

Nasal ن	... ...	ن غنه
A letter added to مزید (which see) as ش in بردستهش	... ...	فایره
Prose	... ...	نثر
Dropping the first two *sababs* also the final letter, as from مفعولات we have فع = لا	...	نحر
Verse	... ...	نظم
Imitation, parody	.. ..	نظیره
Praise of the Prophet	... ...	نعت

و

Connective و ...	واو عطف
A burning or retaliatory poem ...	واسوخت
A metre consisting of مفاعلتن eight times	وافر (مثمن سالم)...
Lit. a peg ...	وتد
A word or a syllable having three letters the first two of which are متحرک as چمن	" مقرون یا مجموع
A word or a syllable having three letters of which the middle one is ساکن and the first and third are متحرک as بزم شاه	" مفروق
Measure ...	وزن
A letter affixed to روي (which see) as... م in آموختم	وصل
Dropping the حرکت of the last letter ...	وقف

ه

Hidden or unpronounced ه as ه in جامه	هاي مختفي
Combination of حذف and قصر (which see)	هتم
Satire, lampoon ...	هجو
Implied satire ...	هجو مليح
A metre consisting of مفاعيلن eight times	هزج (مثمن سالم)..
Macaronic ...	هزل
Obscene poems, facetiae ...	هزليات